ہدایت
و
گمراہی
شیر ہندوستان خطیب الایمان
مولانا سید مظفر حسین طاہر جرولی طاب ثراہ
فاؤنڈر شیعہ کاؤنسل آف انڈیا (لکھنؤ)
ترتیب کار:
مولانا سید میثم کاظم جرولی صاحب

ھدایت و گمراھی

(دس مجالس)

خطیب الایمان شیعہ ہندوستان عالی جناب السید مولانا طاہر جرولی

فاونڈر شیعہ کاونسل آف انڈیا لکھنؤ

ترتیب کار: مولانا میثم کاظم جرولی

نام کتاب : ...ت وکربلائی (مجالس کا مجموعہ)

خطیب : ...یر ہندوستان الحاج مولانا سید مظفر حسین طاہر جرولی صاحب

سنہ اشاعت : ۲۰۰۴ء

کتابت : COMPUTER GHAR

Khwaja Tower, victoria Street, Lko.

پبلشرس : **احباب پبلشرس**، اقبال منزل،

مقبرۂ عالیہ، گولہ گنج لکھنؤ۔ ۱۸

پرنٹر : آفسٹ انڈیا پریس لکھنؤ۔

ہدیہ : Rs 90/-

موجودہ پتہ

S. MEESAM KAZIM JARWALI
c\o Mr. Shakir Husain
"ARZOO STORES"
Masjid Malka Zamani
Golaganj, LUCKNOW-18

یہ پتہ تبدیل ہوگیا

1. 115, Haider Mirza Road,
Near Maqbara-e-Aliya,
Golaganj, Lucknow-18
2. P. O. Box No -23
Aminabad Park P. O.,
Lucknow

انتساب

مولائے کائنات

حضرت علیؑ

کے نام

"اے مالک حق کو اُدھر اُدھر موڑ دے جدھر جدھر علیؑ جائیں"

(آنحضرتؐ)

کاش کہ ایسا ہوتا.......

(طاہر جرولی)

میری بات

میں جناب سید محمد جعفر صاحب رضوی بمبئی کا از حد شکر گزار ہوں کہ انہوں نے اپنے ادارے سے والد محترم سید مظفر حسین طاہر جرولی (شیر ہندوستان) کی مجالس کو چھاپنے کا ارادہ کیا اور مجھ سے خواہش کی اور میں نے انکو تمام والد صاحب کی کتابوں کا حق اشاعت دے دیا۔ انہوں نے پہلی کتاب حق و باطل پھر اسلام اور مسلمان اور پھر قرآن اور اہلبیت جنوری میں اور اس سال ہدایت و گمراہی نام سے کتاب شائع کر رہے ہیں۔ اس میں خاص طور پر آخری مجلس جو کہ جنگ جمل نام سے والد مرحوم نے پڑھی تھی شامل کی ہے یہ سب مجالس ڈیوڑھی کمال یار جنگ بہادر حیدرآباد میں خطاب کی گئیں۔
میں دونوں اداروں کا شکر گزار ہوں کہ یہ لوگ اس کو کتابی شکل میں لائے کیونکہ یہ تو ہوا کے دوش پر تھی۔ بہر حال میں ایک بار پھر سے سید محمد جعفر رضوی صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس کو شائع کیا اور محنت سے تیس بار سے اب اور برابر منہمک ہیں۔ یہ کتاب نوجوان خطباء و ذاکرین کے لئے بہترین مشعل راہ ذاکری بھی ہوگی۔ تمام قارئین سے ایک سورۂ فاتحہ والد اور والدہ مرحومہ کے لئے ایصال کرنے کی گزارش ہے۔

خاک پائے غلامان اہلبیت

السید میثم کاظم جرولی

عرض ناشر

ہم شکر گزار ہیں جناب میثم کاظم جرولی اور انکے خاندان کے کہ انہوں نے اس ادارہ کو شیر ہندوستان خطیب الایمان السید مظفر حسین طاہر جرولی کی تمام مجالس کی کتاب شائع کرنے کی اجازت دی اور ہم اس کام میں لگے بھی ہوئے ہیں جب کہ ہم کو اس کام میں کتنی دشواریوں کا سامنا ہے اس کا بتانا مشکل کام ہے بہر حال آئمہ اہلبیت اور خدائے واحد اور رسول مقبول کے کرم سے یہ کتابیں آپ تک لانے کا ذریعہ بن رہی ہیں ایسی کمر توڑ گرانی اور قوم کی بے حسی کا رونا اب بے کار بات ہے۔
بہر حال میں نے طے کر رکھا ہے کہ جب تک سانس ہو قوم اور ملت کی خدمت کرتا رہوں گا۔ لیکن آپ سے پھر گزارش ہے کہ تھوڑا سا ہم کو سپورٹ دیں اور کتاب خرید کر پڑھنے کی کوشش کریں۔ اس میں مرحوم نے جنگ جمل پر ایک مجلس بہت ہی مدلل پڑھا ہے شامل کی جا رہی ہے آخر میں ہے۔
آخر میں گزارش ہے کہ مرحوم سید انصار حسین اور اہلیہ سید انصار حسین اور مولانا طاہر جرولی کو ایک ایک سورۂ فاتحہ سے ضرور یاد کریں کیونکہ ان لوگوں کا ادارہ پر حق ہے۔

خادم

سید محمد جعفر رضوی

فہرست

پہلی مجلس

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

لا اکراہ فی الدین قد تبیّن الرُّشد من الغیّ فمن یکفر بالطاغوت ویؤمن باللہ فقد استمسک بالعروۃ الوثقیٰ لا انفصام لہا واللہ سمیعٌ علیمٌ

برادران ملت۔ خداوند عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ لا اکراہ فی الدین۔ دین میں کسی طرح کا جبر نہیں ہے۔ کوئی زبردستی نہیں ہے اور اللہ نے رشد وہدایت کو گمراہی پر ممتاز فرمایا ہے۔

اور تم لوگ جب جھوٹے خداؤں سے انکار کر چکے اور اللہ پر ایمان لے آئے اور اللہ ہر بات کا سننے والا ہے۔

میں نے آپ کی خدمت میں اس کا لحاظ رکھا کہ مجالس میں سلسلہ تسلسل قائم رہے۔ چنانچہ آپ کے سامنے قرآن مجید کی اس آیت سے شروع کیا تھا۔ "ان الدین عنداللہ السلام" یعنی اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ دین دین اسلام ہے۔ اور اس آیت کے ذیل میں، میں نے ان کو مخاطب بنایا تھا جو دوسرے مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور انہیں صحیح مذہب

کی تلاش ہے اور وہ تمام انسان جو مذہب سے ربط رکھتے ہیں مذہبی ذہنیت رکھتے ہیں۔ مذہب کو پسند کرتے ہیں۔ ان تمام انسانوں سے خطاب کیا تھا کہ ہر مذہب میں اللہ کا تصور موجود ہے ہر مذہب بھی خدا سے شروع ہوتے ہیں۔ اس لئے کیوں نہ وہ مذہب کو اختیار کیا جائے جو مذہب اللہ کا ہے۔ خدا کا دین ہے۔ جس کی خوشنودی کے لئے انسان مذہب اختیار کرتا ہے۔ میں نے جو آپ کے سامنے اسی بیان کا دوسرا حصہ شروع کیا تھا لا اکراہ فی الدین۔ اس میں ان تمام لوگوں کے ذہنوں کو اس بات سے صاف کرنا چاہا تھا کہ جن کے ذہنوں میں یہ تصور پیدا تھا کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا۔ اور اسلام جبر و تشدد کا مذہب ہے۔ اسلام بزبردستی قبول کرانے کا مذہب ہے۔ لا اکراہ فی الدین کے ذیل میں مسلسل آپ کی خدمت میں، میں خطاب کرتا رہا۔ اس بات کی کوشش کرتا رہا کہ اُن ذہنوں میں جو کہ اسلام سے اور دین خدا سے برگشتہ ہیں کہ انہیں یقین دلایا گیا ہے کہ اسلام بزبردستی کا مذہب ہے۔ اسلام جبر تشدد کا مذہب ہے۔ اسلام سرکشی اور تیغ زنی کا مذہب ہے تا کہ اُن کے ذہن صاف ہو جائیں کہ اسلام جبر و تشدد کا مذہب نہیں ہے۔ اس گفتگو کے بعد اب منزل ہے مسلمانوں سے خطاب کی یہاں پر خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم نے گمراہی سے ہدایت کو ممتاز کر دیا واضح کر دیا کہ گمراہی کیا ہے؟ ہدایت کیا ہے؟ ہم نے تم پر بات واضح کر دی۔ تو جب اللہ کی طرف سے یہ بات

واضح کر دی گئی کہ گمراہی کیا ہے؟

رُشد کیا ہے؟ تو ہمارا فریضہ ہے کہ ہم اس وضاحت کے بعد پھر گمراہی میں مبتلا نہ ہوں۔ یعنی اس منزل پر پہنچنے کے بعد خدا جس منزل پر ہمیں پہنچانا چاہتا تھا ہم پھر پچھلے پاؤں اس منزل کی طرف نہ پلٹ جائیں جسے گمراہی کہتے ہیں۔ اس نے یہ طے کر لیا کہ اسلام کو ہم نے اس لئے قبول کیا ہے کہ یہی دین اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ اور جب ہم نے یہ بھی دیکھ لیا کہ اسلام میں زبردستی نہیں ہے۔ جبر و تشدد نہیں ہے تو جو اسلام کے کسی مبلغ کو اسلام کے کسی مقرر کو اسلام کے کسی ذمہ دار کو بھی نہ آئندہ جبر کرنے کا موقع اور جبراً ذہنوں پر تسلط کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہے تو وہ زبردستی معتقد کو ذہنوں میں ٹھونس دے کہ بس جو ہم کہہ رہے ہیں یہی خدا ہے۔ جو ہم کہہ رہے ہیں یہی دین اسلام ہے اب اس کے بعد ہم نے قبول اسلام کر لیا اور بغیر کسی جبر کے خود اپنی عقل سے سمجھنے کے بعد تو پھر ہم کو یہ بھی محسوس کرنا چاہیے کہ خدا یہ کہتا ہے کہ ہم نے تمہارے سامنے گمراہی سے رشد و ہدایت کو ممتاز کر دیا۔ واضح کر دیا۔ گمراہی واضح ہو گئی اور رشد و ہدایت واضح ہو گیا۔ اب کوئی چیز مبہم نہیں ہے کہ انسان کا ذہن پریشان ہو کہ ہدایت کدھر ہے اور گمراہی کدھر ہے تو جب خدا نے یہ بات واضح کر دی ہے تو پھر ہمارا فریضہ ہے کہ ہم تاریخ اسلام کا تجزیہ کریں۔ ہم مسلمانوں کا ایک تجزیہ کریں اسلام کا ایک تجزیہ کریں اور تجزیہ کرنے کے بعد

خود اپنے مقام پر بیٹھ کر یہ فیصلہ کریں کہ وہ ہدایت کیا ہے جو ہم پر واضح ہو گئی اور وہ گمراہی کیا ہے کہ جس گمراہی سے ہم نے نجات پائی۔

خدا نے اس کا بھی ذکر آگے کر دیا ہے کہ ہم نے جب طاغوت سے انکار کر دیا جھوٹے خداؤں سے انکار کر دیا اور اللہ پر ایمان لے آئے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جھوٹے خداؤں کا اقرار گمراہی تھی اور صحیح خدا کا اقرار اللہ پر ایمان رکھنا یہی رشد و ہدایت ہے صرف مسلمان وہ ہے جس نے جھوٹے خداؤں کا انکار کیا۔ اور جھوٹے خداؤں کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لایا تو اللہ پر ایمان لانا کافی نہیں ہے بلکہ جھوٹے خداؤں کا انکار پہلے ضروری ہے۔ اسی لئے کلمہ میں 'لا الٰہ' پہلے کہا ہے 'الا اللّٰہ' بعد میں کہا ہے۔ اس کی طرف قرآن اشارہ کر رہا ہے کہ جب تم نے جھوٹے خداؤں کا انکار کر دیا اور اللہ پر ایمان لے آئے تو اب تمہارا تمسک اللہ کی اس مضبوط رسی سے ہو گیا جو کبھی ٹوٹنے والی نہیں ہے۔ اور اللہ ہر بات سننے والا ہے۔ تو اب دین اسلام وہ الٰہی راستہ ہے دین اسلام خدا کا بنایا ہوا راستہ ہے اس راستے پر چلنے کے لئے سہارے کی ضرورت ہے اور وہ سہارا ہے اللہ کی رسی اور وہ اللہ کی رسی کی صفت کیا ہے؟ وہ ٹوٹنے والی نہیں ہے۔ جو ٹوٹ جائے وہ اللہ کی رسی نہیں ہے۔ اور جو نہ ٹوٹے وہی اللہ کی رسی ہے تو ہر مسلمان کو اس زاویہ نگاہ سے تمام فرقوں کا تجزیہ کرتے ہوئے منزل تک پہنچنا ہے کہ یا رسی جس کے تمسک کرنے کا خدا حکم

دے رہا ہے۔ جھوٹے خداؤں کے انکار کے بعد اور اللہ پر ایمان لانے کے بعد تو وہ رسی کیا ہے۔ اس رسی کو مسلمان سمجھ لے اور اس سے تمسک حاصل کر لے۔ تو شاید قیامت تک گمراہی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوگا۔ اور اگر اس رسی کو نہیں پہچانا تمسک کو برقرار نہیں رکھا تو پھر اس بات کا خطرہ موجود ہے کہ کہیں ہم نادانی میں کسی ایسے جادے کو کسی ایسے مسلک کو کسی ایسے راستے کو اللہ کی رسی سمجھے ہوئے ہیں کہ جو راستے میں آ کر ٹوٹ گئی اور ہمیں گمراہی میں مبتلا کر دیا۔

تاریخ اسلام کے تجزیئے کے بعد ایک تاریخ کے طالب علم کے لئے دشوار گذار بات نہیں ہے۔ اور آج جو ماحول ہمارے سامنے ہے اور آج جو اسلام ہمارے سامنے ہے اسلام کے متعلق جو مختلف نظریات ہمارے سامنے ہیں قرآن مجید کے جو ترجمے اور قرآن مجید کی جو تفسیریں ہمارے سامنے ہیں احادیث کے جو مجموعے سامنے ہیں احادیث کی جو تاویلیں ہمارے سامنے ہیں اور پھر مختلف نظریات جو مسلمان کے سامنے ہیں اس میں مسلمان کا ذہن یقینی طور پر الجھ جاتا ہے کہ حق کیا ہے اور صراط مستقیم کیا ہے؟ صحیح راستہ کیا ہے؟ خدا پر ایمان لانے کے بعد نجات ممکن ہے یا نہیں؟ جب اللہ پر ایمان لا کر بھی نجات نہ ملی تو پھر وہ کون سا راستہ ہے انسان کے لئے جو نجات دے دیتا ہے؟ سب سے بڑی دشواری یہی ہے کہ جب ہم نے کفر سے نجات پائی جب ہم نے جھوٹے خداؤں سے نجات پائی جب ہم نے اللہ پر ایمان لانے کی

کوشش کی اور ہم اللہ پر ایمان لے آئے اس کے بعد بھی ہمارے لئے گمراہی کے راستے کھلے ہیں۔ کتنی عبرت کا یہ مقام ہے کہ ایک مسلمان کو اپنی نجات کا یقین نہیں ہے۔ وہ عمل کر رہا ہے اللہ کے حکم پر وہ عمل کر رہا ہے احکام قرانی پر وہ چل رہا ہے احادیث پیغمبرؐ پر۔ وہ کوشش کر رہا ہے سیرت رسولؐ کی پابندی کرنے پر لیکن پھر بھی تاریکی میں ہے یعنی اس کو یہ یقین نہیں ہے کہ ہماری منزل کیا ہے؟ جادہ سب کو معلوم ہے۔ مگر منزل کا پتہ کسی کو نہیں۔ اور سب کی نظریں لگی ہیں کہ دیکھیں کہ کیا ہوتا ہے جیسے صرف تسلی کے طور پر ہر ایک اپنے مقام پر یہ ہی یقین کئے ہوئے ہے کہ ہمارا ہی راستہ صحیح ہے۔ ہمارا راستہ درست ہے۔ ہم ہی نے اسلام کو صحیح سمجھا ہے ایک چھوٹا سا سوال کر سکتا ہوں؟ کہ کیا واقعی آپ نے سمجھا ہے؟ واقعی آپ نے فیصلہ کیا ہے۔

جس مسلک کے آپ مالک ہیں۔ جس راستے پر آپ چل رہے ہیں جس کو آپ ایمان باللہ سمجھ رہے ہیں جس راستے پر چل کر آپ اپنی نجات محسوس کر رہے ہیں یہ راستے نجات کے آپ ہی کا معین کیا ہوا ہے۔ آپ ہی کا سمجھا ہوا ہے۔ آپ ہی نے غور و فکر کے بعد حاصل کیا ہے کم از کم مسلمان جتنے ہیں اس بات کا جواب اثبات میں دیں گے بے شک ہمارا سمجھا ہوا ہے ہمارا سونچا ہوا ہے۔ زیادہ تر مسلمان ایسے ملیں گے جو یہ کہیں گے کہ ہم نے سونچنے سمجھنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔ ہم تو جس گھر میں پیدا ہوئے ہمارے ماں

باپ نے جو اسلام ہمیں سکھایا وہ ہم نے سیکھا۔ ہماری نظر میں وہ ہی اسلام ہے جو ہمارے ماں باپ نے ہم کو بتایا ہے۔ آپ کے ماں باپ کو کس نے بتایا؟ کیا انہوں نے کبھی غور و فکر کی؟ کہا کہ ان کے بھی ماں باپ نے اسلام بتایا تھا علماؑ کی تقریریں سنی مجلسوں میں گئے۔ سیرت رسولؐ کے جلسوں میں گئے۔ مساجد میں گئے مختلف مضامین پڑھے مختلف رسالے دیکھے مختلف کتابیں پڑھیں جو ہمارے علماؑ نے ہمیں راستہ بتایا اس کو ہم نے اسلام سمجھا اور قبول کیا تو خدا کرے کہ آپ کو اس سنے ہوئے اسلام پر نجات مل جائے لیکن اگر خدانخواستہ محشر کے میدان میں پہنچ کے الکشن کے ووٹوں پر بھروسہ کر کے یہ سمجھ رہے تھے کہ ہم ہی لیڈ کر رہے ہیں اور یہاں آ کر معلوم ہوا کہ ضمانت ہی ضبط ہو گئی تو پھر کوئی پانچواں برس نہیں آئے گا۔ الکیشن میں کھڑے ہونے کے لئے وہاں آخری فیصلہ ہوتا ہے لہٰذا انسان کا عقلی تقاضہ یہ ہے کہ ہم اپنے جادے کو یہیں سے سوچ کر چلیں۔

سونچنے کی بات ہے مجھے افسوس ہوتا ہے کہ اسلام میں اتنے فرقے ہیں سب فرقے جی رہے ہیں سب فرقے سانس لے رہے ہیں سب فرقے تبلیغ کر رہے ہیں۔ اور مسلمان اپنے اپنے فرقے کی تبلیغ سننے کے بعد اپنے دل کو یہ اطمینان بخش رہا ہے کہ ہمارا ہی راستہ درست ہے۔ جبکہ پیغمبرؐ اسلام کا یہ اعلان سب کے کانوں تک پہنچ چکا ہے کہ اسلام میں میرے بعد ۷۳ فرقے ہو

جائیں گے جس میں سے صرف ایک ہی ناجی ہوگا ۔یعنی اختلاف صرف اختلاف کی حد تک رہتا۔ کاش یہ اختلاف خالی اجتہادی اختلاف رہتا۔ اور عمل کی قبولیت خدا آزاد قرار دے دیتا کہ جس نے کلمہ پڑھ لیا جس نے مجھے مان لیا ۔ جو مجھ پر ایمان لے آیا۔ جس نے میرے رسول کی بات کو تسلیم کر لیا۔ اس نے جس جادے پر چاہے چل کر عمل کیا میں اس کو بخشش ضرور دوں گا۔ اس لئے کہ راستہ اگر بدل گیا ہے جادہ اگر بدل گیا ہے۔ نماز کا طریقہ اگر بدل گیا ہے روزے اور حج کے مسائل اگر تبدیل ہو گئے ہیں تو یہ زمانے کی وجہ سے بدل گئے ہیں بہر حال ہم نے خلوص سے نماز پڑھی تم نے خلوص سے روزہ رکھا تمہیں جو بتایا گیا تم نے اس طرح سے حج کیا لہذا میں تمہارے خلوص کی بنیاد پر تمہارا عمل قبول کئے لیتا ہوں ۔اگر اس کی گنجائش ہوتی بندہ پرور تو پیغمبر کبھی یہ نہ ارشاد فرماتے کہ ۷۳ میں سے صرف ایک ہی ناجی ہوگا۔ جب حضورؐ نے یہ ارشاد فرمایا کہ ۷۳ میں سے صرف ایک ہی ناجی ہوگا تو اب مسلمان کو چونک جانا چاہیئے کہ ہم اللہ پر ایمان لانے کے بعد رسول کی رسالت کا اقرار کرنے کے بعد بھی کیا اپنی نجات پر یقین نہیں رکھ سکے؟ تو ہمیں اس رسی کو تلاش کرنا چاہیے کہ جس کو قرآن نے بتایا ہے کہ وہ رسی کونسی ہے جس کو بڑی بڑی طاقتوں نے چاہا کہ توڑ ڈالے مگر وہ رسی آج تک ٹوٹ نہ سکی ۔وہ سلسلہ کون سا ہے جس سلسلے میں تبدیلیاں نہیں آئی۔

جس سلسلے میں ٹوٹنے کی لفظ کا اطلاق نہیں ہوتا۔ جب ہمیں وہ رسی مل جائے گی تو ہمارے لئے بہت آسان ہو جائے گا کہ ہم صراط مستقیم پر اس رسی کے سہارے سے چلے جائیں گے اس لئے کہ صراط مستقیم بال سے زیادہ باریک راستہ ہے۔ تلوار سے زیادہ تیز راستہ ہے اس پر سے گزرنا بہت مشکل ہے اس لئے سہارے کی ضرورت ہے۔ اگر سہارا مل جائے تو ہم اس راستے پر سے گزر جائیں ہم اس راستے کو عبور کر لیں جو دوزخ کے اوپر سے جنت جانے کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ تو اگر ہمیں ایسی رسی مل جائے جس کے سہارے سے ہم سنبھل سنبھل کر قدم کو رکھتے ہوئے چلیں تو اگر ہمارے قدموں میں لغزش بھی ہوگی تو ہمارے ہاتھ میں اگر وہ اللہ کی رسی ہے تو اس رسی کا سہارا ہمارے قدموں کو سنبھال دے گا۔ اور ہم نجات کی منزل تک پہنچ جائیں گے۔ گذشتہ برسوں کی میری محنتوں کو یاد فرمائیں کہ جس میں میں نے اس بات کی کوشش کی کہ ہر ذہن میں یہ بیٹھ جائے مولاؑ کے تصدق میں کہ اسلام ایک ایسا دین ہے جس کو عقل سے پہچانا چاہیے۔ اسلام جذباتی دین نہیں ہے ۔اسلام نقلی دین نہیں ہے۔ اسلام پرستش کا دین نہیں ہے۔ اس پر مفصل تقریریں آپ کی خدمت میں کر چکا ہوں اسلام وہ مذہب ہے جو انسان کے لئے آیا ہے انسان کون ہے؟ جو حیوانوں پر ممتاز کیا گیا ہے۔ اور سبب امتیاز جوان پر انسان کے لئے عقل بشری کو قرار دیا گیا خدا نے جانوروں پر انسان کو ممتاز قرار دیا اس لئے کہ انسان کو اس

نے عقل عطا فرمائی تو جب خدا نے ہمیں عقل عطا فرمائی اس لئے کہ ہم حیوان سے ممتاز ہو جائیں تو ہماری بقائے انسانیت اسی میں ہے کہ ہر امر میں عقل سے رجوع کریں خصوصا دین کے معاملات میں جب ہمیں دعوت ہی دی گئی ہے کہ اسلام دین عقل ہے اسلام دین پرستش نہیں ہے اسلام دین تقلید نہیں ہے۔ اسلام خالص دین عقل ہے۔ اسلام کے اصول اسلام کے آئین اسلام کا خدا اسلام کا رسول اسلام کا ہادی و رہبر عقل سے سونچا جائے گا۔ عقل سے پہچانا جائے گا۔

لہٰذا اسی عقل کو کام میں لاتے ہوئے اگر آج مسلمان بیٹھ جانے کے بعد فیصلہ کرنے کی کوشش کریں تو ان کے لئے یہ بات دشوار گز ار قطعا نہیں ہوگی کہ وہ یہ دریافت کریں کہ حقیقی اسلام اب بھی موجود ہے یا نہیں؟ اس لئے کہ اسلام کو آئے ہوئے زمانہ گزر گیا۔ پیغمبرؐ اسلام کو آئے ہوئے عرصہ گزر گیا۔ ہم حیدرآباد اور ہندوستان کے مسلمانوں نے نہ پیغمبرؐ کو دیکھا نہ نزول قرآن کو دیکھا نہ سیرت رسول کو اپنی نگاہوں سے دیکھا۔ ہم نے اپنی آنکھوں سے کچھ نہیں دیکھا جو کچھ دین ہم کو ملا ہے وہ سنا سنایا ملا ہے۔ اور اتنا روزانہ سنتے رہے کہ دل و دماغ پریشان ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ ایک ہی بات سنتے تو سمجھ لیتے کہ اسلام ہی سن رہے ہیں۔ متضاد باتیں سنتے ہیں خدا کے لئے متضاد باتیں سنتے ہیں اس کے رسول کے لئے متضاد باتیں سنتے ہیں ہم اعمال کے لئے متضاد قول سنتے

ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ سننے والوں نے پیغمبرؐ سے خدا کو سنا اتنا بڑا مجمع یہاں موجود ہے اگر اس مجمع سے بعد میں پوچھا جائے کہ میں نے کیا تقریر کی تو ظاہر ہے کہ جتنی زبانیں ہیں اتنے انداز بیان ہو جائیں گے۔ ظاہر ہے کہ کسی کو پوری تقریر یاد ہوگی کسی کو کچھ حصہ یاد ہوگا جب باہر نکل کر گفتگو کیجئے گا تو عجب نہیں کہ اختلاف بھی ہو جائے کوئی کہے گا یہ لفظ کہا تھا کوئی کہے گا یہ لفظ نہیں کہا تھا۔ بحث مباحثہ شروع ہو جائے گا۔

ایک بات پوچھنا چاہتا ہوں آپ سے؟ یہ اختلاف فطری ہے کہ ہزار وں نے ایک بات کو سنا مگر ہزاروں لوگ ایک بات کو یاد نہیں رکھ سکتے۔ لیکن آپ سے باہر یہ پوچھا جائے کہ جو صاحب پڑھ رہے تھے ان کا لباس کیسا تھا؟ اس میں اختلاف ہو جائے گا مثلاً کوئی صاحب کہہ دیں گے سوٹ پہنے ہوئے تھے کوئی کہے گا دھوتی کرتا پہنے ہوئے تھے کوئی صاحب کہیں گے کہ عمامہ اور قبا پہنے ہوئے تھے۔ تو یہ تو انتہائی حیرت کی بات ہے اس لئے کہ آپ نے گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے جو سنا وہ تو ذہن سے نکل گیا۔ اور اس میں اختلاف ہو گیا۔ مگر نظر میں کیسے اختلاف ہو گیا یعنی مضمون یاد رکھنا تو دشوار ہے لیکن جو لباس پہنے ہوئے ہوں کیا یہ بھی یاد رکھنا دشوار ہے؟ اس میں تو غلطی نہیں ہونا چاہیئے۔ ہر ایک کو یہ ہی کہنا چاہیئے کہ ٹوپی پہنے ہوئے تھے شیروانی پہنے ہوئے تھے ٹوپی کا رنگ سیاہ تھا شیروانی کا رنگ بھی سیاہ تھا۔ اگر کوئی کہے سبز شیروانی

کر دیا اگر گمراہ کرنے کی نیت نہ ہوتی تو خالی سمجھ کا فرق ہوتا عمل کا فرق نہ ہوتا۔ لیکن عمل کے فرق نے نہیں بتا دیا کہ ایک گروپ ایک گروہ ایسا بھی اسلام میں ہی داخل ہوا؟ کہ جس نے اسلام میں داخل ہو کر یہ سونچا کہ ہم یوم باللہ کو بدل دیں گے یعنی تم اللہ پر ایمان تو لائے ہو مگر وہ خالی اقرار ہی کہلائے گا۔ تمہیں یہ بھی پتہ نہ چلے گا کہ تمہارا خدا ہے کیا؟ تمہیں یہ بھی نہ معلوم رہے گا کہ تمہارے رسول کی سیرت ہے کیا؟ تمہیں یہ بھی پتہ نہیں رہے گا کہ اس کی عبادت ہوتی کیسے ہے؟ خالی خوش فہمی کے لئے تم اپنے کو مسلمان سمجھتے رہو گے۔ تو اس گروہ کا اس میں کیا فائدہ تھا؟ جو اس نے اسلام میں رہ کر ہم کو گمراہ کر دیا۔ اسے تو پتہ تھا کہ وہ پھر ہم کو کفر کی طرف پلٹا لے جاتا تو اس نے یہ سیاست اس لئے برتی کہ اگر ہمیں اسلام سے کفر کی طرف پلٹایا جاتا۔ تو ہمیں خیال آتا کہ کبھی ہم مسلمان تھے پھر ہو گئے تو اس میں ہم فیصلہ کر سکتے تھے کہ اسلام بہتر تھا یا کفر۔ تو پھر کفر سے اسلام کی طرف پلٹ سکتے تھے لیکن گمراہ کرنے والے نے اتنی بڑی عقلمندی کی کہ ہمیں اسلام سے کفر کی طرف نہیں لے گیا۔ بلکہ ہم کو سمجھایا کہ تم مسلمان ہو مسلمان ہی رہو۔ مسلمان رہتے ہوئے ہم اس انداز سے تم کو گمراہ کر دیں گے کہ تم سمجھو گے کہ ہم صحیح راستے پر جا رہے ہیں۔ مگر وہ راستہ تمہارا صحیح نہیں ہوگا۔ اس کا سبب یہ ہے کہ انسان جب غفلت میں جاتا ہے اور اعتبار انسان کا حد سے زیادہ بڑھ جاتا ہے اور وہ غافل ہو جاتا ہے۔

میں آپ کے سامنے ایک بات کرتا ہوں تا کہ بچوں کو مثال سے بات واضح ہو جائے۔ میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ آپ کے حیدآباد میں بھی وہ سواریاں رہی ہوں گی، بچپنے میں اونٹ گاڑیاں چلا کرتی تھیں ہوائی جہاز ریلیں تو تھی نہیں جب اونٹ گاڑیوں پر لوگ سفر کرتے تھے۔ میں جہاں کا رہنے والا ہوں جرول کا تو وہاں سے عدالت ۳۰ میل دور ہے بہر حال جب روساء مقدمہ بازی میں جایا کرتے تھے۔ مقدمے میں جانا تھا دونوں پارٹیوں نے اونٹ گاڑیوں پر روانہ ہوئے اس میں اگر ایک پارٹی نہیں پہنچتی ہے تو ایک طرفہ ڈگری ہو جائے گی اس سے کچھ فائدہ پہنچ سکتا تھا تو دوسرے ان صاحب نے راستہ میں انتظام کیا۔ اونٹ گاڑی سے جا رہا تھا قافلہ مقدمہ لڑنے کے لئے بیچ راستے میں پہنچنے کے بعد جو اس گاڑی کا چلانے والا تھا اس کو اونٹ پر کافی بھروسہ ہو گیا تھا۔ روز کا آنا جانا تھا رات کا وقت تھا لہٰذا وہ سو گیا چپ کے اونٹ کی مہار پکڑی اور اونٹ کا رُخ موڑ دیا۔ جیسے اس کا رُخ مڑ گیا۔ اور لوگ سوتے رہے۔ اب صبح جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ پھر جرول آ گئے اس لئے کہ سب سو رہے تھے اونٹ کا رُخ موڑ دیا گیا تھا۔ نتیجہ کیا ہوا کہ اونٹ بجائے اس سمت پر جانے کے اس سمت پر چلا آیا۔ سمجھتے ہم یہ ہی رہے کہ ہم صحیح راستے پر جا رہے ہیں جب منزل پر پہنچے تب پتہ چلا کہ ہم تو غلط ہو گئے۔ جہاں سے چلے تھے وہیں پہنچ گئے۔ تو یہ بھی ایسا نظر آتا ہے کہ مسلمان کبھی ایسی دوست کی غفلت

میں آئے کہ ابلیس نے بھی اس کے اونٹ کا رخ موڑ دیا ہو۔ اور سوتے چلے جا رہے ہیں۔ قیامت کے دن جہنم کے قریب پہنچ گئے۔ تو سمجھ میں آئے گا تو اگر ہم آپ کو جگا دیں تو کوئی برائی تو نہیں ہے۔ آپ جاگ جایئے گاڑی سے جھانک کر دیکھ لیجئے اونٹ جنت کی طرف ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو پھر اس اونٹ کی سواری ٹھیک ہے اور اگر نہیں ہے تو اس اونٹ نے بڑے بڑوں کو تباہ کیا ہے۔

بہرحال برادران اسلام سے دست ادب جوڑ کر نہایت خلوص اور محبت کے ساتھ یہ عرض کرنے کی کوشش کروں گا کہ ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ ہمارا اونٹ موڑ تو نہیں دیا گیا۔ اس لئے کہ ظاہر ہے کہ ہم سو جائیں گے تو ناقے کو کوئی نہ کوئی موڑ دے گا۔ آپ یاد رکھئے کہ اسلام پر عمل کرنے والے تو سو بھی جاتے ہیں لیکن اونٹ موڑنے والے کا نام ہے ابلیس وہ جاگا کرتا ہے ایسا ہی کھلے دل کے ساتھ میں گزارش کروں گا تمام برادران اسلام سے چاہے ان کا کوئی مسلک ہو وہ کسی فرقے سے تعلق رکھتے ہوں تشریف لائیں اور اتنا ہی سکون اور اطمینان کے ساتھ آئیں یہ میری ضمانت ہے لیکن برابر وعدہ کیا ہے کہ میرا کوئی جملہ طنز میں ڈوبا ہوا نہیں ہوگا۔ میں اذیت پہنچانے کے لئے نہیں آیا ہوں بلکہ انتہائی ہمدردانہ خلوص کے ساتھ ان کی خدمت میں گزارش کر دینا اپنا فریضہ سمجھتا ہوں بلکہ اس منبر کا حق جب ہی ادا ہوتا ہے کہ جب مسلمانوں کے سامنے حقیقت

بیان کر دیں۔

مجھے انتہائی خلوص سے یہ عرض کرنا ہے کہ ہمیں دیکھنا پڑے گا ہمیں تجزیہ کرنا پڑے گا۔ ہمیں غور کرنا پڑے گا کہ اسلام قبول کرنے کے بعد اس خوش فہمی میں رہنا کہ ہمارا راستہ درست ہے ہم نجات کی طرف جا رہے ہیں ہم قدم قدم حقیقت کی طرف بڑھ رہے ہیں اور اگر حشر کے میدان میں ہمیں یہ تکلیف پہنچی کہ ہمارا راستہ صحیح نہیں تھا۔ تو ہماری بڑی بدقسمتی ہوگی۔ البذا ہمیں خلوص سے بیٹھ کر آج بھی سوچنا چاہیئے ہمیں آج ہی فیصلہ کرنا چاہیئے اور یہ یاد رکھیئے میری بات پر بھی اعتبار نہ کیجئے اپنی عقل کی کسوٹی پر کس کر دیکھیے۔ اگر بات آپ کی عقل میں آئے اور آپ کی عقل ساتھ دے تو اس کو قبول کیجئے اور اگر آپ کی عقل ساتھ نہ دے یا مجھ آپ غلطی پر محسوس کریں تو مجھے بھی صحیح کرنے کی کوشش کیجئے اس لئے کہ یہ دین کا معاملہ ہے دین کے معاملے میں ضد سے کام نہیں چلتا۔ اس لئے کہ دین میں ضد کرنا اپنی نجات پر ضد کرنا ہے۔ دین میں ضد کرنا اپنی گمراہی کے لئے ضد کرنا ہے ضد کا کیا سوال ہے۔ ہر ایک کو براہ مانند یہ ہونا چاہیے ہر ایک کو کشادہ دل ہونا چاہیے۔ ہر ایک کو کھلے ہوئے ذہن سے اسلام کی بات سننا چاہیئے۔ سمجھنے کی کوشش کرنا چاہیے۔ کہ واقعی ہم جب مسلمان ہو گئے۔ مسلمان ہونے کے بعد ہمارا سب سے بڑا فریضہ ہے کہ ہم آج تاریخ اسلام میں احادیث اسلام میں آیات قرآنی میں اس بات کو تلاش کریں کہ جو

اسپرٹ خدا نے دین اسلام کو بخشی تھی ۔اور جو مقصد خدا نے اپنے نبیؐ کے ذریعے امت کو بھیجا تھا وہ مقصد ہم تک پہنچ گیا کہ نہیں ہمارے اعتقادات کے مطابق دین اسلام ہے کہ نہیں؟ ہمارے اعمال مطابق سیرت پیغمبرؐ ہے یا نہیں؟ ہم مسلمان ہو گئے اور ہماری توحید مطابق توحید اسلام نہ ہوئی تو پھر نصاریٰ اور ہم میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔ یہودیوں میں اور ہم میں کوئی فرق نہیں رہے گا۔ اگر ہماری رسالت کا تصور درست نہیں ہے اور ہم نے پیغمبر اسلام کو ان تمام حقیقتوں سے نہیں پہچانا کہ جن حقیقتوں سے اسلام ہم سے پیغمبرؐ کی حیثیت منوا رہا ہے تو ہمیں رسالت کا اقرار کوئی فیض نہیں پہنچانے گا۔ اگر ہم نے قیامت کو ملانے والے سلسلے کو نہیں پہچانا قیامت کو غور کرنا بھی نہیں چاہا۔ تو یہ ہماری سب سے بڑی بددیانتی ہوگی۔ کس کے ساتھ؟ اسلام کے ساتھ نہیں بلکہ خود اپنے ساتھ۔ ہم نفس پر جبر کرینگے۔ ہم اپنے نفس کے ساتھ بددیانتی کریں گے کہ ہم غور نہ کریں گے صحیح راستہ کیا ہے۔ ایک بات بہت ہی اہم سماعت فرمایئے اس لئے کہ بیان میں بہت سی باتیں ایسی آسکتی ہیں کہ جو اسلام کے دوسرے فرقے اس سے متفق ہے۔ اگر متفق ہوتا تو تفرقہ ہی کیوں ہوتا؟

لہٰذا جب گفتگو ہوگی تو کچھ لوگ یہ کہتے ہوئے نظر آئیں گے کہ اس گفتگو کا مقصد دل آزاری ہے۔ گفتگو کا مقصد دوسرے کو ستانا ہے گفتگو کا مقصد دوسروں کو اذیت دینا ہے۔ تو میں تمام مسلمانوں سے خلوص کے ساتھ سوال کرتا

ہوں کہ پانچ وقت جو اپنی مسجدوں میں جو اذان دیتے ہیں ان اذانوں میں آپ فرماتے ہیں اللہ اکبر یعنی اللہ سب سے بڑا کہہ رہے ہیں۔ اور باآواز بلند آپ کہتے ہیں۔ اور اب تو لاؤڈ اسپیکر کی مدد سے اذان کہی جاتی ہے۔ آخر دوسرے مذہب بھی ہیں ہندوستان ایک ایسا ملک ہے کہ جس ملک میں نہ جانے کتنی قومیں ہیں کتنے سماج ہیں کتنے معاشرے ہیں کتنی زبانوں کے بولنے والے ہیں۔ ہندوستان میں نہ جانے کتنے مذہب پہ عقیدہ رکھنے والے ہیں۔ سب اپنے اپنے مذہب پر سکون کے ساتھ عمل پیرا ہیں، حکومت نے ہر مذہب کو اپنی تبلیغ کی آزادی دے رکھی ہے تو اس ماحول میں ہم لاؤڈ اسپیکر سے تمام فرقوں کی مسجدوں سے آواز بلند ہوتی ہے کہ اللہ اکبر تو اس صدا کا مطلب کیا ہے ہم چار و مرتبہ ہر اذان میں کہتے ہیں اور دان میں پانچ وقت کہتے ہیں کیا شیعہ کیا سنی کیا مالکی کیا حنفی کسی بھی فرقے سے تعلق رکھنے والے چاہے وہ دیوبندی ہوں خواہ بریلوی ہوں کوئی بھی مسلک رکھنے والے ہوں سب کے پاس مسجدیں ہیں۔ سب کے پاس اذان میں اللہ اکبر کہا جاتا ہے۔ یہ اعلان کرتے ہیں کہ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اکبر کا مطلب ہے سب سے بڑا۔ یعنی خدا سے بڑا کوئی نہیں ہے تو کیا اگر دوسرے مذہب والے آپ سے یہ کہیں کہ بھائی صاحب ہم جنہیں خدا مانتے ہیں آپ یہ کہتے ہیں کہ آپ کا اللہ سب سے بڑا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اور ہمارے خداؤں پر بھی آپ اپنے خدا کی

بزرگی ثابت کر رہے ہیں۔ یا آپ ہم کو چڑھا رہے ہیں۔ یا ہمکو ستا رہے ہیں۔ آپ کیا جواب دیں گے آپ یہی تو جواب دیں گے کہ ہمارا اللہ اکبر کہنے کا مقصد آپ کو ستانا نہیں ہے آپ کو چڑھانا نہیں ہے آپ کو تکلیف دینا نہیں ہے بلکہ ایک پیغام ہے کہ جو ہمارا عقیدہ ہے ہم چاہتے ہیں کہ سب کو سنا دیں تا کہ آپ ہم سے شکایت نہ کریں کہ آپ اتنا اچھا عقیدہ رکھتے تھے کاش آپ نے ہم کو بھی سنایا ہوتا۔ تو ہم بھی توبہ کر لیتے اسلام کا عقیدہ کیا ہے؟

تو اذان میں اللہ اکبر کسی کو چڑھانے ستانے کی نیت سے نہیں کہا جاتا ہے بلکہ ہر موذن کی نیت خالص ہوتی ہے اس کے کہنے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اللہ کو جو سب سے بڑا نہیں مانتے وہ اللہ کو سب سے بڑا ماننے لگیں۔ آپ اذان میں کہتے ہیں اشہدان لا الہ اللہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ کوئی خدا نہیں سوائے خدائے واحد و یکتا کے تو انصاف سے بتاؤ اسلام کے موذنوں مسجدوں میں اذان دینے والوں یہ لا الہ الا اللہ کا پیغام جو ہر مسلمان سناتے ہیں ۔کیا اس کا مطلب ہے دوسرے خداؤں کے ماننے والوں کو اذیت پہنچانا۔ یا ان کے خداؤں کو برا کہنا۔ یا ان کے خداؤں کی رعایت کرنا؟ کہا نہیں۔ بالکل ہمارا یہ مطلب نہیں ہے کہ دوسرے خداؤں کو جو لوگ مانتے ہیں ان کی دل آزاری کر رہے ہیں تو پھر کیوں کہہ رہے ہیں آپ لا الہ الا اللہ ؟ تو کہا ہمارے مذہب کا عقیدہ ہے۔ ہم اس کی تشریح کرتے ہیں ہم اس کو نشر کرتے

ہیں ہم اسے دنیا تک پہنچانے کے لیے کہ لا الہ کوئی خدا نہیں ہے الا اللہ سوائے ایک خدا کے۔ اذان دیتے وقت موذن کی نیت یہی ہوتی ہے کہ وہ ان وحدہ لاشریک لہ دوسرے خداؤں کو ماننے والوں کی دل آزاری کی جائے یا اس کے مذہب کی توہین کی جائے یا ان کے مذہب کو ان کی نگاہوں میں گرایا جائے۔ تو یہ مقصد نہیں ہے بلکہ ایک اچھا پیغام ہے پیغمبر اسلام یہ پیغام لائے تھے۔ مسلمان کا یہ فریضہ ہے کہ وہ امر بالمعروف کرے۔ جو اچھی بات جانتا ہے اس بات کو دوسروں تک پہنچائے۔ اذان میں یہ بھی فرماتے ہیں اشہدان محمد رسول اللہ یعنی ہم گواہی دیتے ہیں کہ جناب محمد مصطفےٰ اللہ کے رسول ہیں۔ ظاہر ہے مسلمان جب آنحضرت کو رسول مانتا ہے یہودی تو نہیں مانتے حضرت پیغمبر کو رسول کتنے مذاہب ہیں جو پیغمبر اسلام کو اس مرتبت کا رسول نہیں مانتے مگر ہم پانچ وقت اذان میں کہتے ہیں؟ کیا دوسروں کو ستانے کے لئے کہتے ہیں یا یہودیوں کو چڑھانے کے لئے کہتے ہیں؟

کیا یہودیوں کو تکلیف پہنچانے کے لئے کہتے ہیں یہ مقصد نہیں ہے بلکہ ہمارا مقصد یہ ہے کہ سب سن لیں کہ وہ اللہ کا رسول ہے تا کہ کل یہ بات پڑے کہ ایک رسول بھی ہے اس کا دین کیا ہے؟ خلوص نیت میں سب اذان دیتے ہیں تو جب سب کی نیت پاک ہے تو پھر مساوی نیت پر شبہ کیوں ہم بھی

مجالس میں جو مدح امیر المومنینؑ بیان کرتے ہیں تو علی ابن ابی طالبؑ کے فضائل بیان کرتے ہیں اہلبیتؑ اطہار کی فوقیت بیان کرتے ہیں اور علیؑ کی ولایت کا ذکر اذان میں کرتے ہیں تو دوسرے مسلمان کو کیوں شبہ ہوتا ہے کہ ہم کو چڑھا رہے ہیں ہمیں ستا رہے ہیں ہماری دل آزاری کر رہے ہیں۔ حضورؐ اگر آپ غیر مسلمین کی دل آزاری کرتے ہوں گے تو آپ کو ہم پر شبہ ہوگا۔ اگر آپ خلوصِ دل سے اسلام کی تبلیغ کرتے ہیں۔ تو ہم بھی اہلبیتؑ کی تبلیغ خلوص دل سے کرتے ہیں۔ جیسے آپ نے اور ہم نے مل کر دنیا کو سنایا کہ اللہ سب سے بڑا ہے۔ اور جناب محمد مصطفےٰ اللہ کے رسولؐ ہیں اس طرح ہم بھی سب کو سناتے ہیں کہ علیؑ اللہ کا ولی ہے۔ پیغمبر کا وصی ہے خلیفہ ہے۔ اہلبیتؑ اطہار ائمہ معصومینؑ ائمہ اثنا عشری جن پر ہم شیعوں کا عقیدہ ہے۔ وہ وارث ہیں وہ وصی ہیں وہ جانشین ہیں۔ وہ امامؑ ہیں وہ ہی اللہ کے رسولؐ کے خلفاً ہیں یہ ہمارا مذہب ہے۔ ہمارا مسلک ہے۔ جیسے اللہ اکبر کو ہم اچھا سمجھتے ہیں ہم اور آپ مل کر سب کو سناتے ہیں۔ جیسے پیغمبرؐ کو رسول سمجھتے ہیں سب کو سناتے ہیں اسی طرح ہم اہلبیتؑ کو اچھا سمجھتے ہیں ان کے دین کو خالص اسلام سمجھتے ہیں اس لئے سب کو سناتے ہیں جو جذبہ سے اذان کہتے ہیں وہ ہی جذبہ سے مجلس میں پڑھتے ہیں؟

لہٰذا آپ اس نیت سے سنئے کہ مطلب دل آزاری نہیں ہوگا۔ آپ

کہیں گے کہ کیوں سناتے ہو؟ میں جواب دوں گا آپ اذان میں کیوں سناتے ہیں، اگر سب مانتے ہوتے تو سنانے کی ضرورت نہیں تھی۔ چونکہ بعض نہیں مانتے ہیں اس لئے اذان میں حکم ہے کہ زور سے کہو کیونکہ جو نہیں مانتے وہ بھی سن لیں بس اسی طرح اہلبیتؑ کو سب مسلمانوں نے مان لیا ہوتا تو ہمیں الگ سے مجلس نہیں پڑھنا پڑتی ۔ مجلس پڑھنا کیوں پڑتی ہے۔ مجلس پڑھی کیوں جاتی ہے مجلس ہم نے ایجاد نہیں کی مجلس کے ہم موجد نہیں ہیں۔ مجلس کے ہم بانی نہیں ہے۔ مجلس حسینؑ ہمارے علماً نے ایجاد نہیں کی ہے مجلس حسینؑ کوئی ایکشن نہیں ہیں مجلسِ حسینؑ خود ری ایکشن ہے۔ اہلبیت کو نہ ماننے کا اگر حسینؑ کے ایسے نواسے کو مسلمانوں نے مان لیا ہوتا۔ یزید کو چھوڑ دیا ہوتا تب یہ واقعہ نہ ہوتا ۔ حسینؑ شہید نہ ہوتے تو حسینؑ کا غم بھی نہ ہوتا۔ حسینؑ کا غم نہ ہوتا تو یہ مجلسیں نہ ہوتی تو مجلس قائم اسی لئے ہوئیں کہ کربلا میں حسینؑ شہید ہوئے حسینؑ شہید کیوں ہوئے؟ اس لئے کہ اہلبیتؑ کو مسلمانوں نے چھوڑا یزید کے ہاتھ پر بیعت کی۔ یہ ہم مجلس میں اس پیغام کو دھراتے ہیں تا کہ پھر یزید پیدا نہ ہونے لگے۔ پھر حسینؑ شہید نہ ہونے لگے۔ اتنا ہی خلوص کے ساتھ برادران اسلام کے سامنے اسلام کا پیغام پہنچانا ضروری؟ جہاں تک میں نے تجزیہ کیا اور اکثر مسلمانوں سے گفتگو کی۔ اور دورانِ گفتگو میں بعض واقعات ان کے سامنے رکھے تو انہیں حیرت ہوئی کہ کیا یہ بھی اسلام کا واقعہ ہے؟ اور میں نے ان سے کہا

کہ ابھی علماء اہل سنت نے اپنی سیرت کی کتابوں میں اسے لکھا ہے اپنی تاریخ کی کتابوں میں لکھا؟ میں نے حوالے دیئے تو ان کی آنکھیں نکل گئیں کہا جناب یہ باتیں تو ہم کو بتائی نہیں جاتی۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ آج دنیا سمجھنا چاہتی ہے تو بتائی نہیں جاتی ہے نہ بتائے جانے کا بھی پس منظر ہے اور بتائے جانے کا بھی پس منظر ہے ہم جو بتاتے ہیں اس میں بھی ایک پس منظر ہے لوگ جو نہیں بتاتے اس میں بھی ایک پس منظر ہے۔ اس لئے کہ آپ کے سامنے لوگوں کی عظمت کا اقرار رکھا ہے۔

جو صفات رسولؐ کے حامل نہ تھے۔ نتیجہ یہ ہے کہ وہ مجبور ہیں سیرت رسولؐ چھپانے پر وہ علماء مجبور ہیں۔ پیغمبرؐ کی حقیقت دبانے پر وہ علماء مجبور ہیں پیغمبرؐ کے بلند نظریہ بتانے سے جو جانتے ہیں کہ ہم پیغمبرؐ اسلام کی صحیح تصویر تاریخ و سیرت سے پیش کر دیں گے تو آیات قرآنی سے پیغمبرؐ کا صحیح چہرہ پیش کر دیں گے تو اس نورانی چہرے کو دیکھنے کے بعد تو صفر پھر عقل پر ایک کو تسلیم کریں گی۔ محمدؐ کو دیکھئے کہ محمدؐ ہی کی تلاش ہوگی۔ اور یہ سب جانتے ہیں پھر اس کے بعد اگر چہرہ پسند آتا ہے تو نظریہ ہی بدل جاتا ہے اس لئے جب حقیقت محمدیؐ سے مسلمان واقف ہو جاتا ہے تو محمدؐ کے بعد غیر محمد کی پیروی نہیں کرتا۔ پھر وہ محمدؐ جیسا ڈھونڈتا ہے۔ پھر وہ محمدؐ ہی کی تلاش کرتا ہے تو جب محمدؐ ہی کی تلاش کرتا ہے تو محمدؐ کے بعد جتنے پیش کئے جاتے ہیں غیر محمد تو ان کی نظر میں

خود بخود ان کا درجہ کم ہو جاتا تھا۔ ذرا دیکھئے مسلمان کی دیانت نبیؐ کے بعد جن کو رہبر بنایا، ان کی عظمت سمجھانے کے لئے نبیؐ کی عظمت گھٹاتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ کہ ان کو رسول عربی سے محبت نہیں ہے اگر رسولؐ سے محبت ہوتی تو فضائل رسولؐ تو نظر آ جاتے اگر رسول سے محبت ہوتی تو مناقب رسولؐ تو نہ دبائے جاتے عظمت رسولؐ تو نہ دبائی جاتی کم از کم ختمی مرتبت کا مکمل پیام دنیا کے سامنے پیش کیا جاتا۔ صحیح وحدانیت نہیں کی جاتی ہے۔ لیکن اس کو کیا کیا جائے جب صحیح اللہ دنیا پہچان لیں گے جب صحیح رسولؐ جان لیں گے تو معیار اتنا بلند ہو جائے گا کہ (میں منبر سے کہتا ہوں) تو یہ تجزیہ کر کے دیکھ لیجئے گا کہ اگر حقیقت محمدیہ سامنے آ جائے تو اس کے بعد سوائے اہلبیت کے کوئی نظر میں نہیں جچے گا۔ میں نے گذشتہ سال عرض کیا تھا کہ قدرت نے ایک نور کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا۔ پھر اس کو ۱۴ حصوں میں تقسیم کیا۔ قدرت نے ایک نور کو اتنے حصوں میں بانٹا کیوں؟؟ اس نے نور محمدیؐ سب سے پہلے خلق کیا۔ مگر آدم کو بھیجا نوح کو بھیجا ابراہیم کو بھیجا عیسیٰ کو بھیجا۔ حضورؐ کو سب سے آخری میں کیوں بھیجا۔ انسان پر اسلام کے تمام فرقوں کے علماء یہ کہتے ہیں کہ ختمی مرتبت کو آخر میں اس لئے بھیجا کہ اگر پیغمبرؐ اسلام کو پہلے بھیج دیتا تو دوسرے انبیاء کی عظمت نظر میں نہ سماتی چونکہ حضور تاجدار انبیاءؐ ہیں چونکہ حضورؐ سب سے افضل ہیں چونکہ حضورؐ سے زیادہ صفتیں رکھنے والا کوئی نبیؐ ہے ہی نہیں اس لئے قدرت نے آخر

میں بھیجا۔کہا کہ سب کو دیکھ لو پھر اس کو دیکھو جو کمال قدرت کا شاہکار ہے تو
جب آپ اس بات کے قائل ہیں کہ رسولِ عربی کو آخر میں اس لئے بھیجا کہ ان
کے بعد کوئی نبی نظر میں نہ جچتا تو اس لئے نہیں جچتے کہ حضور آدمؑ، نوحؑ، موسیٰ
اور عیسیٰ سے بہتر، تو پھر ان کے بعد اسے مانئے جو ان کے بعد آدم سے بہتر نوح
سے بہتر موسیٰ سے بہتر عیسیٰ سے بہتر علی کے سوا کوئی اگر ہے تو لے آیئے؟ اصحاب
کو آپ سے بہتر تھا آپ صحابیوں کو نبوتوں پر فضیلت نہیں دے سکے۔
آلِ محمدؑ کی فضیلت کو میں اصحاب کی فضیلت نہیں مانتا یہ بھی نہیں
پڑھتا کہ آلِ محمد اصحاب سے افضل ہیں بلکہ آلِ محمدؑ انبیاء سابق سے بہتر تھے
۔اصحاب سے تقابل کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔قدرت اس راز کو جانتی تھی اس
لئے اس نے محمدؐ کو آخر میں بھیجا اس کے بعد یا تو ہدایت کا سوال نہیں ہے۔اگر
سوال ہے تو پھر محمدؐ ہی آئے گا۔غیر محمد کام نہیں دے سکتا۔اس لئے حضور نے
فرمادیا کہ ہم میں کا پہلا بھی محمد ہے درمیانی بھی محمد ہے آخر بھی محمد سب کے سب
محمد۔اولنا محمد وسطنا محمد اخرونا محمد کلنا جمیع بردران اسلام
سے دست ادب جوڑ کر کہتا ہوں کہ ہر فرقے کا مسلمان آئے بیٹھے۔اور نے
اور دیکھے کہ ہمارے پاس وہ اسلام ہے یا نہیں جو پیغمبرؐ اسلام لیکر آئے تھے۔اس
لئے کہ راستے بدلے ضرور ہیں اور اگر راستے بدلے نہ جاتے تو اسلام ۷۳ فرقوں
میں تبدیل نہ ہوجاتا۔بندہ پرور جیسے اذان کسی کی دل آزاری کے لئے

نہیں۔اسی طرح ہماری مجالس بھی کسی کی دل آزاری کے لئے نہیں ہیں اذان
بھی دعوت فکر ہے مجلس حسینؑ بھی دعوت فکر۔مجلس کی ضرورت اس لئے پڑی کہ
موذن بن کر بھی فوج یزید میں ہوگے۔تو اس کا مطلب یہ کہ ہم نے پہچانا کہ
خالی اذان کہا ہے۔

اس لئے جب کربلا آئے گا تو پتہ چلے گا کہ اذان کیا ہے۔یہ اللہ
اکبر کیا ہے۔صحیح لاالا الااللہ کیا ہے۔
محمد ارسول اللہ کیا ہے۔اس لئے کہ اذان یزیدی لشکر میں بھی ہو رہی
تھی۔اور اذان حسینی لشکر میں بھی ہو رہی تھی جب صبح عاشور نمودار ہوئی تو حکم ہوا
بلکہ فرمائش کی جناب زینبؑ نے کہ بھیا میرا جی چاہتا ہے کہ اذان علی اکبر سے
دلوائے صبح عاشور حسینؑ نے بلا کر کہا بیٹا علی اکبر تمہاری پھوپھی کی فرمائش ہے کہ
آج اذان تم دو جناب علی اکبر نے صبح عاشور اذان دی۔نہ جانے پھوپھی کی کیا
مصلحت تھی۔کہا جاتا ہے کہ اپنے پیارے بھتیجے کی آواز سننا چاہتی تھیں تو آواز
خیمے میں بلا کر بھی سن سکتی تھیں انھوں نے کہا کہ آج نبیؐ کے لہجہ میں اذان
ہوجائے تاکہ لشکرِ یزید سن لے کہ پیغمبرؐ اذان دیتے تو کس لہجہ میں دیتے یہ
اذان رسولؐ اللہ کی اذان ہے۔ادھر علی اکبر نے اذان دی مگر اس کی تاثیر کیا تھی
۔ادھر حُر نے کہا بیٹا سن رہے ہو اذان یہ پیغمبرؐ کی آواز ہے۔یہ رسولؐ کا لہجہ ہے
جا کر عمر سعد سے کہہ دے حرملہ وخولی، سنان بن انس سے کہہ دے کہ میں حسینؑ

کی طرف جارہا ہوں۔ بیٹے نے کہا بابا میں بھی ساتھ چلوں گا۔

ادھر جبر کر کے لوگ لائے گئے تھے۔ حسینی لشکر میں صبر ہی صبر ہے جبر کا سوال ہی نہیں ہے لیکن جب رُشد و ہدایت ہوگی تو حُر کا دل پلٹ گیا اس لئے کہ اس پر حق واضح ہو گیا۔ سامنے ہدایت آ گئی۔ گمراہی سے نکل کر ہدایت نکلی تو لشکر شام میں نکل آتی ہے۔ اس کا مطلب کیا ہے؟ اب یہ نہ سوچئے کہ ہم کس خاندان میں ہیں کس گھرانے میں ہیں کس قوم و قبیلے میں ہیں۔ اللہ کی توفیق شامل حال ہوتے دیر نہیں لگتی۔ اس نے کہا ہے کہ ہم گمراہی پر ممتاز کر دیتے ہیں ہدایت کو۔ جب حُر نے ہدایت پالی تو مصمم ارادہ کر لیا کہ حسینؑ کی طرف جائے گا۔ حُر کون؟ جو حسینؑ کو گھیر کر کربلا میں لایا اس کی سمجھ میں آ گیا کہ حق حسینؑ کی طرف ہے۔ یزید باطل پر ہے۔ عمر سعد سے کہا حُر نے کہ میں حسینؑ کی طرف جارہا ہوں تو عمر سعد نے کہا حسینؑ کی طرف کیا ہے نہ پانی ہے نہ کھانا ہے۔ دنیا کا عیش و آرام چھوڑ کر جارہا ہے تو حُر نے کہا ارے جب نبیؐ کا نواسہ بھوکا اور پیاسا ہے۔ اے عمر سعد مجھے کھانا پانی نہیں چاہئے۔ عمر سعد نے کہا کیا تو ملک رے نہ لیگا۔ یزید نے ملک رے دینے کا وعدہ کیا ہے۔ قتل حسینؑ پر کہا مجھے ملک رے نہیں چاہئے جو جہنم میں ڈھکیل دے عمر سعد نے کہا اگر تو چلا گیا حسین ابن علیؑ کی طرف تو انجام سے واقف ہے۔ کہا میں انجام جانتا ہوں یقیناً جنت پاؤں گا۔ اگر حسینؑ نے معاف کر دیا تو۔ عمر سعد نے کہا حُر تیرا گھر جلا

دیا جائے گا۔ بچے قتل کر دیئے جائیں گے۔ کہا مجھے گھر اور بچوں کی پروا نہیں ہے۔

کیا مقام پایا ہے حضرت حُر نے۔ حسین ابن علیؑ نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی میری زیارت کو آئیگا۔ تو میں اس وقت تک اسکی زیارت قبول نہیں کروں گا۔ جب تک کہ وہ حُر کی زیارت نہ کرے اس لئے کہ حضرت حُر کا روضہ کربلا سے کچھ میل کے فاصلے پر ہے یہ عظمتیں مل جاتی ہیں حق کی طرف جانے کے بعد۔

برادرانِ اسلامی۔ لمحہ فکر یہ ہے کہ ہم مسلمانوں کے لئے خلوص دل سے جب بھی ان کی سرکار میں آنا چاہو صفائی مل سکتی ہے بڑی بھاری سرکار ہے۔ جب حُر نے چلتے چلتے اپنے گھوڑے کو روک دیا بیٹے نے کہا بابا حق کی طرف بڑھے ہوئے قدم رُکا نہیں کرتے۔ یہ سننا تھا کہ باپ نے بیٹے کی طرف رُخ کیا بیٹا رُک نہیں رہا ہوں۔ سوچ رہا ہوں کیسے جاؤں گنہگار ہوں خطا کار ہوں۔ گھوڑے کی لجام پر ہاتھ ڈالا تھا۔ میرے لال میرے دونوں ہاتھ رومال سے باندھ دو۔ دونوں ہاتھوں کو بندھوایا۔ آگے بڑھے پھر رُک کے کہا میرے لال آوازیں سن رہا ہوں خیموں سے چھوٹے چھوٹے بچے العطش العطش کہہ رہے ہیں۔

یہی تاسیِ حسینؑ ہے کہ مصیبت وہ ہے کہ پڑھنے پر آنسو نکلتے ہیں

۔حُر تڑپ گئے کہا میرے لال العطش العطش کی صدائیں آرہی ہیں بیٹے نے کہا بابا کیا کریں۔ کہا بیٹا منہ دکھانے کی جگہ نہیں ہے میرے لال میری عبا میرے چہرے پر کھینچ دے۔ منہ چھپالیا ہاتھ رومال سے بندھے ہوئے سر کو جھکائے ہوئے تصویر خطا بن گئے۔ حضرت کو ایک مرتبہ بیٹے نے آواز دی۔ اللہ اکبر۔ کہا بیٹا تکبیر کی صدا کیوں بلند کیں۔ کہا کیا عجب منظر دیکھ رہا ہوں۔ بابا قمر بنی ہاشم ابوالفضل العباسؑ آرہے ہیں۔ بابا ہم شبیہ پیغمبرؐ آرہے ہیں بابا انصار ان حسینؑ آرہے ہیں۔ ایک مرتبہ حُر کے آنکھوں سے آنسوں بہنے لگے۔ ایک مرتبہ پھر بیٹے نے گلوگیر آواز میں کہا اللہ اکبر کہا میرے لال اب کیا ہے کہا :بابا! حسینؑ تشریف لا رہے ہیں۔ یہ سنتا تھا حُر گھوڑے پر سے زمین پر کود پڑے امام کے قدموں پر آنکھیں ملنے لگے کہا میرے مولا کیا میری خطا معاف ہو سکتی ہے۔ حسین ابن علیؑ جھکے بازو پکڑا اُٹھایا اور کہا :اے حُر! میں نے معاف کیا میرے خدا نے معاف کیا۔

دوسری مجلس

بسم اللہ الرّحمٰنِ الرّحِیم

لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَہَا وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۔

برادرانِ ملّت! خداوندِ عالم قران مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ لا اکراہ فی الدین ۔ اللہ کے دین میں کسی طرح کی زبردستی نہیں ہے اور اللہ نے ہدایت کو گمراہی سے ممتاز قرار دیا ہے۔ ہدایت گمراہی سے علیحدہ ہوگی اور جن لوگ نے جھوٹے خداؤں کا انکار کر دیا اور اللہ پر ایمان لے آئے انھوں نے ایسی رسی کو مظبوط پکڑ لیا ہے جو نہ ٹوٹنے والی رسی ہے۔ اور اللہ ہر بات کا سننے والا ہے۔

اس آیت کریمہ کے ذیل میں جو گفتگو آپ کی خدمت میں جاری ہے وہ لا کراہ فی الدین سے گزرنے کے بعد قد تبیّن الرشدُ من الغی کی منزل میں جاری ہے۔ یعنی اللہ نے ہدایت کو گمراہی نے علیحدہ کر دیا۔ یہ اعلان قرآن مجید کا ہے اور ہر مسلمان قرآن مجید کے ایک ایک لفظ ایک

ایک حرف پر ایمان رکھتا ہے اور بحمد اللہ ہم نکتہ بائے بسم اللہ پر بھی ایمان رکھتے ہیں تو اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ جب اللہ نے ارشاد فرمادیا کہ ہم نے ہدایت کو گمراہی سے الگ کردیا۔ گویا ہدایت دینا ہدایت پہنچانا۔ ہدایت کے وسیلے فراہم کرنا خدا کا کام ہے بندوں کا کام نہیں ہے۔ یعنی کام خدا نے اپنے لئے رکھا ہے کہ وہ بندوں کی ہدایت فرمائے۔ بندوں کے لئے ذمہ داری کو خدا نے اپنے ذمہ لیا۔ خدا نے بہت سی ذمہ داریاں لی ہیں۔ کوشش کرنا بندوں کا کام ہے۔ لیکن اس کا فراہم کرنا خدا کا کام ہے منجملہ ان تمام ذمہ داریوں کے ہدایت کی ذمہ داری جس خداوند عالم نے اپنے ہاتھ میں رکھی ہے یعنی ہدایت پہنچانا۔ ہدایت کرنا یہ سب اللہ کے کام ہیں۔ اللہ ہدایت دے گا اللہ ہی ہدایت کا انتظام کرے گا۔ اس بات کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہادی کا انتظام یا ہادی کا چُنتا یا ہادی کی تلاش ہمارا کام نہیں ہے۔ ہمارا کام بس ہادی کو تسلیم کرلینا ہے۔ ہادی کو مان لینا ہے جس ہادی کو اللہ نے ہدایت کے لئے بھیجا ہے اللہ نے جو ذریعہ ہدایت قرار دیا اس ہدایت و قبول کرنا مسلمان کا کام ہے۔ نائب پیدا کرنا مسلمان کا کام نہیں ہے۔ ہدایت کرنا مسلمان کا کام نہیں ہے مسلمان کا کام ہے ہدایت قبول کرنا۔ خدا کا کام ہے ہدایت کرنا۔ اللہ ممتاز کرتا ہے ہدایت کو گمراہی سے گویا بندے کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہ گمراہی سے ہدایت کو ممتاز کر سکے۔ بندے کی قدرت سے باہر ہے کہ وہ ہدایت کو

گمراہی سے ممتاز کر سکے۔ یہ کام اللہ ہی کا ہے کہ وہ گمراہی سے ہدایت کو ممتاز کردیتا ہے اور ہر دور میں اللہ نے ہدایت کا سامان کیا جب بھی گمراہی بڑھتی رہی جب بھی انسان گمراہ ہوتا رہا۔ اس نے انسان کی ہدایت کا انتظام کیا۔ تو یہ انتظام ہمیشہ خدا نے کیا ہے۔ ہمارا کام انتظام خدا کو معلوم کرلینا ہے۔ ہمارا کام اس انتظام خدا کو تلاش کرلینا ہے تو اگر کوئی مسلمان ہدایت پاتا ہے یا کوئی بھی دنیا کا انسان ہدایت چاہتا ہے تو اس کا صرف اتنا فریضہ ہوگا کہ وہ تاریخ عالم و آدم میں یہ تلاش کرے کہ اللہ نے کسے ہادی مقرر کیا۔ یہ یاد رکھیئے گا۔

برادرانِ اسلامی غلطی وہیں سے ہوگی جہاں سے ہم خود اپنی ہدایت کا انتظام کریں۔ اگر ہماری نظر اس قابل ہوتیں کہ ہم ہادی معین کر سکتے اگر ہماری نظر اس قابل ہوتیں کہ ہم ہدایت کا انتظام کر سکتے۔ اگر ہماری نظر اس قابل ہوتیں کہ ہم سچے ہادی کو ممتاز کر سکتے۔ جھوٹے رہبروں سے تو یہ ذمہ داری خدا ہم ہی پر ڈال دیتا کہ ہم نے ہادی بھیج دیئے۔ اب ان کا تلاش کرنا تمہارا کام ہے۔ نہیں۔ یہ ذمہ داری اس نے اپنے اوپر رکھی ہے ہدایت میں کروں گا۔ ہدایت میں پہنچاوں گا۔ ہدایت کا انتظام میں کروں گا تو ہم اسلام کے تمام فرقوں کا جائزہ لیں چاہے جس فرقے میں ہوں اس نکتہ نگاہ سے لیں کہ ہم جس فرقے میں عمل کر رہے ہیں اس فرقہ کی جو فقہ ہے اس فرقے کے جو اصول ہیں اس فرقے میں جو مساوات کے طریقے بتائے گئے ہیں آیا یہ طریقے اس ہادی

کے بتائے ہوئے ہیں جس کو اللہ نے معین کئے ہیں۔ جہاں بندے طریقے معین کریں گے وہیں سے ہدایت پھر گمراہی میں منظم ہو جائے گی اور جہاں سے خدا کے ہاتھ ہدایت کا سلسلہ باقی رہے گا۔ وہ سلسلہ چونکہ خدا نے معین کیا ہے وہ ضمانت خدا کی ہے ہم بھی یہ کہہ کر چھٹکارا پا جائینگے کہ ہم کیا جانیں تو نے جسے حاکم بنا کر بھیجا تھا اور اس نے جو ہدایت کی ہم نے اس پر عمل کیا۔ اگر ہم نے خود ہی ہادی منتخب کر لیا۔ ہم نے خود ہی رہبر کسی کو اور ہادی سمجھ لیا اور اس کے بعد اسکی پیروی کی اور خدا نے ہم سے باز پرس کی کہ جو اسلام ہم نے بھیجا تھا وہ اسلام تم لے کر نہیں آئے وہ نماز تم پڑھ کر نہیں آئے تو ہمارے پاس جواب کیا ہے؟ سوائے اس کے کہ ہم علماً کا نام لیں۔ تو قدرت جواب دیگی ان علماً کو کیا ہم نے ہادی مقرر کیا تھا کیا ان کتابوں کو ہم نے تم پر نازل کیا تھا کیا ان کتابوں کو ہم نے تمہارا ہادی بنایا تھا تو ہادی ہے اللہ کی کتاب جس کا نام ہے قرآن مجید۔ قرآن لے کر آئے پیغمبرؐ اسلام۔ پیغمبرؐ اسلام نے رشد کو ممتاز کیا مگر یہیں سے پس منظر آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں وہ پس منظر یہ ہے کہ حضورؐ کے آنے سے پہلے ماحول کیا تھا۔ پیغمبرؐ اسلام کے مبعوث بہ رسالت ہونے سے پہلے ماحول کیا تھا مشرکین تھے جو اللہ میں شریک کرتے تھے۔ کفار تھے جو انکار کرتے تھے کچھ ایسے لوگ تھے جو وجود خدا کے قائل نہیں تھے۔ کچھ لوگ تھے جو پتھر کی صورتوں میں اپنے خدا کو دیکھتے تھے خانہ کعبہ میں ۳۶۰ بت

رکھے ہوئے تھے۔

ہر قبیلے کا بت الگ تھا۔ ہر قبیلے کی پرستش کا انداز الگ۔ ہر قبیلے کا خدا الگ۔ بنیادی بات یہ ہے کہ جب وہ اپنے کو گمراہ نہیں سمجھتے تھے وہ اپنے کو صراط مستقیم پر سمجھتے تھے وہ ان ہی کو خدا مانتے تھے۔ اسی لئے خدا نے کہا کہ جب تم نے انکار کر دیا جھوٹے خداؤں کا تو ہدایت کیا ہے؟ جھوٹے خداؤں سے انکار۔ یہ جھوٹے خدا سے انکار کیا ہے کس نے؟ اس پیغمبرؐ نے جس نے آواز دی **قولو لا الہ الا اللہ تفلحو** کہو کہ کوئی خدا نہیں ہے سوا اس خدائے واحد کے۔ اسی میں تمہاری فلاح ہے۔ جھوٹے خدا کے ماننے میں فلاح نہیں ہے اب اگر ہم **لا الہ الا اللہ** کہکر پھر جھوٹے خداؤں کو ماننے لگیں **فمن یکفر بطاغوت** کا اطلاق مسلمانوں پر نہیں ہوتا ہے **فمن یکفر بطاغوت** وہی لوگ مراد ہوں گے جنھوں نے جھوٹے خداؤں کا انکار کیا۔ آپ کہیں گے جھوٹے خدا وہ تھے جو کعبہ میں بتوں کی شکل میں رکھے ہوئے تھے۔ تو بت کیا تھے؟ پتھر کی بنی ہوئی چند مورتیاں تھیں جنکو انسان نے اپنے ہاتھ سے بنایا تھا۔ اور لا کر کعبے میں رکھا اور کہا کہ یہ ہمارا خدا ہے۔ یہ کعبہ میں کیوں رکھا؟ ہر ایک قبیلے نے ایک کعبہ کیوں نہ بنا لیا؟ ہر فرقے میں ایک مندر کیوں نہ بنا لیا۔ علیحدہ ہر قبیلے نے ایک عبادت گاہ کیوں نہ بنالی۔ سب نے اپنے اپنے بت کعبے میں ہی لا کر کیوں رکھے؟ اسی لئے تو رکھا تھا کہ کعبہ خدا کا

گھر کہلاتا تھا۔ چونکہ کعبہ خدا کا گھر کہلاتا تھا اسی لئے جس نے بت بنایا کعبے میں رکھا تاکہ نسبت سے خدا تک لائے۔ اس دور کے عربوں کی ذہنیت دیکھئے۔ اگر خدا نہ بناتے تو کعبہ میں کبھی نہ لاتے چونکہ خدا بنایا اس لئے خدا کے گھر میں لاکر رکھا۔ کعبہ گھر کس کا تھا؟

اس وحدہٗ لاشریک کا تھا یہ گھر بنایا کس نے تھا۔ جناب ابراہیمؑ نے بنایا تھا کیا ابراہیمؑ نے کعبہ کو بتوں کے رکھنے کے لئے بنایا تھا؟ کون کہہ سکتا ہے کہ جنابِ ابراہیمؑ نے کعبہ کو بتوں کے رکھنے کے لئے بنایا تھا۔ ابراہیمؑ نے کعبہ بتوں کے رکھنے کے لئے نہیں بنایا۔ لیکن امت نے کعبے میں لا کے بت رکھ دیئے تو مقصد ابراہیمؑ کے خلاف کعبہ استعمال ہوا۔ کعبہ تھا خدا کا گھر مگر لوگوں نے ابراہیمؑ کے مقصد پر استعمال نہیں کیا اپنی مرضی سے استعمال کیا دیکھتے رہے کہ جن مقدس چیزوں کو پیغمبرؐ اسلام نے مسلمانوں کو سامنے پیش کیا۔ کہیں مسلمانوں نے اپنے اپنے مقاصد کے تحت تو استعمال نہیں کیا؟ کعبہ ایک تھا خدا ۳۶۰ ہو گئے۔ کیوں؟ جتنے قبیلے تھے انھوں نے اپنا اپنا خدا اپنے ہاتھ سے بنایا۔

میں تشبیہ دے رہا ہوں اسلام کو خانہ کعبہ سے دین اسلام بھی خانہ کعبہ ہے جس میں ہر فرقے نے اپنی شریعت اور اپنی فقہ کا بت لا کر رکھ دیا ہے۔ جیسے کعبۃ اللہ کا گھر تھا معصوم کے ہاتھ کی تعمیر تھی۔ جناب اسماعیلؑ نے پتھر اُٹھا کر دیئے تھے لیکن وفات حضرتِ ابراہیمؑ کے بعد وفات جناب اسماعیلؑ کے بعد

لوگوں نے کعبے کا مصرف بدل دیا۔ خدا کے گھر کو بت کدہ بنا دیا۔ لات خدا ہی کے نام سے بٹھایا۔ صنم کہکے نہیں بٹھایا۔ صنم تو آپ کہتے ہیں۔ وہ تو خدا ہی کہتے تھے۔ مگر بنانے کی رسم جاری ہوئی تو ایک خدا نہیں تھا پھر جتنے قبیلے تھے اتنے خدا بنے جب امت کو بنانے کا موقع مل جاتا ہے تو کبھی ایک پر اکتفا نہیں کرتے۔

مجھے معاف کریں برادران اسلامی۔ تعصبات سے بلند بالاتر ہو کر سوچیں کہ جن عربوں کی سرشت کا یہ عالم تھا کہ خدا کے گھر میں ۳۶۰ خدا لا کر رکھ دیئے ہوں تو اگر کعبہ اسلام میں ۷۳ شریعتوں کے امام لاکر رکھ دے تو کیا محل تعجب ہے بنانے کا موقع ملا تو سب نے الگ الگ بنا لیا لیکن کعبہ نہ بنا سکے کیونکہ کعبہ نبیؑ نے بنایا تھا۔ بت امت نے بنائے تھے۔ جو چیز امت بناتی ہے۔ وہ بت بناتی ہے۔ جو خدا بناتا ہے وہ ایک بناتا ہے کعبہ ابراہیم نے بنایا تو کعبہ بن سکا۔ بت انسانوں نے بنائے وہ ۳۶۰ بنا لئے۔ مسجد نبوی نہ بن سکی مسجدیں مسلمانوں نے بنائی تو ہر فرقے کی مسجد الگ۔ ہر فرقے کا پیش امام الگ۔ ہر فرقے کی نماز الگ۔ ہر فرقے کا وضو الگ۔ وضو الگ نماز الگ۔ پیش امام الگ خدا ایک۔ مادہ ایک۔ اسلام ایک قرآن ایک۔ دین ایک۔ شریعت ایک۔ رسولؐ ایک۔ سب کچھ ایک۔ نماز پڑھنے کے انداز ۷۳۔ پیش امام ۷۳ اور پھر لطف یہ کہ ایک دوسرے کے پیچھے پڑھتا نہیں۔ اگر کوئی شیعہ مجتہد یا عالم نماز پڑھاتا ہو تو کسی سے کہیے کہ نماز میں شریک ہو جاؤ تو

وہ کہے گا یہ ہمارے فرقے کی نماز نہیں ہے کیسے پڑھیں؟ کسی شیعہ سے کہیئے کہ کسی سنی عالم کے پیچھے کھڑے ہو جاؤ تو وہ کہے گا یہ ہمارے فرقے کی نہیں ہے۔ کیسے نماز پڑھیں۔ حالانکہ نماز اللہ کی ہے جب ایک دوسرے کے پیچھے نماز کو صحیح نہیں سمجھتے تو غلط امام کی پیروی کا اسلام خدا کیوں قبول کرے گا۔

وضو الگ۔ امام الگ۔ نماز الگ۔ مسجد الگ حد یہ کہ قبرستان الگ جئیں گے بھی الگ۔ مریں گے بھی الگ۔ دفن بھی ہوں گے الگ تو محشر میں اٹھیں گے بھی الگ۔ ایک ہی میرا سوال ہے خدا جب محشر میں بندوں کو بلائے گا۔ خدا جب محشر میں مسلمانوں کو محشور کرے گا۔ کیا کہا ہے قرآن میں؟ کہ ہم سب مُردوں کو ان کے ان کے قبرستانوں سے بلائیں گے۔ کیا سارے مردے ایک ایک قبرستان کے آگے پیچھے آئیں گے؟ جی نہیں قرآن کہتا ہے کہ ہم محشر میں سب کو سب کے اماموں کے ساتھ بلائیں گے تو محشر میں محشور ہونا ہے اپنے اماموں کے ساتھ تو جتنے امام بنے اتنے فرقے بن گئے۔

ایک جملہ کہوں گا۔ ہر فرقے کا امام الگ اس لئے کہ اس امام نے جو طریقے عبادت سکھائی بندہ اسی طریقہ عبادت پر اللہ کی عبادت کرنے لگا۔ ایک ایک فرقہ ہے ایک ایک امام ہے صرف ایک ہی فرقہ اسلام میں ایسا ہے جہاں فرقہ ایک ہے امام ایک نہیں بلکہ امام ہیں (۱۲) یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی کہ ہر امامت میں فرقہ بدل گیا یہ بارہ اماموں کا فرقہ کیوں نہ

بدلا؟ اس بات کی دلیل ہے کہ جتنے امت کے امام بنے سب مختلف الخیال تھے۔ بارہ ایک خیال کے تھے اور اسلام اتنا نازک دین ہے۔ جسکی ہدایت کا انتظام قدرت نے اپنے قبضۂ قدرت میں رکھا۔ اسلام کیا ہے مسلمانوں؟! اسلام کچھ نہیں ہے مجموعہ احکام جناب باری۔ خدا کے احکام کے مجموعہ کا نام ہے دینِ اسلام اللہ نے جو حکم دیا بندوں کو زندگی بسر کرنے کا وہی حکم کے مجموعہ کا نام ہے دینِ اسلام۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی تعداد بتائی جاتی ہے خدا نے ہدایت کے لئے اتنے پیغمبر بھیجے ایک نبی کا نام بتادو اس سے اللہ نے تاویل دین میں اصول و آئین اسلام میں مشورہ لیا ہو۔ خداوند عالم نے انبیاء کو پہلے خلق کیا تھا عالمِ ارواح میں اس کا تذکرہ احادیث میں موجود ہے۔ لیکن میں ایک ہی سوال کرنا چاہتا ہوں بہتر تو یہ تھا کہ خداوند عالم انبیاءً کی ایک کانفرنس کرتا۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کی روحوں کو جمع کر کے حضور کو اس کانفرنس کا صدر بناتا اور کہتا اس نبی کی قیادت میں بیٹھو آئینِ اسلام بناؤ۔ جو طریقے عبادت کے بتادو گے اسی کو میں بندوں کے لئے نافذ کروں گا۔ تم جانا اور اسی دین کو پھیلانا، نہیں نہیں خدا نے کسی نبی سے مشورہ نہیں لیا۔ صبح کی دو رکعت رکھوں یا چار خدا نے مشورہ نہیں لیا۔ رسولؐ کا کام تھا پہنچانا۔ خدا کے دین کو پہنچانا تو جو خدا اُمّت اور اپنے رسولوں سے مشورہ نہ لے؟ تو پھر مسلمان کو اس کے دین میں اپنی رائے دینے کا کیا حق ہے؟ آدم سے نہیں پوچھا

کہ تمھارے لئے کیسا دین بناؤں جناب نوح سے نہیں پوچھا کہ تمھاری امت کے لئے کیسی شریعت بناؤں۔ جناب ابراہیمؑ سے نہیں پوچھا کہ تمھارے ماننے والوں کے لئے کیا احکام صادر کروں جناب موسیٰؑ وعیسیٰؑ سے نہیں پوچھا۔ تو جس خدا نے اپنی محبوب ترین ہستی محبوب ترین شخصیت کے لئے ساری کائنات کو خلق کیا۔ جسے سب سے پہلے خلق کیا تھا اس محبوب سے نہیں پوچھا کہ اسلام کیا ہو۔ بس جو کہتا جاؤں پہنچاتے رہو۔ تمھیں حدو نظر کا حق نہیں ہے۔ جو میں وحی نازل کرتا جاؤں وہ میرے بندوں کو میرا پیغام سناتے جاؤ۔ **وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحیٌ یوحیٰ** میرا حبیب تو بات ہی نہیں کرتا جب تک کہ وحی نازل نہیں ہوتی۔ یہ فضیلت پیغمبرؐ کا بہت بڑا پہلو ہے کہ حضور پیغمبرؐ بغیر وحی کے بات نہیں کرتے تھے۔ آپ نے دیکھا اسلام کیسا نازک ہے کہ اس کا نبی اپنی مرضی سے بول ہی نہیں سکتا۔ جب تک کہ خدا نہ کہے۔ جب نبی کو بولنے کا حق نہ تھا تو بغیر اجازتِ خدا اُمت کو حق ہے کہ اصول اسلام میں ترمیم کرے۔ تو اس پیغمبرؐ نے آ کے ممتاز کیا ہدایت کو گمراہی سے۔

جناب آدم آئے اسلام کے پیغمبرؑ تھے جناب نوحؑ و ابرہیم تشریف لائے۔ دین اسلام کے پیغمبرؑ تھے جناب موسیٰؑ وعیسیٰؑ دین اسلام کے نبیؑ تھے ختمی مرتبتؐ دین اسلام کے آخری نبیؐ تھے تو سارے انھوں نے دنیا کے سامنے نظریہ توحید کو پیش کیا اللہ کی معرفت کو پیش کیا بندوں سے چاہا کہ وہ اپنے خدا کو

پہنچاتے اور اطاعت خدا میں زندگی بسر کریں تو مراد انبیاء کی کیا تھی کہ بندے مطیع ہو جائیں۔ خدا کے بندوں نے انبیاء کی باتیں سنیں مگر ہمیشہ بڑی مشکل سے سنا۔ کبھی آسانی سے نہیں سنا۔ ایک نبی کا نام بتا دیجئے ایک رسول کا نام بتا دیجئے جسکو ہدایت میں آسانیاں ہوئیں ہوں ہر نبی کو دشواریاں ہوئیں۔ ہر نبی کو پریشانیاں ہوئیں۔ ہر پیغمبر کو محنت کرنا پڑی اور محنتوں کی جزا دنیا میں انسان نے کیا دی؟ کسی کو پتھر مارے کسی کی راہ میں کانٹے بچھائے۔ کسی کو تہہ تیغ کیا، کسی کے سر پر آرا چلایا۔ کسی کو دریا میں ڈبونے کی کوشش کی۔ کسی کو آگ میں جلانے کی کوشش کی تو جو ہدایت کو ممتاز کرنے کیلئے آرہے تھے ان کا کام تھا صبر کے ساتھ تلقین کرنا دین اسلام کی بس جو مخالف گروہ تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ ہدایت پھیلے۔ مخالف گروہ نے ہر دور میں انبیاء کو ستایا۔ انبیاء کو پریشان کیا۔ انبیاء کو تکلیفیں پہنچائیں۔ انبیاء کی سیرت اُٹھا کر دیکھئے کسی نے پھٹے ہوئے کپڑے کسی نے بوریئے پہنے۔ کسی نے پیوند لگا کر کپڑے پہنے کسی نے جنگلوں میں زندگی بسر کی کسی نے ایک ایک روٹی پر دن گزار دیا۔ کسی نے ذرہ بنا کے آزوقہ حاصل کیا جتنے نبی گزرے محنت کش تھے اپنی روزی کماتے تھے کوئی تختِ حکومت پر نہیں بیٹھا کسی نے سلطنت نہیں کی۔ کسی نے خزانہ نہیں جمع کیا کسی نے اقتدار کے بل بوتے پر اسلام کی تبلیغ نہیں کی۔ مسلمانوں انصاف سے بتاؤ کہ اسلام اتنا پاکیزہ مذہب ہو جسکے انبیاء فاقے کر کے تبلیغ کریں۔ اس اسلام میں پیغمبر کی

وفات کے بعد امامتیں ملیں جن کے مکانوں میں حریر کے پردے لٹکے ہوں جن کی پشت پر زریں کمر غلام کھڑے ہوں جن کے خزانے سونے چاندی کا دریا اگلتے ہوں ۔ جو اسلام سوز حرکتیں کریں جن کی زندگیاں عرب راتوں کی داستانیں بن کر سینما کے پردوں پر لہرائیں ۔ تو ایک اسلام وہ ہے جو آدم سے خاتم تک آیا ہے ۔ ایک اسلام وہ ہے جو خاتم سے ہم تک آیا ہے تو ان دونوں آئینوں کو سامنے رکھکر دیکھو ایک کی شکل دوسرے سے ملتی ہوئی ہے یا نہیں؟ اگر ملتی ہے تو یہ وہ ہی اسلام ہے جو آدم لائے تھے جو نوح لائے تھے جو ابراہیم لائے تھے جو موسیٰ و عیسیٰ لائے تھے جو ختمی مرتبت لائے تھے ۔ لیکن اگر اس اسلام میں زمین و آسمان کا فرق نظر آتا ہے سیرت انبیاء میں اور سیرت سلاطین میں سیرت امراء میں سیرت صاحبان اولی الامر کی زندگیوں میں اگر زمین اور آسمان کا فرق نظر آئے تو اپنی عقل سے کام لو کہ نبیؐ نے تو سادہ زندگی بسر کی نبیؐ کے بعد کون سا قرآن آ گیا نبیؐ کے بعد کون سی آیت آ گئی ۔ نبیؐ کے بعد کون سی حدیث آ گئی ۔ نبیؐ کے بعد اللہ کا کون سا پیغام آ گیا کہ سلاطین حکمرانی کرتے رہیں حکومتیں کرتے رہیں ۔ ظل اللہ کہلاتے رہیں اور مسلمان ان کو خلیفہ المسلمین کہہ کر قرار دے رہے ہیں ۔ کیا یہ سیرت انبیاء ہے؟ اگر ہے تو یہ ہی اسلام ہے اور اگر نہیں ہے تو فیصلہ کر کہ ان کا طریقہ بہتر تھا ۔ آدم سے خاتم تک کے انبیاء کا طریقہ یا پیغمبرؐ کے بعد گزرنے والے اسلامی سلاطین کا طریقہ اگر یہ

کردار اسلام ہے تو پھر آدم سے خاتم تک کا کردار خدا کا دین نہیں ہے ۔ اور اگر وہ اسلام ہے تو یہ اسلام نہیں ہے ۔ یہ دونوں متضاد چیزیں ہیں ۔ دونوں متضاد کردار ہیں ۔ دونوں متضاد زندگیاں ہیں دونوں متضاد شریعتیں ہیں ۔ میں کہوں گا کہ یا ان کے کیفر کردار کو نبوت مان لو ہدایت مان لو ۔ اسلام کا ہادی مان لو مگر ایک کہنا میرا مان لو کہ محمدؐ کو اپنا رسولؐ نہ کہو پھر نوح کا ذکر نہ کرو پھر آدم کا نام نہ لو لمحہ فکر یہ ہے مسلمان کے لئے کہ اتنا کردار کا فرق ہے ۔

جناب آدم آئے تبلیغ فرمائی لیکن جناب آدم کی وفات کے بعد جناب شیث نے تبلیغ فرمائی جناب نوح نے تبلیغ فرمائی جناب ابراہیم نے تبلیغ فرمائی جناب موسیٰ و عیسیٰ نے تبلیغ فرمائی جناب عیسیٰ کو سولی پر چڑھانے کی کوشش کی گئی ۔ ابراہیمؑ کو آگ میں جلانے کی کوشش کی گئی ۔ جناب ذکریا پر آرا چلایا گیا ۔ جناب یعقوب کے بیٹے ہونے والے نبی و جناب یوسف کو ان کے بھائیوں نے لے جا کر کنوئیں میں ڈال دیا ۔ ذرا انصاف سے بتاؤ کہ انبیاء مصائب ہی اُٹھاتے رہے کسی نبی نے عیش نہیں کیا کسی نبی نے چین نہیں پایا ۔ کوئی حریر اور ریشم کے پردے لٹکا کے نہیں بیٹھا کوئی نبی پھولوں کی سیج پر نہیں سویا کسی نبی کی سواری کے آگے دربان نہیں چلے کسی نبی کے آنے سے پہلے باادب باملاحظہ ہوشیار کے نعرے نہیں بلند ہوئے تو یہ سیرت انبیاء نہیں ہے خدا کہتا ہے کہ ہم نے ہدایت کو گمراہی سے ممتاز کر دیا تو جب ہدایت گمراہی سے

ممتاز ہوگئی قرآن اُٹھا کے دیکھو تاریخ عالم وآدم اُٹھا کے دیکھو کون لوگ تھے جو مخالفت کرتے ہوئے انبیاء کی آرا ئیں۔ بڑے مشہور نام ملیں گے آپ کو۔ نمرود اور شداد نے دین خدا کی مخالفت کی نمرود نے دین خدا کی مخالفت کی کیا فرعون بوریا پہنتا تھا کیا فرعون پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنتا تھا کیا فرعون خاک پر سوتا تھا؟ آپ کہیں گے کیا باتیں کرتے ہیں فرعون بڑے بڑے محلوں میں رہتا تھا بڑی دولت تھی اس کے پاس سب طرح کے عیش وچین سے رہتا تھا۔ کیا نمرود فقیر پرست انسان تھا۔ کیا نمرود خدا پرست تھا کیا نمرود کے دل میں غریبوں کی ہمدردی تھی کیا وہ غریبوں کی امداد کرتا تھا کیا وہ بھوکوں کا پیٹ بھرتا تھا نہیں نہیں۔ وہ تو بادشاہ وقت تھا۔ سلطان وقت تھا۔ قلعہ بنایا تھا پتھر کی دیواریں بنائی تھیں۔ اتنا زیادہ مغرور تھا کہ جناب ابراہیم کو آگ میں پھنکوا دیا۔ تو حضور عجیب وغریب بات ہے کیا شداد پھٹے پرانے کپڑے پہنتا تھا کیا شداد بوریا پر بیٹھتا تھا کیا شداد فاقے کرتا تھا۔ کیا شداد غریبوں کی مدد کرتا تھا نہیں وہ تو اتنا بڑا بادشاہ تھا اتنا زیادہ صاحب دولت تھا کہ اس نے جھوٹی جنت بنا لی تھی تو کام تو اس نے کیا تھا کہ جب جھوٹی خدائی بنائی تھی کم سے کم جھوٹی جنت بھی بنائی تھی۔ شداد کو احساس تو تھا کہ جو مجھے خدا مانے گا وہ خدا کی جنت میں نہیں جائے گا تو اس نے اپنے ماننے والوں کے لئے کم سے کم ایک جھوٹی جنت تو بنا دیا مگر مسلمانوں جن لوگوں نے تم کو گمراہ کیا انھوں نے کوئی جھوٹی جنت بھی نہیں بنائی۔

برادرانِ اسلامی! نہایت ادب کے ساتھ موازنہ میں نے آپ کے سامنے پیش کیا۔ کہ ایک انبیاء کی سیرت ہے اور یہ فرعون نمرود شداد کی سیرت ہے عیش کرنا شراب پینا۔ دولت کے مزے اُڑانا اور اور جو کوئی سچے دین کا نام لے اس کو آگ میں جلانا یا اس کے سر پر آرا چلانا۔ یا اس پر پتھر پھینکنا۔ اس کو اذیتیں دینا۔ تو آدم سے خاتمؐ تک کا اسلام دیکھ لو اور اپنے نبیؐ کے بعد اسی روشنی میں آگے بڑھو۔ دیکھو تختوں پر کون ہے؟ حکومتیں کون کر رہے ہیں؟ شراب کون پی رہے ہیں کنیزوں اور غلاموں سے لطف اندوز کون ہو رہے ہیں۔ زریں کمر غلام کس کے پیچھے کھڑے ہیں۔ اور دیکھو عبادت کون کر رہے ہیں۔ راتوں کو غریبوں کو یتیموں کو کھانا کون کھلا رہے ہیں قید خانوں کی تاریخ پڑھو۔ زندانوں کی تاریخ پڑھو دیکھو ہتھکڑیاں کون پہنے ہوئے ہے۔ بیڑیاں کون پہنے ہے مگر وہ ہتھکڑیاں عبادتِ خدا میں حائل نہیں ہیں۔ تکبیروں کی صدائیں قید خانوں سے آرہی ہیں۔ تو یہ کون اللہ کی عبادت کرنے والے ہیں ان کی سیرت تو انبیاء کی سیرت سے مل رہی ہے۔ بلکہ ان کی سیرت تو ایسی ہے جو انبیاء میں بھی نہیں ملتی یعنی ان کا معیار عبادت اتنا بلند ہے کہ جس بلندیوں کو وہ انبیاء نہ چھو سکے۔ اس معیار پر صرف ایک نبی بھیجا جس کا نام محمد مصطفےٰ۔ ان کی سیرت اس رسولؐ سے مل رہی ہیں جس رسولؐ کا کلمہ آپ نے پڑھا ہے۔ ان کا کردار ان کی زندگیاں اس رسولؐ سے مل رہی ہیں۔ کردار اہلبیتؑ سیرت اہلبیتؑ اطہار ائمہ اثنا عشریہ کا

کرداراپنے فرقوں کے علماء سے پوچھے گا کہ آلِ محمد وہ بارہ امام جن کو آپ نہیں
مانتے ہیں ان کا کردار کیسا تھا اگر کسی ایک کے کردار میں کوئی شک نکال دے تو
میرے پاس آئے پھر میں اسی امام کے ہاتھ پر بیعت کرلوں گا۔اور جب
سارے فرقوں کے علماء یہ کہتے نظر آئیں کہ کردار میں بہترین تھے عبادت الٰہی
میں ان کا جواب نہ تھا تقدس میں ان کا جواب نہ تھا زہد وتقوے میں ان کا جواب
نہ تھا تو آپ سمجھ لیجئے کہ آپ نے اسلام قبول کیا؟

حکومت کرنے کیلئے نہیں سلطنت کرنے کیلئے نہیں سلطانی اور
جہانداری کرنے کیلئے نہیں بلکہ اللہ کی عبادت کرنے کیلئے لہٰذا جب آپ رسولؐ
کا حکم پڑھ کے ایسے مقدس بلند ذات کی نبوت میں داخل ہو گئے تو اس کا معیار
نہ گرنے دیجئے اس لئے کہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ رسولؐ عربی کی امت
ہدایت پاکر بھی گمراہی کی طرف چلی گئی۔اسی لئے قرآن نے اعلان کردیا کہ
اللہ نے ہدایت کو گمراہی سے جدا کردیا ہے اب گنجائش نہیں ہے تمہارے پاس
گمراہی کا اتباع کرنے کے لئے اب تمہارے پاس موقع و بہانہ نہیں ہے کہ حق
چھوڑ کر پھر باطل کی طرف مل جاؤ۔ملو گے کیسے؟ ہم نے جدا کردیا تو اللہ نے
رُشد کو جدا کردیا ہے۔ایک جملہ کہتا ہوں کہ اللہ نے جدا کر دیا رُشد کو گمراہی سے
امت نے چھوڑا آلِ محمدؐ کو۔

آج اس آیت کے ذیل میں سننے والے تمام مسلمانوں سے فیصلہ

چاہتا ہوں کہ کیا آلِ محمد نے راستہ چھوڑا؟ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ آلِ محمدؐ نے رُشد کا
راستہ چھوڑا ہو۔تو آلِ محمدؐ نے دین محمد نہیں چھوڑا رُشد و ہدایت نہیں چھوڑی تو
اب جس نے آلِ محمد کو چھوڑا اس نے ہدایت چھوڑی جسنے ہدایت چھوڑی وہ
گمراہی کے راستے پر گیا۔اللہ کہتا ہے میں نے رُشد کو ہدایت سے جدا کردیا اسی
لئے دنیا نے دیکھ لیا کہ اہلبیتؑ کا پیرو ہر ایک نہیں ہوسکا۔جو بھی گمراہی کے
راستے پر جائیگا کبھی آلِ محمدؐ کے سایہ میں نہیں چل سکتا۔تو جب خدا ہدایت کو
گمرہی سے جدا کر چکا ہے تو آلِ محمدؐ سب سے جدا۔تو آلِ محمد رُشد ہیں۔ایک
میرا سوال ہے کہ علی بن ابی طالب رُشد ہیں یا نہیں؟ کسی کے لئے انکار کی
گنجائش نہیں۔اس لئے کہ خدا نے کہا ہے کہ ہم نے ہدایت کو گمراہی سے جدا کیا
ہوسکتا ہے کہ دنیا یہ کہدیتی بر بنائے عداوت علیؑ کے رُشد سے اُن کا کیا تعلق
تھا؟ مگر اب کوئی نہیں کہہ سکتا کیونکہ راشیدین میں چوتھا بنالیا۔علیؑ کے ہاتھ پر
بیعت کر چکے تو علیؑ کو راشدین میں نہ سمجھتی امت تو چوتھی منزل پر علیؑ کے ہاتھ
پر بیعت کیوں کرلی؟ تو جب علیؑ ابن ابی طالب کے ہاتھ پر امت نے بیعت
کرلی تو ساری امت نے بھی رُشد مان لیا۔

علیؑ کو راشد مان لیا۔علیؑ کو راشدین میں مان لیا۔آپ کو دلیل مل رہی
ہے۔آپ کہہ سکتے ہیں کہ جب راشدین میں علیؑ شامل ہو گئے تو اگر رُشد
ہدایت سے الگ ہے تو علیؑ چوتھے نہ ہوتے علیؑ کا چوتھا نہ ہوتا سب کو راشدین

ثابت کررہا ہے۔اس لئے کہ خدا کہہ رہا ہے کہ ہم نے رُشد کو غیّ سے الگ کردیا۔ہم نے ہدایت کو گمراہی سے الگ کردیا۔دستِ ادب جوڑ کر کہوں گا کہ علیؑ کی بیعت کی شرط دیکھئے تاریخ میں۔علیؑ ابن ابی طالب کی شرط دیکھ لیجئے تمام مسلمانوں سے دست ادب جوڑ کر کہہ رہا ہوں جو علیؑ ابن ابی طالب کو چوتھا خلیفہ مانتے ہیں۔تو جب آپ چوتھا مان رہے ہیں تو آپ نے بنایا ہے مان رہے ہیں؟ یا علیؑ نے قبول کیا ہے تب مان رہے ہیں۔قبولیت میں شرط ہے تو تاریخیں گواہ ہیں کہ جب مجمع علیؑ ابن ابی طالب کے پاس آیا تو آپ نے شرط رکھی کہ میرا عمل صرف قرآن پر ہوگا۔میرا عمل صرف سیرت رسولؐ پر ہوگا۔یہ چیز یں بھی اُٹھ چکی تھی۔علماً اہلسنت سے پوچھئے گا اپنے علماً سے پوچھ لیجئے تاریخ کی کتابوں کا مطالعہ کر لیجئے میری بات پر بھروسہ نہ کیجئے مجلس شوریٰ میں چھ آدمیوں کی کمیٹی بیٹھی۔انتخاباتِ خلافت کیلئے۔تو شرائط پیش کئے گئے۔

علیؑ ابن ابی طالب سے کہا گیا کہ آپ خلیفہ سوم ہوں گے۔مگر شرط ہے کہ خلافت کی۔علیؑ نے پوچھا وہ شرط کیا ہے۔کہا کہ قرآن اور سیرتِ رسولؐ اور سیرتِ شیخین تو علیؑ ابن ابی طالب نے فرمایا یعنی پچھلے،دو خلفاء کی سیرت؟ کہا ہاں اس پر عمل کرنا ہوگا آپ کو تو حضرت علیؑ ابن ابی طالب نے ایک منطقی مسئلہ پیش کیا۔آپ نے فرمایا کہ اگر سیرتِ شیخین مطابق قرآن وسیرتِ رسولؐ تھی تو شرط کرنا بے کار ہے۔یہ علیؑ ابن ابی طالب کا قول ہے۔علماً سے پوچھ

لیجئے گا کہ فرمایا کہ نہیں فرمایا کہ اگر سیرتِ شیخین مطابق قرآن اور مطابق سیرتِ رسولؐ تھی تو شرط بے کار ہے۔میں قرآن وسیرتِ رسولؐ پر عمل کروں گا تو خود بخود سیرتِ شیخین پر عمل ہو جائے گا اور اگر سیرت شیخین مطابق قرآن نہ تھی اور مطابق سیرتِ نہ تھی تو تضاد ہو گیا۔تو دو تضاد کیسے جمع کروں گا کہ قرآن پر بھی عمل کروں اور سیرتِ رسولؐ پر بھی عمل کروں اور ان کی سیرت پر بھی عمل کروں جن کی سیرت مطابق نہیں سیرتِ رسولؐ سے تو علیؑ نے کہا یہ علیؑ سے نہیں ہوگا۔تو علیؑ نے انکار کردیا اب چوتھی منزل میں پھر انہیں علیؑ کے پاس پہنچے۔اب پہنچے تو کیوں پہنچے۔کہا یا علیؑ خلافت کو قبول کیجئے۔کہا علیؑ نے میری شرط یاد ہے۔میں قرآن وسیرت پر عمل کروں گا۔سیرت خلفاً پر عمل نہیں کروں گا۔مجمع نے منظور کرلیا۔علیؑ کے ہاتھ پر بیعت کی آپ قرآن پر عمل کیجئے آپ سیرت رسولؐ پر عمل کیجئے۔سیرت شیخین پر عمل نہ کیجئے اس شرط پر جب علیؑ نے قبول کرلیا مجمع نے تو تب علیؑ نے بیعت کے لئے ہاتھ بڑھایا اب آپ توجہ فرمائیں اگر سیرت رسولؐ اور سیرت شیخین ایک ہوتی تو علیؑ شرط نہ کرتے؟ علیؑ نے شرط میں بتادیا کہ **قد تبین الرشدمن الغیّ**۔میں یہ باتیں اس لئے بتا رہا ہوں کہ مجھے علم ہے کہ بہت سے مسلمانوں نے ان باتوں کو پردہ میں رکھا ہے اور مسلمان ہدایت پاکر گمراہی کے راستے پر چلا جارہا ہے۔

لہٰذا مسلمانوں کے لئے لمحہ فکر یہ ہے کہ وہ دور ہے جس میں

مسلمانوں نے تعلیم حاصل کی ہے یہ وہ دور ہے جس دور میں مسلمان کا ذہن کشادہ ہو چکا ہے۔اب وہ دور نہیں رہا ہے کہ مسلمانوں کے بچے ذی علم نہ ہوں۔اب وہ دور نہیں ہے کہ مسلمانوں کے بچّے عقل سے کام لینے پر قادر نہ ہوں وہ دور چلا گیا جب سلطنتوں کے دباؤ نے تلوار کی دھاروں کے دباؤ نے سونے اور چاندی کے دباؤ نے انسان کو فکر کی اجازت نہیں دی۔آج اجازتِ فکر ہے۔آج جمہوریت کا دور ہے آج علم کا دور ہے آج یونیورسٹی جاتے ہیں مسلمانوں کے بچّے۔ان کا ذہن کشادہ ہے لہٰذا وہ وہی دین قبول کریں گے جو ان کی عقل منظور کرے وہ اس ذہن کو قبول نہیں کریں گے جو ان کے ذہنوں میں ٹھونسا جا رہا ہے اس لئے کہ اللہ نے انسان کو عقل کے ذریعے ممتاز کیا۔آپ نے سنا ہوگا کہ انسان اشرف المخلوقات ہے۔ بے شک اللہ نے انسان کو تمام مخلوقات سے بہتر بنایا تو تمام مخلوق تو حق پہنچان لے اور انسان اشرف ہو کر بھی حق نہ پہنچانے تو کہاں گئی اشرفیت۔ملک سے بھی اشرف ہے انسان۔اگر ملک سے بھی اشرف نہ ہوتا جب آدم میں نور ودیت کیا گیا تھا تو ملائکہ کی جبین نہ جھکائی گئی ہوتی۔ملائکہ کو سجدے کا حکم دیا گیا۔اور بشر کے سامنے تو بشر افضل ہے ملک سے بشریت ملکوتیت سے افضلیت رکھّی ہے۔ملک کمتر ہے بشر بہتر ہے۔اس لئے کہ اشرف مخلوقات ہے۔حالانکہ خدا نے خلق کیا ہے ملک کو بھی ذکر کے لئے خلق کیا ہے بشر کو بھی ذکر کیلئے لیکن دیکھا یہ گیا ہے کہ جتنے ملک ہیں

سب عبادت کر رہے ہیں جتنے ملک ہیں سب سجدے میں ہیں۔رکوع میں قیام میں ہیں تو ملک کو اس نے خلق کیا اپنے ذکر کے لئے ملک ذکر خدا کر رہے ہیں۔بشر کو بھی ذکر کے لئے خلق کیا۔بس یہ ہی فرق ہے بشر اور ملک میں کہ ملک کو خلق کیا فقط ذکر کیلئے۔اور بشر کو خلق کیا ذکر و فکر کیلئے۔ممتاز اس لئے ہے بشر ملک پر کہ وہاں ذکر ہی ذکر ہے اور یہاں ذکر کے ساتھ فکر بھی ہے یعنی انہیں سمجھنا نہیں ہے۔خدا کو وہ پیدا کئے گئے ہیں سجدہ کیلئے۔سجدے میں ہیں۔آپ کو کھلے ہاتھ پیدا کیا اور کہا اپنی عقل سے پہنچان کے سر جھکاؤ تو جب ذکر بعد فکر ہوگا تب معراج انسانیت ہوگی۔اور اگر سجدہ بغیر فکر ہوگا تو اس سجدے کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔بے فکری کا سجدہ ملک کرتا ہے ہم صبح سے شام تک سجدے کرتے ہیں اور خدا کو نہ پہنچانے تو نمازیں بے روح ہیں ہم صبح سے شام تک روزہ رکھیں خدا کے وجود اور اسکی عظمتوں کے قائل نہ ہوں اس کی قدرتوں کو نہ ہیچانے اس کی مخلوق کی توانائیوں کو نہ سمجھیں تو پھر ہم انسان نہیں ہیں بشر کو فکر ہوتی ہے عقل سے۔اسی لئے انسان کو عقل دی۔تو جس انسان نے عقل کو اس انسان نے اپنی انسانیت کے لیول (Level) کو برقرار رکھا اور جس نے عقل کو نہیں استعمال کیا صرف وہ ذکر کرتا استعمال کیا صرف وہ ذکر کرتا رہا۔بشر نہیں ہے۔وہ انسان نہیں ہے۔سچا مسلمان تب ہوسکتا ہے جو اسلام کو بعد فکر قبول کرے اور اگر بغیر فکر قبول کر لیا تو بھیڑیا والی بات ہو جائے گی کہ جدھر ایک چلا

سب چلے۔آپ نے دیکھا ہوگا کہ جو پڑھا لکھا سمجھدار مسافر ہے وہ دیکھتا ہے
کہ فرسٹ کلاس کون ڈبہ ہے سکنڈ کلاس کون سا ہے۔مگر دیہاتی؟ جب گاڑی
آکر رکی جو دروازہ سامنے رہا اسی پر چڑھ گئے۔ایک دروازہ کھلا پایا اس میں
آگئے سب نے چڑھنا شروع کیا۔

تو حضور اسلام فکر کا نام ہے بھیڑ یا خصلت کا نام اسلام نہیں ہے کہ جس
مسجد میں باپ دادا کو جاتے دیکھا چلے جاتے ہیں۔اسلام میں فکر شرط ہے اور
فکر انسان کو ممتاز کرتی ہے۔برادرانِ اسلامی عقل سے کام لینا ہے۔ذکر خدا
بھی شرف ہے ذکر رسولؐ بھی شرف ہے ذکر آلِ رسول بھی شرف
ہے۔لیکن ذکر بعد فکر ہونا چاہیے اور اتنی بے فکری؟ وہ بھی عاقبت کی طرف سے
بے فکری۔اور نجات کی طرف سے بے فکری۔یہ بے فکری بہتر نہیں ہے آج
مقام فکر ہے۔ہم چونک سکتے ہیں فکر ہوگی مگر اس وقت فکر سے کیا فائدہ جب فکر کا
انجام کچھ نہ ہوگا۔انجام ہی زندگی ہے اور اسی زندگی میں سوچنا ہے۔معیار کیا
ہے اللہ نے جب ہدایت کو گمراہی سے جدا کر دیا ہے اور مسلمان کی زندگی یہ ہے
کہ از آدم تا خاتم اور از خاتم تا ایں دم نظر رکھیں کہ گمراہی کہاں ہے ہدایت کہاں
ہے کہیں ہم گمراہی کی طرف تو نہیں بڑھتے جا رہے ہیں؟ اگر ہدایت پاکر گمراہی
میں جانے کا ڈر نہ ہوتا تو پانچ وقت دعا نہ کی جاتی **اهد نا الصراط المستقیم
صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم والضالین** نماز

میں کیوں کہتے ہیں۔

مسلمانوں! پالنے والے ہدایت تو ہے صراط المستقیم کی۔صراط المستقیم
کیا ہے۔وہی رشد کا راستہ۔صراط الذین انعمت علیہم ان کے راستے پر چلا جن
پر تو نے اپنی نعمتیں نازل کیں۔بتا دیا صراط المستقیم کیا ہے۔صراط المستقیم ان
بندوں کا راستہ جن پر میں نے نعمتیں نازل کی ہیں۔غیر المغضوب علیہم ان کا
راستہ نہیں جن سے غضب ناک ہوا۔والضالین۔اور جو گمراہ ہو گئے۔تو سورۂ
حمد میں اسی لئے ہدایت دی کہ ایسا نہ ہو کہ ہدایت پاکر پھر گمراہی کے راستہ پر
چلے جاؤ جن پر ہم نے نعمتیں نازل کی ہیں ان کا راستہ۔اب تو مسلمان کے لئے
کھلی ہوئی بات ہے علماء سے پوچھیں کہ وہ کون تھے جن کے گھر میں اللہ کی نعمتیں
نازل ہوئیں۔وہ کون لوگ تھے جن گھر میں اللہ نے نعمتیں نازل کیں وہ کون
لوگ تھے اللہ جن سے ناراض تھا۔وہ کون لوگ تھے جو گمراہ ہو گئے۔بڑی
آسان سی بات ہے چاہے گمراہ کو پہنچانو چاہے نعمت والوں کو پہنچانو اور اگر گمراہ
ہونا ہے تو گمراہوں کو پہنچانو اور اگر رشد و ہدایت کی منزل میں ساتھ رہنا ہے تو
نعمت والوں کو پہنچانو۔یہ نعمت والے کون تھے؟ تاریخ ہمیں بتاتی ہے۔میوے
کس کے گھر میں آئے انگور کس کے گھر میں آئے۔جنت سے انار کس کے
گھر میں آئے تلوار آسمان سے کس کیلئے آئی۔نعمتیں کس گھر میں نازل ہو رہی
ہیں آفتاب کس کے اشارے پر پلٹ رہا ہے ستارہ کس کی ڈیوڑھی پر اتر آیا ہے

نعمت والوں کو پہنچاننا مشکل نہیں ہے۔ جب ہدایت کی راہ پر پڑے ہو اسلام قبول کیا ہے جب کفر سے علیحدگی کی ہے۔ جب اللہ کی وحدانیت کا اقرار کیا ہے۔ جب جادہ اسلام پر قدم رکھا ہے تو یہ بھی خیال رکھنا چاہیے کہ یہ قدم بھٹکنے نہ پائے اور وہ جادے صراط مستقیم کیا ہے؟ جادے اسلام کیا ہے انعمت علیھم ان کا راستہ ہے جس پر اس نے نعمتیں نازل کی ہیں۔ تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ جس مفسر نے انعمت علیھم پر قلم اُٹھایا ہے اس نے لکھا ہے کہ انعمت علیم سے مراد آلِ محمدؐ ہیں۔ تو کیوں نہ ہو آلِ محمدؐ کا راستہ اختیار کریں تا کہ رشد سے وابستہ ہو جائیں یہ ہی وہ راستہ ہے جو ایک رسی ہے ٹوٹتی نہیں۔ وہ رسیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔ جتنی رسیاں اسلام میں نبیؐ کے بعد بٹ گئیں ہیں وہ سب ٹوٹتی ہیں اللہ کی رسی وہ ہے جو ٹوٹتی نہیں۔ رسولؐ کے بعد سے شروع ہوئی ہے اور آج تک بحمد اللہ وہ رسی قائم ہے۔ ایک غلط فہمی دور کر دوں آپ کی آپ مجھ سے بہتر سمجھ سکتے ہیں چھوٹی جماعتوں کے بچوں کو بعض مقررین لکھنے والے یہ کہتے ہیں کہ انعمت علیھم سے مراد اگر آلِ محمدؐ ہوتے تو اتنے مصائب کا شکار نہ ہوتے نعمت والے تو وہ تھے جو حکومت کر رہے تھے۔ نعمت والے تو تھے جن کے پاس خزانے تھے بہتر سے بہتر کھانے کھاتے تھے۔ غلام تھے ان کے پاس، کنیزیں تھیں۔ یہ نعمت والے ہوئے یا بھوکے پیاسے رہنے والے نعمت والے ہوئے۔ یہ کہا جاتا ہے تو ٹھیک ہے اگر انعمت علیھم سے مراد حکمرانی کرنے والے لئے جائیں۔

سلطنت کرنے والے ہیں۔ عیش وچین کرنے والے ہیں تو فرعون بھی انعمت علیھم میں ہے۔ نمرود و شداد بھی انعمت علیھم میں ہے۔ اور معاذ اللہ مغضوب سے مراد مصیبت اُٹھانے والے ہیں تو پھر کیسی کیسی مصیبتیں جناب آدمؑ نے نہیں اُٹھائی۔ جناب نوحؑ نے اُٹھائی۔ کیسی مصیبت جناب ابراہیمؑ نے نہیں اُٹھائی کیسے مصائب جناب اسحاقؑ و اسمٰعیلؑ نے نہیں اُٹھائی۔ جناب موسیٰؑ نے کتنے مصائب برداشت کئے۔ جناب ذکریا جناب یعقوبؑ جناب ایوبؑ جن کا تذکرہ کیا جاتا ہے قرآن نے انہوں نے مصائب برداشت کئے اور یہ سب صابرین میں تھے اور اگر یہ ہی تاویل غلط ہے۔ تاویل صحیح ہے میری بات مانو آدمؑ کو بھی چھوڑ و نوحؑ کو بھی چھوڑ و ابراہیمؑ کو بھی چھوڑ و اب ختمی مرتبت کے متعلق کیا خیال ہے حضورؐ سے زیادہ مصیبت کسی نبی نے نہیں اُٹھائی کتنی اذیتیں پیغمبرؐ اسلام نے برداشت کیں دلیل سن لیجئے اسی لئے کربلا کے میدان میں جب کوئی شہید ہوتا تھا تو اس کے ورثا جھک کر شکر کا سجدہ کرتے تھے۔ حسینؑ نے ہر شہادت پر شکر کا سجدہ کیا۔ یہی بتانے کیلئے مسلمانوں یہ مصیبت نہیں ہے۔ مصیبت ہوتی تو صبر کرتا شکر کر کے بتا رہا ہوں کہ یہ بھی نعمت خدا ہے۔ تم کیا جانو ہم کسے نعمت سمجھتے ہیں۔ یہ شہادت نہیں ہے نعمت ہے۔ اگر کربلا میں شہداء شہید نہ ہوتے تو کیا آج اسلام ہوتا؟ اسلام نعمت ہے یا نہیں؟ اگر اسلام نعمت ہے اور یہ نعمت آج تک باقی ہے کربلا کے شہداء کی وجہ سے حسینؑ

شکر کا سجدہ اس لئے کر رہے تھے کہ ہم مشہور ہو رہے ہیں۔ اسلام کو جلا رہے ہیں۔ ہم نعمت سمجھ رہے ہیں۔ بزرگوں کا کیا تذکرہ وہ بیبیاں ساتھ تھیں کربلا میں قربانی کیلئے اپنے بچّوں کو ساتھ لائی تھیں۔ ایک بی بی دو بچوں کے ذکر پر مجلس تمام کرنا چاہتا ہوں۔ آپ جانتے ہیں وہ کون شہزادے تھے۔

علیؑ کی بیٹی نبیؐ کی نواسی ثانی زہرا جناب زینبؑ تاریخ کہتی ہے کہ جب مدینہ سے روانگی کا قصد کیا۔ قافلہ تیار ہونے لگا جناب عبداللہ جو آپ کے شوہر تھے علیل تھے بیمار تھے ان کی خدمت میں شہزادی حاضر ہوئیں۔ کہا عبداللہ مجھے بھائی کے ساتھ جانے کی اجازت دیجئے۔ کہا شہزادی تنہا نہ جایئے میرے دونوں بچوں کو ساتھ لئے جایئے میں علیل ہوں نہیں آسکتا شرمندہ ہوں۔ اگر حسینؑ پر کوئی وقت آئے تو ان بچوں کو میری طرف سے فدا کر دیجئے گا۔ جناب زینب مسکرائیں۔ میری تمنا یہ ہی تھی۔ مگر کہہ نہیں پا رہی تھی۔ عون و محمد کو ساتھ لیا کربلا پہنچی

موجودہ پتہ	یہ پتہ تبدیل ہو گیا
S. MEESAM KAZIM JARWALI c\o Mr. Shakir Husain "ARZOO STORES" Masjid Malka Zamani Golaganj, LUCKNOW-18	1. 115,Haider Mirza Road, Near Maqbara-e-Aliya, Golaganj,Lucknow-18 2. P. O. Box No.-23 Aminabad Park P. O., Lucknow

تیسری مجلس

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اللہ کے دین میں کسی قسم کی زبردستی نہیں ہے۔ اور اللہ نے رشد و ہدایت کو گمراہی سے ممتاز کر دیا۔ اور جن لوگوں نے جھوٹے خداؤں سے انکار کر دیا۔ اور اس اللہ پر جو حقیقی خدا ہے ایمان لے آئے۔ انہوں نے ایک ایسی مضبوط رسی سے تمسک اختیار کر لیا ہے جو ٹوٹنے والی نہیں ہے اور اللہ ہر بات کا سننے والا ہے۔ اس آیۂ کریمہ کے ذیل میں مسلسل گفتگو آپ کی خدمت میں جاری ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم مسلمانان عالم چودھویں صدی میں پیغمبر اسلام کے مبعوث بہ رسالت ہونے کے چودہ سو برس کے بعد کلمہ پڑھتے ہیں اللہ کی وحدانیت کا اور رسول اسلام کی رسالت کا اور پیغمبر اسلام کی شریعت پر عمل پیرا ہیں اور ہمیں اس بات پر فخر حاصل ہے کہ ہم مسلمان ہیں اور تمام مذاہب جو اس وقت عالم میں پھیلے ہوئے ہیں ان سب

سے بہتر مذہب دین اسلام ہے .اس لئے کہ یہ اللہ کا دین ہے اللہ نے اس دین کو اپنے رسول کے ذریعے بھجا اور اپنے احکامات کے مجموعہ کا نام کلام اللہ رکھا یعنی قرآن مجید .اور مسلمانوں نے اس پیغمبر پر ایمان لا کر جو اللہ کا رسولؐ تھا. معرفتِ خدا حاصل کی اللہ کا راستہ حاصل کیا اور اسی میں ہماری نجات ہے .کافی مقدار میں مسلمان اللہ کا کلمہ پڑھ رہے ہیں یہ وہ ہی اسلام ہے کہ جس کا آغاز مکے کی سرزمین سے ہوا تھا تو جب پیغمبر اسلام نے تبلیغ کا آغاز کیا تھا تو اس وقت پیغمبر اسلام پر پتھروں کی بارش ہو رہی تھی راستوں میں کانٹے بچھائے جا رہے تھے لیکن رفتہ رفتہ آج اسی دین اسلام کی آواز کائنات میں پھیل گئی صدائے تکبیر کائنات میں گونج گئی اور لا الہ الا اللہ کا فقرہ دنیا کے چپے چپے میں بلند ہوا آج لا الٰہ الا اللہ کہنے میں کوئی پتھر نہیں آتا آ محمدٌ رسول اللہ کہنے میں پتھر نہیں آتا .جبکہ کلمے کا کہنا ہی دشوار تھا کیا سبب ہے کیا سب نے تسلیم کر لیا کہ کوئی خدائے واحد و یکتا ہے .کیا ساری دنیا کے انسانوں نے تسلیم کر لیا ہے کہ جنابِ محمد مصطفٰےؐ اس اللہ کے رسول ہیں؟

ایسا نہیں ہے ساری دنیا آج بھی کلمہ گو نہیں ہے آج بھی دوسرے مذاہب ہیں آج بھی لا مذہب افراد سماج کے معاشرے میں اچھی حیثیتوں پر فائز ہیں .خدا کا وجود کا انکار کرتے ہیں .ایسے بھی افراد ہیں جو خدا کو مانتے ہیں خدا کے وجود کے قائل ہیں لیکن اسلامی توحید کے قائل نہیں ہیں ایسے بھی لوگ

ہیں جو توحید کے قائل ہیں لیکن رسولؐ اسلام کے قائل نہیں .ایسے بھی لوگ ہیں جو دین اسلام کو اچھا مذہب نہیں سمجھتے لیکن پھر بھی تبلیغ کی اجازت ہے پھر کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور عالم میں اللہ اکبر کی صدا گونج رہی ہے .کیا سبب ہے کہ اس وقت جب پیغمبر اسلام نے اس دین کو پیش کیا تھا تو قولو لا الٰہ الا اللہ کا نعرہ بلند کیا تھا .اس وقت پیغمبر اسلام پر پتھروں کی بارش ہوئی تھی اور آج مسلمان اذان میں اس نعرے کو بلند کرتا ہے لا الٰہ الا اللہ اور کوئی مزاحم نہیں ہوتا .کیا ہمارا اندازِ تبلیغ معاذ اللہ رسولؐ اسلام سے بہتر ہے جب رسولؐ فرماتے تھے تو اسی نعرے پر پتھر آتے تھے .اور کیا ہم کچھ ایسی میٹھی زبان سے لا الٰہ الا اللہ کہتے ہیں جو آج پتھر نہیں آتے ۔ایسا نہیں ہے ۔کہاں ہم اور کہاں پیغمبر اسلام ۔تو سوال یہ ہے کہ سننے والوں کا مزاج بدلا ہے ۔پیغمبر اسلام نے جس دنیا کے سامنے تبلیغ اسلام کا آغاز فرمایا جس دنیا کے سامنے نظریۂ توحید کی تبلیغ فرمائی اس وقت کا کفر اس وقت کا مشرک اس وقت کے کافر اس وقت کے مشرک بگڑ رہے تھے اور ان کے ذہن پر یہ اثر پڑا کہ یہ ہمارے خداؤں کو برا کہہ رہے ہیں یہ بتوں کی خدائی سے انکار کر رہے ہیں جن کو ہم نے خانہ کعبہ میں لا کر رکھا تھا ۔لہذا جب مشتعل ہو کر پیغمبر اسلام کو طرح طرح کی تکلیفیں پہونچائیں ۔دو باتیں ہمارے سامنے آئی ۔کہ ان کے اذیت پہنچانے کا مقصد کیا تھا ان کے تکلیف دینے کا مقصد سامنے ہے ۔وہ چاہتے تھے کہ پیغمبر اسلام کو پتھروں سے

مرعوب کرلیں گے۔ وہ چاہتے تھے کہ پیغمبر اسلام کو اتنی اذیت پہنچائیں اتنی تکلیف پہنچائیں کہ بحیثیت انسان کے تکالیف سے عاجز آکر تکالیف سے پریشان ہوکر کلمہ توحید کی تبلیغ پیغمبر چھوڑ دیں۔ یعنی طاقت کے ذریعہ تشدّد کے ذریعہ انہوں نے اس آواز کو دبانا چاہا۔

اور جوں جوں آواز بلند ہوتی گئی تشدّد گھٹتا نہیں گیا بلکہ تشدّد بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ نوبت تلواروں پر نیزوں و تیروں پر آئی۔ چھوٹے چھوٹے مسلمانوں سے جھگڑوں کی نوبت جنگوں کی شکل میں آئی۔ بدر ہوئی اُحد۔ خندق، خیبر اور نہ جانے کتنے غزوے ہوئے جن مصائب کو پیغمبرؐ اسلام نے انتہائی صبر سکون کے ساتھ برداشت کیا آپ اسکا اندازہ لگائیں گے اس وقت مکّہ کے لوگ لا الہ الا اللہ کا نعرہ سننا نہیں چاہتے تھے۔ آج وہ ہی مکّے کے لوگ آئیں اور وہ آکر مکّے میں لا الہٰ الا اللہ کہیں۔ حج کے موقع پر ساری دنیا سے مسلمان سمٹ کر خانہ خدا میں جمع ہو جاتا ہے یہ وہ ہی جگہ ہے کہ جہاں سے پیغمبرؐ اسلام کو نکالا گیا تھا جہاں پیغمبرؐ اسلام پر حیات تنگ کی گئی تھی۔ جہاں پیغمبرؐ اسلام کا رہنا دشوار تھا وہ ہی خانہ کعبہ ہے یہ وہ ہی مکّہ معظّمہ؟ وہاں کے رہنے والے وہ ہی باشندے ہیں جن کو ایک رسول عربی کا مکّے میں رہنا پسند نہیں تھا آج وہ ہی مکّے والے ہیں کہ اس رسولؐ کے نام لینے والوں کا استقبال کرتے ہیں۔ انتظار کرتے ہیں اپنی آنکھوں کو فرش راہ بناتے ہیں دنیا بھر سے مسلمان سمٹ کر حج کا

فریضہ ادا کرنے کے لئے آرہا ہے یہ انقلابِ ذہنی کیا ہے۔ کل جو روک رہے تھے وہ ہی آج انتظار کر رہے ہیں۔ یہ ذہنیت کسنے بدلی، یہ ذہنیت پیغمبرؐ اسلام نے بدلی۔ کیسے بدلی؟ صبر وسکون سے بدلی تم پتھر مارتے رہو تم اذیت پہنچاتے رہو۔ ہم اعلان کلمہ حق کرتے رہیں گے ہم تم کو تمہاری بھلائی کا پیغا سناتے رہیں گے۔ اتنی اذیتیں سہہ کر اتنی پریشانیاں سہہ کر پیغمبرؐ اسلام نے اعلان کلمہ کو نہیں روکا۔ آج دنیا کی سمجھ میں آیا کہ وہ کلمہ کیا تھا؟

ہمیں مشررف بہ اسلام ہونا چاہیئے۔ آج انسان اس اللہ کا کلمہ پڑھ رہے ہیں رسولؐ اللہ کا کلمہ پڑھ رہے ہیں۔ مگر ارباب کرم قابل غور بات یہ ہے کہ جنھوں نے کلمہ پڑھ لیا پڑھ لیا مگر جنھوں نے کلمہ نہیں پڑھا ہے وہ بھی اللہ اکبر سنتے ہیں وہ بھی لا الہٰ اللہ کا نعرہ سنتے ہیں وہ بھی اشھد ان محمد رسولؐ اللہ کی آواز سنتے ہیں۔ اور مزاحمت نہیں کرتے کیونکہ ان کو تجربہ ہو گیا کشت وخون سے کوئی نتیجہ نہیں ہے۔ فساد پیدا کرنے کا کوئی انجام نہیں ہے۔ یہ دین حق ہے، اس کو جلدی سے دبایا نہیں جا سکتا۔ یہ کلمہ حق ہے اس کو تلوار سے روکا نہیں جا سکتا یہ کلمہ حق ہے اس کو پتھروں میں دبایا نہیں جا سکتا اور کلمہ حق ہے اس کے جادے پر چلنے والوں کے راستے میں کانٹوں کو بویا جائے مگر ان کے قدم کوئی روک نہیں سکتا۔ جب کفار مشرکین کو یہ احساس پیدا ہو گیا کہ دین رکنے والا نہیں ہے۔ تبلیغ رکنے والی نہیں ہے۔ کلمہ رکنے والا نہیں ہے۔ اذان رکنے والی نہیں ہے۔ اور ان

مسلمانوں کو بھی تجربہ ہوگیا۔ جنھوں نے وفاتِ پیغمبرؐ کے بعد حق آل محمدؐ کو دبانا چاہا چھپانا چاہا جنھوں نے ذکر علی ابن ابی طالبؑ پر پردہ ڈالا سیرت۔ آلِ محمدؐ پر پردے ڈالے۔ انہوں نے یہ چاہا کہ وفات پیغمبرؐ کے بعد نام علیؑ [illegible] بان پر نہ لانے پائے۔ انہوں نے یہ نہیں چاہا کہ کوئی نام فاطمہ زبان پر جاری کر سکے۔ ایسے بھی کلمہ گو تھے جن کو یہ برداشت نہ تھا کہ فضیلتِ علیؑ میں کوئی حدیث بیان کی جائے ایسے بھی مسلمان تھے کہ جو یہ چاہتے تھے کہ دنیا کو یہ نہ معلوم ہو سکے کہ رسولؐ کی کوئی بیٹی بھی تھی۔ ایسے بھی مسلمان گزرے کہ جن کو یہ برداشت نہ تھا کہ دنیا یہ جانے کہ رسولؐ کا کوئی بھائی بھی تھا رسولؐ کے کوئی نواسے بھی تھے۔ جیسے کفارِ قریش نے بڑی دولت خرچ کی بڑی طاقت صرف کی لا الہٰ الا اللہ عام نہ ہونے پائے۔ اسی طریقہ سے مسلمانوں کے ایک بڑے طبقے نے وفاتِ پیغمبر اسلام کے بعد بڑی کوشش کی کہ کوئی نامِ علیؑ لینے نہ پائے۔ ذکر محمدؐ و آل محمدؐ کرنے نہ پائے۔ لیکن جیسے لا الہ الا اللہ کی تبلیغ کے سلسلے میں پیغمبرؐ نے ہر مصائب برداشت کئے۔ لیکن ذکر جاری رکھا۔ اسی طرح محبان آل رسولؐ نے مسلسل مصائب برداشت کئے مگر ذکرِ علیؑ جاری رکھا سولی چڑھائے گئے مگر علیؑ کا ذکر کرتے گئے۔ جلائے گئے مگر ذکر کرتے گئے۔ سنگسار کئے گئے ہیں علیؑ کا ذکر کرتے گئے۔ گردنیں کاٹی گئیں مگر علیؑ کا ذکر کرتے رہے تو جیسے کفار و مشرکین نے پیغمبر اسلامؐ کے سامنے سر جھکا دیا کہ یہ کلمہ رکنے والا نہیں ہے اسی طرح سے

دنیائے اسلام نے دشمنانِ علی نے بھی سر جھکا دیا ہے۔ ذکر علیؑ رکنے والا نہیں ہے۔

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے اتنا ہی یہ ابھرے گا۔ جتنا کہ اسے دبائیں گے۔ اور یہ ہی لچک ذکر محمدؐ و آل محمدؐ میں نظر آتی ہے۔ اسلام ۷۳ فرقوں میں ہر فرقے کے منبر سے یہ آواز بلند ہے کہ اگر اسلام کلمہ حق و دین خدا نہ ہوتا تو جتنی مخالفت جم کے اسلام کی کیگئی مشرکین اور کفار کی طرف سے یہ اسلام مٹ جاتا ختم ہو جاتا۔ اسلام کو فنا ہو جانا چاہیئے تھا۔ آج نہ کوئی اللہ اکبر کہنے والا ہوتا اور نہ کوئے رسولؐ اسلام کا نام لینے والا ہوتا اور نہ کوئی لا الہٰ الا اللہ کہنے والا ہوتا۔ تائید خدا شامل ہے اسلام کے ساتھ کیونکہ اللہ ہی کا دین ہے۔ چونکے خدا چاہتا تھا کہ اس کا دین پھیلے۔ دین بچ گیا۔ مسلمان باقی رہ گئے کلمہ گو پھیل گئے ساری دنیا پر تو یہ مسلمہ ہے تمام مسلمانو کا کہ اتنی دشمنی کے بعد اسلام کا بچنا دلیل ہے کہ اسلام دین خدا ہے اور اسلام کو تائید خدا حاصل ہے علماء اسلام منبروں سے کہتے ہیں کہ اسلام کی مخالفت نہ کرو یہ ہندوؤں کا دین نہیں ہے یہ اللہ کا دین ہے اللہ اس دین کو باقی رکھنا چاہتا ہے۔ اللہ جس کو باقی رکھنا چاہے اس کو کون مٹا سکتا ہے میں ان ہی فقروں کو دھرا رہا ہوں ان فرقوں کے خطیبوں کے سامنے کے جس طرح اسلام کو دبانے کی کوشش کی گئی اسی طرح ذکرِ آل محمدؐ کو بھی دبانے کی کوشش کی گئی لیکن آج ذکر کا باقی ہونا کیا اس کی دلیل نہیں ہے کہ خدا خالی اسلام باقی نہیں چاھتا بلکہ اسلام معہ ذکر آل محمدؐ رکھنا چاہتا

تھا۔ خدا یہ چاہتا ہے کہ اسلام میں ذکرِ آلِ محمدؐ باقی رہے۔ اہلبیتؑ کا ذکر ہوتا رہے خدماتِ آل محمدؐ بیان کی جاتی رہے کتنی دشواریاں آئیں کتنی مشکلیں پڑیں۔ سلطنتوں نے جم کر مقابلہ کیا خزانوں کے خزانے خالی کر دیئے گئے دولتیں لٹادی گئیں تلواروں پر سیقلیں کی گئیں گردنیں قلم کی گئیں زبانیں کاٹی گئیں کہ ذکرِ محمدؐ وآلِ محمدؐ نہ ہو لیکن ذکر آج بھی باقی ہے جس طرح اسلام تائید خدا سے باقی ہے اسی طرح سے ذکرِ محمدؐ آلِ محمد بھی تائید خدا سے باقی ہے۔ اگر اجازت ہو تو میں ان علماؤں سے کہوں کہ ذکرِ محمدؐ وآل محمد کی مخالفت نہ کرو۔ یہ ذکر رہم نہیں کرتے یہ ذکر خدا چاہتا ہے۔ اگر خدا نہ چاہتا تو جس طرح کفار و مشرکین کی مخالفت سے اسلام نہیں بچ سکتا تھا اسی طرح مسلمانوں کے ظلم سے یہ ذکر نہیں بچ سکتا تھا۔ اب آپ انصاف سے بتائے کہ آپ ان کو اچھی نظر سے دیکھتے ہیں جو کلمے کو دبانا چاہتے ہیں۔ یا ان کو اچھی نظرر سے دیکھتے ہیں جو کلمہ پڑھتے چلے آرہے ہیں اب وہ اچھے ہیں جو ذکرآلِ محمد دبانا چاہتے تھے یا وہ بہتر ہیں جو ذکر آل محمد کرتے چلے آرہے ہیں۔ ایک وقت تھا کہ لا الہٰ الا اللہ پر پتھر آتے تھے۔ ایک وقت ہے کہ اب اس کلمہ پر کوئی پرسش نہیں ہوتی۔ ایک وقت سنا کہ علیؑ کی فضیلت بیان کرنے پر ظلم ہوتا تھا لیکن آج کوئی پرسش نہیں ہے تو جب موقع نہ تھا تو رسول نے تبلیغ کی اب موقع ہے جو تبلیغ نہ کرے اس بڑھ کر بد بخت کوئی نہیں ہے۔ جب زبان کٹتی تھی تو میثم نے دار پر چڑھ

کر حدیثیں بیان کیں آج کوئی پرسش نہیں ہے اور موقع ہے اگر آج اس کا ذکر نہ کیا جائے تو اس سے بڑھ کر تاریخ اسلام کے ساتھ بد دیانتی نہیں ہو سکتی۔ مجھے سخت حیرت ہے کہ ذکرِ آل محمدؐ پہنچا کیسے؟

اس لئے کہ جب پروپگینڈوں کی مشینری کام کر رہی ہو ستر ہزار منبروں سے علی ابن ابی طالب کی شان میں گستاخیاں کی جارہی تھیں مائیں بچوں کو یہ کہہ کر سلاتی ہوئی ڈراتی ہے کہ سو جاؤ ورنہ علیؑ آجائے گا یہ عالم ہے مولائے کائنات کی عداوت کا تاریخ اسلام میں بھی دولت اس پر صرف کی گئی کہ لوگ علیؑ کے فضائل نہ جان سکیں اتنا مال صرف کیا اتنی طاقت صرف کی زمانہ جاہلیت تھا پریس نہیں تھا کتابیں نہیں چھپ سکتیں تھیں ریڈیو نہیں تھا تقریر کی آسانیاں نہ تھیں مگر ہزاروں لوگ اس پر مامور تھے کہ قریوں میں دیہاتوں میں شہروں میں جا کر بتائیں کہ معاذ اللہ میں کہہ نہیں سکتا۔ آپ جانتے ہیں کہ کیا تصویر پیش کی گئی علیؑ ابن ابی طالبؑ کی۔ اور آج جب ہم ان کتابوں کو اٹھا کر دیکھتے ہیں جن کو اس دور میں علماء اہل سنت نے لکھا ہے کہ تو ہمیں اس میں فضائل علیؑ ملتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ یہ کیا معاملہ ہے حکومت کوشاں ہے کہ فضیلت چھپائی جائے کتاب لکھی اس مقصد سے جارہی ہے۔ فضائل دبائے جائیں لیکن فضائل جلوہ گر نظر آرہے ہیں کوئی طاقت تھی جو لکھوا رہی تھی کوئی قوت تھی جو فضائل کی حفاظت کر رہی تھی۔ وہ قوت کون ہو سکتی ہے سوائے جناب

باری کے اور علیؑ کے فضائل کیسے چھپتے علیؑ کا ذکر کیسے رہتا اس لئے کہ محمدؐ عربی نے نعرہ بلند کیا تھا قولو لا الہٰ الا اللہ تو سب ہی پر سناٹا تھا کوئی تائید کرنے پر تیار نہ تھا۔ اگر کسی نے تائید کی تو ذات علیؑ ابن ابی طالبؑ تھی تو علیؑ نے تائید کی پیغمبرؐ اسلام کی اور صرف تائید ہی نہیں فرمائی بلکہ نصرت کا وعدہ کیا اور اسے پورا اور صرف رسولؐ ہی کے ساتھ پورا نہیں بلکہ آج تک وہ وعدہ باقی ہے جو بھی دل سے پکارتا ہے وعدہ پورا ہوتا ہے اب آپ اس انداز کو دیکھئے کہ جس نے ذکرِ خدا بچایا جس نے رسولؐ کی حفاظت کی جس نے لا الہٰ الا اللہ کے لئے جنگیں لڑیں۔ سینہ سپر ہو کر آ گیا کہ میں نام خدا بچا کر رہوں گا۔ اور بندہ ہو کے نام بچا لے گیا۔ بندے نے خدا کا نام بچایا۔ اے مسلمانوں اگر علیؑ نہ ہوتے تو آج تمہارے کانوں تک لا الہٰ الا اللہ کی صدا نہ آتی۔

تو عقل و ہوش سے کام لو علیؑ بندے تھے خدا نہ تھے مگر بندے نے خدا بچا لیا۔ بندہ اتنا قادر کہ اتنی دشمنی کے باوجود اتنی مخالفت کے باوجود نام خدا بچا لے۔ تو اگر خدا عادل ہے تو اسکی عدالت کا انصاف کیا ہے کہ اے بندے تو نے میرا نام بچایا ہے میں تیرا نام و تیرا ذکر بچاؤں گا۔ علیؑ بندہ ہو کے ذکر خدا بچا لے تو پھر وہ خدا خدا کہاں رہے گا جو نامِ علیؑ نہ بچائے جب تک ذکر علیؑ ہے جب تک نام علی زبانوں پر ہے۔ یہ ہی دلیل ہے اس کے وجود کی۔ اگر خدا نہ ہو تو ذکر علیؑ مٹ گیا تھا۔ خدا کے وجود کی دلیل ہے تذکرہ علیؑ وہ جو مسلمان علیؑ پر

ایمان رکھتا ہے وہ خدا پر ایمان رکھتا ہے۔ اور جس کا ایمان علیؑ پر ہی نہیں اس کا ایمان خدا پر کیسے؟ ربط ملا کس سے؟

برادرانِ ملت اسلامی کبھی آپ نے اس پہلو پر بھی غور کیا کہ آج بھی اقلیت علیؑ والی کہلاتی ہے۔ آج بھی اقلیت اللہ والی کہلاتی ہے اکثریت بندوں کی لا الہ الا اللہ نہیں کہتی تو اکثریت نے انسانوں کی کلمہ کا اعتراف نہیں کیا؟۔ تو اگر مسلمانوں کی اقلیت کا اعتراف خدا دلیل ہے وجود خدا کی تو اسی اقلیت کا اعتراف فضیلت علیؑ دلیل ہے فضیلت کی۔ اس کو آپ یہ کہکر نہیں ٹال سکتے کہ تھوڑے سے ہیں تھوڑے سے نہیں ہیں۔ یہ بہت ہیں جو مظالم ہوئے ہیں ان کے بعد ایک بھی نہ رہنا چاہیئے تھا۔ جو صدائیں ذکر علیؑ کی ملیں ہیں۔ ان صداؤں کے بعد کسی کو بھی باقی نہ بچنا چاہیے تھا مگر آج اتنے بیان کرتے ہیں بیان کرنے والوں کی تقدیر کا کیا کہنا! کہ وہ فضلیتِ علیؑ بیان کرتے ہیں۔ مگر مجھے تو سننے والوں کی تقدیر پر رحم آتا ہے کہ مانتے ان کو ہیں جو یہ ذکر پسند نہیں کرتے تھے۔ مگر یہ ذکر سنے بغیر چارہ نہیں ہے۔ ذرا ذکرِ علیؑ کی مختاریت دیکھئے۔ اور دشمنِ علی کی مجبوری دیکھئے۔ جو نام علیؑ سننا نہیں چاہتا تھا اس کو آج نام علیؑ سننا پڑتا ہے۔

کیوں سننا پڑتا ہے؟ یہ خدا ہی جانے لیکن اس نے کہا بندے سے میرا ذکر بچایا میں بندے کا تذکرہ بچاؤں گا اسی لئے کہ ذکر علیؑ ہی وہ ہے جو گمراہی سے نکالتا ہے ذکر علیؑ ہی وہ ہے جو گمراہی سے ہدایت کے راستے کو ممتاز کرتا

ہے۔ذکر خدا امتیاز کرتا ہے جھوٹے خداؤں سے۔
قد تبین رُشد من الغئی یعنی اللہ نے رُشد کو گمراہی
سے الگ کر دیا۔کیسے الگ ہوا؟ کہا پیغمبرؐ نے نعرہ بلند کیا قولو لَاالہ الااللہ
جو مسلمان ہوئے انھوں نے لااِلہ الااللہ کہا انھوں نے محمدالرسول
اللہ کہا مجھے ایک بات کا جواب دے دیجئے۔آج سارے مسلمان رشد سمجھتے
ہیں اشھدان لاالہ الا اللہ رشد سمجھتے ہیں اشھد ان محمد الرسولااللہ
کو یہ کلمہ ہے کس کا؟ کتب کا مطالعہ کیجئے۔ذوالعشیرہ میں دعوت کی اور پیغمبر
اٹھے اور اٹھ کر کیا نعرہ بلند کیا ہے۔کیا پیغمبرؐ نے فرمایا اشھد ان لا الہٰ الا اللہ اگر
ایک تاریخ سے ثابت کر دیجئے مذہب بدل دوں گا۔پیغمبرؐ نے کہا۔پیغمبرؐ کی
زبان اقدس پر جو کلمہ ہے وہ یہ ہے قولو لا الہٰ الا اللہ کہو کہ کوئی خدا نہیں
ہے سوائے اس خدائے وحدہٗ و یکتا کے پیغمبرؐ نے فرمایا قولو لا الہٰ الا اللہ کہو
کوئی خدا نہیں ہے۔کسی نے کہا اس مجمع میں؟ کسی نے کہا۔ایک دس برس کا بچہ
اٹھا۔اور اس نے اٹھ کر کہا اشھد ان لا الہٰ الااللہ پیغمبرؐ اسلام کے ذہن
اقدس سے جو کلمہ جاری ہوا وہ کلمہ ہے قولو لا الہٰ الا اللہ اس لئے کہ فرق
ہے قولو میں اشھد ان میں اگر نبیؐ پہلے کہہ دیتے اشھد ان تو مسلمان
ہوتے رسولؐ نہ ہوتے رسولؐ مسلمان نہ تھے رسول تھے فرق ہے رسولؐ میں
اور مسلم میں۔مسلمان وہ ہے جو اسلام قبول کرتا ہے اور رسول وہ ہے جو اسلام

قبول کراتا ہے اس لئے فرمایا قولو کہو کہو کسی نے نہ کہا کوئی جانتا ہی نہ تھا کہتے کیا
؟ مسلمان بنانے آیا تھا رسول لیکن لوگوں کو معلوم ہی نہ تھا مسلمان بننے میں کہا
کیا جاتا ہے؟ علیؑ نے کہا علیؑ نے تہذیب سکھائی۔کہا اشھد ان لا الہ الا
اللہ میں گواہی دیتا ہوں کوئی خدا نہیں سوائے خدائے وحدہ لاشریک کے۔

اے کلمہ گو مسلمانو بغیر اشھدان لا الہٰ الا اللہ کہے کیسے مسلمان ہو
گے؟ کہا نہیں ہو سکتے یہ کلمہ کہا کس نے؟ علیؑ نے تو علیؑ کی نقل کر کے تو مسلمان
ہوئے ذوالعشیرہ میں حکم ہوا کہ تبلیغ کیجئے۔پیغمبر اسلام نے آغازِ تبلیغ فرمایا قولو لا
الہٰ الا اللہ علیؑ اٹھے اشھد ان لا الہ الا اللہ اور اسکے بعد ارشاد فرمایا
اشھدان محمد رسول اللہ میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ الرسول
اللہ، اللہ کے رسول ہیں اے مسلمانوں یہ کلمہ ہے علیؑ کی ایجاد علی کی پیروی کئے
بغیر تو مسلمان بھی نہیں رہتے اسی کلمہ نے گمراہی سے ہدایت کو ممتاز کیا تو گمراہی
سے ہدایت کو ممتاز کرنے والی ذات کون تھی؟ پیغمبرؐ ہر گز نہیں پیغمبر نہیں تھے پیغمبر
تو پیغام لائے تھے جس نے تصدیق کیا اس نے گمراہی سے ہدایت کو الگ کیا۔
کلمہ بتایا علیؑ نے۔تمام اسلام کی تاریخیں لکھتی ہیں کہ جب علیؑ ابن ابی طالبؑ
نے اللہ کی وحدانیت اور رسولؐ کی رسالت کی گواہی دی تو پیغمبرؐ پھر اٹھے کہا یا
علیؑ آج سے تم ہی میرے بھائی ہو تم ہی میرے وصی تم ہی میرے جانشین ہو۔تم
ہی میرے خلیفہ ہو تم ہی اس اللہ کے ولی ہو۔یہ کہا پیغمبرؐ نے برادران اسلام

ٹھنڈے دل سے غور کیجئے گا۔علیؑ نے کہا اشھدان لا الہ الا اللہ ۔علیؑ نے کہا اشھد ان محمد رسولؐ اللہ،علیؑ نے کہا اشھدان محمدؐ رسول اللہ تو اتنا کلمہ تو پڑھتے ہو۔یہ علیؑ کا پڑھا ہوا ہے۔یہ علیؑ کی پیروی ہے نبیؐ نے صرف ایک بات کہی کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم ہی میرے وصی ہو میرے خلیفہ ہو، جانشین ہو۔میری منزل سنو! کہ جس نے خدا کی وحدانیت کا اقرار کیا جس نے محمدؐ عربی کی رسالت کا اقرار کیا۔اس نے علیؑ کی پیروی کی کیونکہ علیؑ کے کہنے سے کہا لا الہٰ الااللہ علیؑ کے کہنے سے کہا محمدؐ رسول اللہ اب جس نے علیؑ کو وصی مانا خلیفہ جانا اس نے محمدؐ کی بات پر اعتبار کیا۔ذوالعشیرہ میں ہی رسولؐ نے علیؑ کی خلافت کا اعلان کر کے بتا دیا کہ اگر خدا کو ایک مانا اگر مجھے مانا تو یہ علی کا ماننا ہے تم نے علیؑ کی بات مانی اب اگر علیؑ کو خلیفہ، تو یہ میری بات ماننا ہے۔میں پوچھتا ہوں کتنے مسلمان نہیں جو محمدؐ عربی کو مانتے ہیں کتنے ماننے والے ہیں ۷۳فرقے پورے کہیں گے ہم ہیں رسول کے ماننے والے۔تو کہتے ہی تو ہو کہ رسولؐ کو مانتے ہیں ماننا تو جب ہے جب رسول کی بات مانو۔رسولؐ کی بات ماننے والا وہ گروہ ہے جو علیؑ کو خلیفہ بلافصل مانتا ہو علیؑ نے گواہی دی اشھد ان لا الہٰ الااللہ و اشھدان محمدؐ الرسول اللہ یہ علی کا کلمہ ہے۔رسول نے کہا علیؑ وصی بھی ہے خلیفہ بھی ہے جانشین بھی ہے اور پیغمبرؐ کا قول ہے جس کا جی چاہے مانے جس کا جی چاہے نہ مانے علماء آپ کو یہ سمجھاتے

ہیں۔شیعہ مبلغین شیعہ علماء شیعہ ذاکرین منبروں سے جھگڑا کراتے ہیں خلافت علیؑ کے سلسلہ میں۔ہم کیوں جھگڑا کریں گے ہم نبیؐ ہیں نہ رسول ہیں ہم سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

یہ سمجھا کے مسلمانوں کو حق کی طرف آنے سے روکا جاتا ہے۔یہ شیعہ سنی جھگڑا خلافت کا جھگڑا ہے شیعوں اور سنیوں کا جھگڑا ہے کیسے شیعہ حضور کیسے سنی۔بات سمجھنے کی کوشش کیجئے شیعہ سنی جھگڑا کہاں سے آیا۔شیعہ بھی کچھ باتوں کے ماننے والے کو کہتے ہیں۔اور سنی بھی اسلام کے کچھ حقائق کے ماننے والوں کو کہتے ہین۔ہمارا آپ کا کوئی جھگڑا ہی نہیں ہم سیدھے سادھے مسلمان چودہ سو برس کے بعد پیدا ہوئے ہیں ہم بیچارے تو جو بتایا گیا اس کو مانا۔اپنی اپنی تقدیر ہے کوئی کہیں پیدا ہوا ہے کوئی کہیں پیدا ہوا ہے۔اللہ جل شانہ رحمٰن و رحیم ہے چونکہ وہ جانتا تھا کہ ہر گھر میں بچے پیدا ہوں گے تو کہا دین کو ۱۴برس کے بعد واجب کروں گا جب تمھاری عقل پختہ ہو جائے۔اگر ماں باپ کی گود والا اسلام چاہتا خدا تو بچپنے سے نماز واجب کر دیتا نماز بچپنے سے واجب نہیں کی۔سنِ بلوغ کو پہنچ جاؤ سوچنے سمجھنے کے قابل ہو جاؤ تب نماز پڑھنا۔یہ دلیل ہے کہ ماں باپ کی نماز اللہ نہیں پڑھوانا چاہتا تم اپنی عقل سے سمجھو کہ صحیح نماز کیا ہے۔ہدایت والی نماز پڑھنا ماں باپ کے گود والی نماز نہ پڑھنا اب ہدایت کو ممتاز کر دیا گمراہی سے جب عقل پختہ ہو جائے تو غور کر لینا۔سوال یہ ہے کہ

جھگڑا کہہ کر جذبات مشتعل کر دیئے جاتے ہیں شیعہ سنیوں کی لڑائی چلی آ رہی ہے۔ بابا شیعہ کبھی کسی سے کبھی نہیں لڑتے ہیں صفائی کا تو حق ہے۔ اس لئے کہ خلافت کا جھگڑا تو ہمارا جھگڑا ہی نہیں ہے ہم سے قسم لے لو قرآن کی ہم سے قسم لے لو اس خدا کی جس کے قبضہ میں ہماری جان ہے۔

ہم نے کسی کو خلیفہ نہیں بنایا۔ یہ ایک بہت بڑی غلط فہمی ہے۔ اکثر یہ ہی بتایا جاتا ہے کہ شیعہ جھگڑا کرتے ہیں خلافت کے بارے میں ہم کیوں جھگڑا کریں گے ہم نے بنایا ہوتا تو جھگڑا کرتے اور اگر کسی تاریخ سے کوئی ثابت کر دے کہ پیغمبر کی زندگی میں۔ یا پیغمبر کی وفات کے بعد شیعہ کبھی کہیں جمع ہوئے ہوں؟ خلیفہ رسول چننے کے بعد رسول کا نائب منتخب کرنے کے لئے اپنے زمانے کا ہادی انتخاب کرنے کے لئے تو سب سے پہلا آدمی میں رہوں گا۔ جو مذہب شیعہ چھوڑ دوں گا شیعوں نے تو بنایا ہی نہیں۔ کسی کو نہیں بنایا کبھی نہیں بنایا۔ جھگڑا کیا؟ بنایا غیر شیعہ مسلمانوں نے وفات پیغمبرؐ کے بعد شیعوں کے بنائے ہوؤں کو مانا نہیں۔ ہماری خطا یہ ہے کہ ہم نے اکثریت کے فیصلے کو مانا نہیں۔ اور کوئی خطا نہیں۔ جھگڑا چاہتے تو ہم بھی کوئی بنا کر لاتے شیعہ سنی جھگڑا تو خلافت میں جب ہوتا جب سقیفہ میں انصار و مہاجرین جمع تھے۔ سلمان و ابوذر و حذیفہ و مقداد ابوایوب انصاری وغیرہ کہیں الگ بیٹھتے تم الگ بناؤ ہم الگ بنائیں۔ تب تو مسلمانوں کے دو گروہوں کا جھگڑا ہوتا۔ بنایا انصار و مہا

جرین نے سلمان نے مانا نہیں۔ مقداد و ابوذر و ایوب نے مانا نہیں۔ حذیفہ نے مانا نہیں۔ اب ان سے پوچھئے کیوں نہیں مانا۔ یہ نہیں ہے کہ خالی ہماری ضد ہے کہ ہم نہیں مانتے اس دور کے اصحاب تھے جنھوں نے نہیں مانا ہم نے ان سے پوچھا آپ نے کیوں نہیں مانا تو انھوں نے کہا ہم نے اس لئے نہیں مانا کہ پیغمبرؐ اسلام علیؑ کی خلافت کا اعلان کر چکے تو جھگڑا مسلمانوں کے دو گروہوں کا نہیں ہے جھگڑا ہے اعلان رسول کا۔ اب امت کا خلافت کا جھگڑا شیعہ سنیوں کا جھگڑا نہیں ہے۔ خلافت کا جھگڑا ہے امت اور نبوت کا۔

نبیؐ نے اعلان کیا کہ میرے بعد علیؑ خلیفہ ہے امت نے کہا کہ ہم خود انتخاب کریں گے۔ تو یہ لڑائی رسولؐ اللہ اور اصحاب کے درمیان ہے ہم کہاں سے بیچ میں آئے؟ ہماری بس خطا یہ ہے کہ ہم نے اصحاب کی بات نہیں مانی۔ رسولؐ کی بات مانی اگر ہم نے کلمہ میں اصحاب کا نام لیا ہوتا تو ہم اصحاب کی بات مانتے۔ لیکن ہم نے کلمہ محمدؐ کا پڑھا تھا اس لئے محمدؐ کی بات مانے یہ ہی نہیں کہ خالی سلمان نے نہیں مانا یہی نہیں کہ مقداد و ابوذر نے نہیں مانا بلکہ رسولؐ کی اکلوتی چہیتی بیٹی نے بھی نہیں مانا جناب فاطمہؑ الزہرا نے بھی نہیں مانا۔ امام حسنؑ مجتبیٰ نے نہیں مانا۔ امام حسینؑ نے نہیں مانا۔ یہ ہمارا جھگڑا نہیں ہے۔ جھگڑا ہے نبیؐ اور اصحاب کا نبی کہہ گئے تھے میرے بعد میرا جانشین علیؑ ہے۔ اصحاب نے کہا نہیں ہم چنیں گے تو جھگڑا تو نبیؐ سے ہوا ہم غریبوں سے کیا؟ ہم وہ مانتے

ہیں جو نبیؐ نے کہا ہم تو وہ مانتے ہیں جو نبیؐ کی بیٹی اور نواسوں نے مانا۔

ہم کو جانا ہے جنت ہم نے اسلام قبول ہی اس لئے کیا کہ جنت جائیں۔ تو جسکو سرداران جوانان جنت نے مانا ہم نے اسے مان لیا۔ نبیؐ کہہ گئے تھے حسنؑ اور حسینؑ سرداران جوانانِ جنت ہیں انھوں نے اپنے باپ کی مانا۔ اب معاذ اللہ صحیح مانا کہ غلط مانا۔ نانا جانے نواسے جانے اصحاب جانے اُمت جانے ہم نے تو یہ دیکھا کہ یہ ہیں سرداران جنت جو یہ مانتے جائیں ان کے پیچھے چلے چلو اندھا کیا چاہتا ہے؟ دو آنکھیں۔ ہم مسلمان ہوئے تھے جنت جانے کے لئے اس لئے ہم نے بھی سرداران جنت کی ہاں میں ہاں ملا دی تو جھگڑا ہم سے نہیں ہے۔ ہم کو کچھ نہ کہیئے ہم بڑے مظلوم ہیں ہماری کوئی خطا ہی نہیں ہے۔ جو کہنا ہو رسولؐ عربی کو کہیئے جو کہنا ہو اس اللہ کو جس نے حکم دیا۔ جو کہنا ہو اس رسول کو کہیئے جس نے علیؑ کے لئے اعلان کیا جو کہنا ہو اس رسول کی بیٹی کو کہیئے جس نے علیؑ کو جانشین پیغمبرؐ مانا جو کہنا ہو حسنینؑ کو کہیئے۔ کہیئے تو پتہ ہی چلے کے کہنے کا مزہ کیا ہے ہم نے کچھ مانا۔ یہ ہیں شامل پنجتن میں۔ اب جو یہ مانے وہ رشد ہے کس مسلمان کے منہ میں ۳۲ دانت ہیں جو یہ کہہ سکے کہ پنجتن جسکو مانے وہ رشد نہیں کیونکہ جو پنجتن کی بات نہ مانے وہ غئی۔ لہذا اپنے عقیدے کی اصلاح کر لیجئے۔ کہیں ایسا تو نہیں جدا ہوا اسکا حق باطل سے اور ہم باطل کی گاڑی میں بیٹھے جا رہے ہیں اور فرنٹ گھما دیا گیا ہو۔

حضور فاطمہؑ سے بہتر کون سمجھا سکتا ہے کہ رُشد کیا ہے اور غئی کیا ہے۔ رسولؐ کی بیٹی کی سیرت اُٹھا کر دیکھ لیں۔ کہا مانا رسولؐ کی بیٹی نے اگر مان لیتی رسولؐ بیٹی تو دروازے پر لکڑی جمع نہ ہوتی پہلو پر دروازہ نہ گرایا جاتا۔ سزا اسی کو دی جاتی ہے حکومت کی طرف سے جو حکومت کی بات نہیں مانتا۔ کہا وہ تو اس لئے ہوا کہ علیؑ کو بلایا جا رہا تھا کہ علیؑ کو حوالے کر دیجئے۔ شہزادی نے انکار کیا اس لئے دروازہ گرایا۔ تو اگر شہزادی نے تسلیم کر لیا ہوتا بعد نبیؐ رہبر تو یہ آل محمد کا کردار یہ نہیں ہے کہ مان کے پھر انکار کرے تو حوالے کر دیتی ابوالحسن کو لیکن حوالے نہیں فرمایا۔ تو دروازہ گرایا گیا۔ مسلمانوں انصاف سے اپنے دل پر ہاتھ رکھنا۔ اللہ نے تمھیں اولاد دی ہے۔ صاحبان اولاد سے پوچھتا ہوں کہ اپنے گھر جا کر اپنی بیٹیوں کے چہرے دیکھنا اور اس کے بعد انصاف کرنا کہ اگر تمھارے مرنے کے بعد اگر تمھاری بیٹی پر کوئی ظلم کرے تو قبر میں تمھاری کیا حالت ہوگی۔ تو رسولؐ کی اکلوتی بیٹی لوگ کہتے ہیں کہ اور بیٹیاں بھی تھیں بعض لوگوں کو ڈبل آنرل گیا کیا کہنا وہ بیٹی صدیقہ تھی۔ ٹھیک ہے اگر آپ کہتے ہیں اور بیٹیاں تھیں چلئے تھیں۔ مان نہیں رہا ہوں دلیل کیلئے کہہ رہا ہوں۔ لیکن سب صدیقہ تو نہ تھی۔ سب طاہرہ تو نہ تھیں۔ اگر صدیقہ ہوتیں تو نساء کیلئے مباہلے میں لے آتے نبیؐ۔ پیغمبرؐ تو لائے ہیں کس کو آپ مضمون لکھنے بیٹھے تو لکھ دیجئے قلم آپ کے ہاتھ ہے آل محمد پر مظالم کا سلسلہ جاری ہے آپ لکھ دیجئے اور

بھی بیٹیاں تھی ہونگی مگر ایسی نہ تھی کہ نبیؐ مباہلے میں لاتے صدیقہ نہیں تھی اسی لئے نہیں لائے۔تو جو مباہلے میں لائے وہ صدیقہ مانتے ہیں آپ؟ کہا مانتے ہیں۔میں آپ سے کہوں گا حدیث کساء پڑھکر دیکھئے۔شہزادی نے کیا کہا ہے۔ابی کا لفظ استعمال کیا ہے عربی جاننے والے سمجھ لیں گے۔ابی کہا ہے۔میرے باپ اگر اور بیٹیاں ہوتی تو خالی ابی نہ فرماتی شہزادیؑ ہمارے باپ کہتی۔میرے باپ کہہ کر بتا دیا کہ اور بیٹیاں نہیں تو پھر ہمارے کا لفظ کیسے استعمال کروں؟

حدیثِ کساء نے وضاحت کر دی کہ ایک ہی بیٹی تھی اور اس بیٹی نے انکار ہی نہیں کیا خلافتوں کا بلکہ تبلیغ بھی کی۔علماء سے جا کر پوچھئے یہ وہ واقعات ہیں۔علامہ شبلی نعمانی نے الفاروق میں لکھا ہے کہ ہاں رسول کی بیٹی کے پہلو پر دروازہ گرایا گیا ہے (انکار کی گنجائش ہی نہیں ہے) اور علیؑ کے گلے میں رومال ڈالا گیا اس سے ایسا صدمہ پہنچا تھا رسولؐ کی بیٹی کو کہ وفات پر جواب سلام نہ دیا۔دنیا یہ جانتی ہے کہ رسولؐ کی بیٹی کے باپ کا حکم ہے کہ سلام مستحب ہے مگر مسلمان کے سلام کا جواب واجب ہے اور رسول کی بیٹیؑ جیسے جواب نہ دے؟ اب ان منزلوں میں آپ سوچئے گا کہ عجیب و غریب منزل ہے۔سلام کا جواب نہ دیا۔اپنے عقیدوں کو درست کر لیجئے بخشوانے والا قبر میں کوئی نہیں۔اگر آئیں گے تو علیؑ آسکتے ہیں۔

خلوص اور ہمدردی سے مسلمانوں کے سامنے ان واقعات کو پیش کرتا

ہوں مگر وہ سمجھے کہ گمراہی سے ہدایت کو کیسے ممتاز کیا خدا نے۔شہزادی نے انتہائی صبر فرمایا۔اور آخر میں یہ نوحہ فرمایا کہ بابا اتنے مصائب آپ کے مرنے کے بعد ہوئے کہ وہ مصائب پہاڑوں پر پڑتے تو پرخچے اڑ جاتے۔بابا یہ مصائب اگر دنوں پر پڑتے تو رات میں تبدیل ہو جاتے۔مصائب شہزادی نے باپ کے مرنے سے پہلے بھی برداشت کئے فرق صرف اتنا ہے کہ مکّے میں جو مصائب بیٹی نے برداشت کئے وہ مصائب تھے کفار و مشرکین کے ہاتھوں لیکن باپ کے مرنے کے بعد مدینہ میں کیا کفار تھے مشرکین تھے؟ مسلمان تھے یہ مرثیہ مسلمانوں کیلئے پڑھا ہے بعض مسلمانوں سے وہ اذیت پہنچی کہ اگر پہاڑوں پر پڑتی تو اس کے پرخچے اڑ جاتے۔اب ذرا سوچو پیغمبر پر کیا گزری ہوگی جس نبی نے کہا تھا فاطمہؑ میرے دل کا ٹکڑا ہے جس نے اس کو اذیت دی اس نے مجھ کو اذیت پہنچائی۔اتنی اذیت پہنچی کہ شہزادی کو کہ مرنے کی دعا فرمائی تھی چنانچہ تاریخ میں یہ ہی لکھا ہے کہ ایک دن شہزادی گھر میں مصروف تھیں کہ علیؑ ابن ابی طالب گھر میں داخل ہوئے دیکھا کہ رسولؐ کی بیٹی بہ یک وقت کئی کاموں میں مصروف ہیں۔کہا اے رسول کی بیٹی ایک وقت میں کئی کاموں میں مصروف پایا۔کیا بات ہے کہا ابوالحسن آپ نے پوچھا ہے تشریف رکھیئے۔خاک پر دونوں بیٹھ گئے۔کہا میں بابا سے برابر فریاد کرتی رہتی تھی بابا اب مجھ سے مصائب نہیں برداشت ہوتے مجھے اپنے پاس بلا لو۔آج رات میں خواب میں بابا کو دیکھا اور میں لپٹ گئی۔آج میرے بابا نے وعدہ کیا ہے

کہ فاطمہؑ نہ گھبراؤ آج تم میرے پاس جنت میں ہوگی آج میری زندگی کا آخری دن ہے لہذا میں سب کاموں میں مصروف ہوں۔ میری چند وصیتیں ہیں سن لیجئے ۔میرا جنازہ شب میں اٹھائے۔ میری تدفین میں مسلمانوں کو شرکت کی اجازت نہ دیجیے۔ اللہ اکبر اتنا صدمہ لے کر گئیں رسولؐ کی بیٹی۔ فرمایا میرے شہزادوں کا خیال رکھئے۔ علیؑ ابن ابی طالبؑ اتنا روئے کے زمین آنسوؤں سے تر ہوگئی۔ شہزادی نے اسمأ سے کہا اسمأ مجھے یہاں جنازے اٹھنے کا طریقہ پسند نہیں ہے۔ میں وصیت کروں کہ پردہ شب میں میرا جنازہ اُٹھایا جائے اے اسماء جب میری وفات ہوجائے گی تو چند عورتوں کے نام لئے کہا کہ یہ عورتیں میرے جنازے میں شرکت کی کوشش کریں گی۔ گھر کی زنجیر لگا لینا اور اگر اصرار کریں تو کہہ دینا کہ میری وصیت ہے کہ میرے جنازے میں تم نہ آؤ اسماء کہتی ہیں کہ میں نے تابوت بنا کر دکھایا تو شہزادی مسکرا دیں مسکرا کر کہا اسماء جیسے تو نے میرا پردہ رکھا ویسے خدا تیرا پردہ رکھے میں کہوں گا شہزادی یہ دعا زینبؑ کو بھی دیتی جاییے شہزادی نے کہا اے اسماء میرے حجرے سے جب تک تسبیح کی آواز آتی رہے سمجھنا میں زندہ ہوں آواز بند ہو جائے تو سمجھ لینا کہ میں گذر گئی ہوں ایک مرتبہ اسماء نے محسوس کیا کہ آواز رک گئی ہے اتنے میں شہزادے گھر میں داخل ہوئے اسماء نے کھانا لا کر سامنے رکھ دیا حسنؑ نے کہا اسماء ارے کبھی بغیر ماں کے ہم نے کھانا کھایا ہے۔

چوتھی مجلس

بسم اللہ الرّحمٰنِ الرّحِیم

لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۚ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۗ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝

برادرانِ ملّت ! اس آیہ کریمہ کے ذیل میں مسلسل گفتگو جاری ہے۔ کلمہ پڑھ کر اللہ پر ایمان لے آئے۔ جھوٹے خداؤں کا انکار کر دیا گویا ہم نے اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لیا ہے۔ اس آیت سے خداوند عالم نے بندوں پر یہ واضح کرنا چاہا کہ ہم نے گمراہی سے ہدایت کو جدا کر دیا اب ہمیں تاریخ کی روشنی میں یہ ہی غور کرنا ہے کیا گمراہی سے ہدایت جدا ہوگئی ؟ جب گمراہی ہدایت سے علیحدٰہ ہوگئی تو پھر اب ہم کہیں دوبارہ گمراہی میں مبتلا نہ رہیں۔ یعنی ہم اگر کافر تھے مشرک تھے تو ہم گمراہی پر تھے ہمیں حق کا پتہ نہیں تھا ہمیں اس بات کی کوشش نہ تھی کہ دین حق کیا ہے دین خدا کیا ہے؟ تو ظاہر ہے ہم سزا کے مستحق تو ہوں گے روزِ محشر لیکن سزا ہی سزا بھگتنا پڑے گی اسی لئے ہمیں یہ احساس ہوگا کہ جس اللہ نے کائنات کو خلق کیا۔ اس نے تو اپنا دین اپنے انبیأ

Presented By: https://jafrilibrary.org

کے ہاتھ بھیجا ہم بدبختی بدقسمتی سے اسی دین سے سرفراز نہ ہو سکے۔ہم اس دین
کو قبول نہ کر سکے ہمارا انجام تو بد ہونا ہی تھا اور انجام بد ہوا۔لیکن کتنا افسوس ہوگا
ان مسلمانوں کو جنھوں نے قبول اسلام کیا۔اللہ کی وحدانیت کا اقرار کیا۔رسولؐ
کی رسالت کا قرار کیا۔اللہ پر ایمان لائے اور اس کے بعد انہیں محشر میں اندازہ
ہوا کہ ہمیں نجات حاصل نہیں ہو سکی۔ہم نجات یافتہ نہ ہو سکے ہمارا انجام بخیر نہیں
ہو سکا۔ایک تو جہنم جانے کا صدمہ ہوگا کہ ہم مسلمان ہو کے پھر حق پر کیوں نہیں
نہ باقی رہے۔تو حق تو یہ ہے کہ آج ہم ایمان کا جائزہ لے لیں۔آج ہم اپنے
عقائد کا جائزہ لے لیں آج ہم اپنے اسلام کا جائزہ لے لیں کہ کہیں ایسا تو نہیں
ہے کہ قبولِ اسلام کے بعد بھی ہم غلط راستے پر جا رہے ہیں؟

بڑی عجیب سی بات ہے لیکن اس بات سے کسی کو انکار کی گنجائش اس
لئے نہیں ہے کہ پیغمبرؐ اسلام اس بات کا اعلان فرما چکے میری وفات کے بعد میری
امت میں مختلف فرقے بن جائیں گے یہاں تک کہ امت ۷۳ فرقوں میں بٹ
جائے گی۔اس میں صرف ایک فرقہ ناجی ہوگا۔تو نجات ایک کو ملے گی اور زیادہ
تر فرقے گمراہ ہو جائیں گے۔تو جب اللہ نے رُشد ہدایت کو گمراہی سے جدا
کر دیا اور اگر اس نے جدا نہ کیا ہوتا تو ہم مسلمان کیسے بنتے؟ دین کا پانا اور ہے
دین پر باقی رہنا اور ہے۔یعنی خداوند عالم نے اپنے دین کو اپنے رسولؐ کے
ہاتھ بھیجا۔رسولؐ نے اس اللہ کے دین کو بندوں کے پاس پہنچایا۔پیغمبر اسلام کا

کام صرف اتنا تھا کہ اللہ لے دین، کو بندوں کے سامنے پہنچائے پیغمبر اسلام نے
رسالت کا کام بخیر و خوبی انجام دے دیا ایک ایک لفظ پہنچا دیا ایک ایک اصول
ایک ایک آیت پہنچا دی تو پیغمبرِ اسلام کی ذمہ داری تھی اللہ کا دین پہنچانا۔یہ
صرف پیغمبر کی ذمہ داری تھی یا اس سے پہلے بھی کچھ انبیاءؑ گذرے؟ پہلے بھی کچھ
رسول گذرے جو اللہ کا دین پہنچاتے رہے۔تو خود پیغمبر نے فرمایا ہے۔قرآن
مجید نے فرمایا ہے کہ اس سے پہلے بھی انبیاءؑ و رسول گذرے اور وہ اپنے اللہ کا
پیغام لاتے رہے۔یہ سارے انبیاءؑ دین حق کے انبیاء تھے یہ سارے انبیاءؑ دین
اسلام کے انبیاءؑ تھے یہ سارے رسول رسول اللہ کی طرف سے رسول ہوئے تو
پیغام لاتے رہے اور امت کے سامنے اللہ کا دین پہنچاتے رہے لیکن دشواری یہ
ہوتی رہی کہ انہوں نے نبی کا نام اپنے حافظوں میں مخصوص کر لیا لیکن نہ نبی کی
سیرت کو باقی رکھا اور نہ اللہ کی کتاب کو باقی رکھا۔

بس نبی کا نام زبان پر رٹتے رہے اور اپنے کو نبی کی امت کہتے
رہے۔لیکن اس نبی کا کردار بھی بدل دیا اس نبی کی سیرت بھی بدل دی۔اس نبی
کا دین، اصول و آئین بھی بدل ڈالے۔آپ کے سامنے وہ مذاہب باقی
ہیں۔یہودی جناب موسیٰؑ سے وابستہ ہیں۔جناب موسیٰؑ اسلام کے پیغمبر اللہ
کے رسول تھے جناب موسیٰؑ ہادی تھے ہدایت لیکر آئے تھے۔گمراہی سے ہدایت
کو جدا کرنے کے لئے آئے تھے۔آج یہودی موجود ہیں کیا گمراہی سے جدا

ہیں؟ سب مسلمانوں کے فرقے مل کر کہیں گے کہ یہودی گمراہ ہیں۔ کیوں گمراہ ہیں جب ایک نبی کو مان رہے ہیں؟ اور پھر اس رسول کو مان رہے ہیں کہ جس رسول کا ذکر قرآن میں ہے۔ یہودی کسی ایسے نبیؑ کے قائل نہیں ہیں جس کا ذکر قرآن مجید میں نہ ہو۔ اس نبیؑ کے ماننے والے ہیں جس میں نبی کا تذکرہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ اس نبیؑ کے فضائل قرآن میں بیان کئے گئے ہیں۔ مگر مسلمانوں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ یہودی گمراہی پر ہیں نجات نہیں پائیں گے۔ کیوں؟ اس لئے کہ باوجود اس کے کہ اس نبی کو مان رہے ہیں جس کا تذکرہ قرآن میں ہے مگر اس نبی کو مان رہے ہیں جس کی شریعت آگئی۔ تو وہ شریعت منسوخ ہوگی۔ جناب موسیٰؑ دین لائے کہاں سے لائے تھے جناب موسیٰؑ نے دین ایجاد نہیں کیا تھا۔ اللہ کے ہی احکام تھے مگر قرآن نے ان احکام کو منسوخ کردیا۔ قرآن کے احکام نافذ ہوگئے۔ شریعت محمدیؐ نافذ ہوگئی۔

یہ جو شریعت ہے نافذ ہوگی تو اس کے سامنے پچھلی شریعت منسوخ ہوگئیں، جیسے آپ کے قانون میں بھی ہوتا ہے کہ جب کوئی نیا قانون آجاتا ہے تو پچھلے قانون جو اس قانون کی زد میں آتے ہیں سب منسوخ ہوجاتے ہیں جب نیا قانون اسمبلی پارلیمنٹ پاس کردیتی ہے۔ اب آپ کسی عدالت میں بحث کرنے کے لئے جائیں۔ پرانے قانون کا سہارا لیکر تو سب آپ سے کہیں گے جناب یہ کیا کہہ رہے ہیں یہ سب ختم ہوچکا جس نے وہ قانون بنایا تھا اس

نے اس قانون کو منسوخ کردیا۔ جب بندے اپنے بنائے ہوئے قانون کو منسوخ کرسکتے ہیں تو کیا خدا اپنے بنائے ہوئے قانون کو منسوخ نہیں کرسکتا۔ خدا بھی منسوخ کرسکتا ہے اس لئے ایک شریعت کے بعد دوسری شریعت ناسخ نہیں رہتی پچھلی منسوخ ہوتی رہیں۔ لیکن آخری شریعت ہے پیغمبر اسلام کی آخر عیسائی جناب عیسیٰؑ کو مان رہے تھے لیکن مسلمان کہتے ہیں عیسائی گمراہ تھے کیوں گمراہ تھے؟ اس لئے کہ منسوخ شریعت بھی ایسی نہیں ہے جس کو عیسیٰؑ لائے تھے اب ناسخ شریعت نافذ ہوتی ہے تو اس کی پیروی ہوتی ہے منسوخ شریعت کی پیروی نہیں ہوتی۔ مسلمانوں سے ان کا ایمان پوچھنا چاہتا ہوں کہ جیسے موسیٰؑ کی شریعت منسوخ ہوگئی جیسے جناب عیسیٰؑ کی شریعت منسوخ ہوگئی۔ کیا ختمی مرتبت جناب محمد مصطفےٰؐ کی شریعت بھی منسوخ ہوسکتی ہے؟

اور اگر منسوخ ہوسکتی ہے تو منسوخ کرنے کا حق نہیں ہے؟ عیسیٰؑ کی شریعت کس نے منسوخ کی؟ خدا نے موسیٰؑ کی شریعت کس نے منسوخ کی؟ خدا نے کیونکہ منسوخ وہی کرسکتا ہے جو قانون بنانے کا حق رکھتا ہے۔ اسمبلی کے نمائندے قانون بناتے ہیں اسمبلی کے نمائندے ہی قانون کو منسوخ کرسکتے ہیں۔ عوام کو حق نہیں ہوتا قانون منسوخ کرنے کا قانون بنانے والا قانون منسوخ کرسکتا ہے اسلام کا قانون اشیاء نے نہیں بنایا اسلام کا قانون امتوں نے نہیں بنایا۔ اسلام کا قانون اللہ نے بنایا ہے۔ سوائے خدا کے کسی کو قانون

بنانے کا حق بھی نہیں ملا۔آدم سے لیکر خاتم تک کسی کو مجاز بھی نہیں دیا کہ قانون بنا سکے۔یقیناً خدا ہے۔اس نے قانون بنانے کا حق اپنے ہاتھ میں رکھا ہے تو اب شریعت محمدیؐ ناسخ ہے یا منسوخ؟اگر شریعت محمدیؐ منسوخ شریعت ہے تو کلمے سے محمدؐ عربی کا نام نکال دو۔کوئی حق نہیں ہے تمہیں محمدؐ کو رسول کہنے کا اس لئے کہ جب یہ طے کر چکے کہ ان کی شریعت منسوخ ہوگئی۔تو پھر جس کی شریعت نافذ ہو اس کا نام کلمے میں پڑھئے۔اور اگر رسول عربی کا نام کلمے میں پڑھتے جائیں تو قیامت تک جب تک کلمے میں مسلمان حضورؐ کا نام لیتا رہے گا۔حضورؐ کی شریعت پر عمل کرنا پڑے گا۔حضورؐ کی شریعت منسوخ نہیں ہے۔حضور کی شریعت قیامت تک کیلئے ہے۔دین اسلام قیامت تک کے لئے ہے۔اب نہ کوئی کتاب آئے گی نہ شریعت منسوخ ہوگی۔اور اگر کوئی شریعت منسوخ کردے تو وہ ناسخ نبی ہوگا۔تو اس کا نام کلمے میں لینا پڑے گا۔مسلمانوں شائد تمہیں یہ بات نہ بتائی گئی ہوگی جو میں بتانا چاہتا ہوں۔

ہمارا تو بچہ بچہ واقف ہے کہ وفات پیغمبرؐ کے بعد خلفاء اسلام نے ایک نعرہ بلند کیا کہ ہم نے حلال رسول کو حرام قرار دیا۔ہم نے حرامِ رسول کو حلال قرار دیا۔یعنی جو چیزیں محمدؐ عربی نے حلال کی تھیں اس کو خلفاء اسلام نے اپنے حکم سے حرام قرار دیا۔اور جس چیز کو شریعت محمدیؐ نے حرام قرار دیا تھا اس کو خلفاء اسلام نے اپنے حکم سے حلال قرار دے دیا۔تو حلالِ محمدؐ قیامت تک

حلال تھا۔مگر جانشینوں نے حلال کو حرام قرار دے دیا۔اور حرام محمدؐ کو حلال قرار دے دیا۔اگر یہ فخریہ جملہ ملیں تاریخ میں تو میری بات کا اعتراف کرنا۔اور اگر نہ ملے تو میری بات کو دیوار پر پھینک دینا۔مگر اتنا تو پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر حلال محمدؐ پر عمل کرنا ہے تو کلمے میں رسول کا نام لینا۔اور اگر حلال محمدؐ پر عمل نہیں کرنا ہے تو جس نے تبدیلی کی ہے کلمے میں اس کا نام لو۔تا کہ ہمیں معلوم تو ہو جائے کہ اب مسلمان نہیں رہے۔قرآنِ مجید کے بعد کوئی کتاب نہیں محمد عربیؐ کے بعد کوئی رسول نہیں یہ شریعت قیامت تک ناسخ ہے۔تو قانون بنانے والا خدا اور منسوخ کرنے والا بندہ؟اس لئے اسلام میں کلمہ پڑھوایا گیا ہے کہ پڑھو اشھد ان لا الٰہ الا اللہ یعنی ہم گواہی دیتے ہیں کہ کوئی خدا نہیں ہے سوائے خدائے واحد و یکتا کے گواہی تو دے دی ہے مگر گواہی قیامت تک نبھانا بھی پڑے گی۔ایسا نہ ہو کہ بیان دیتے بیان بدل جائے ایسا نہ ہو کہ ابلیس کی جرح سے ٹوٹ جاؤ۔تو بیان دینے کا کوئی فائدہ نہ ملے گا۔قیامت میں جب لا الٰہ الا اللہ کہا جائے تو باقی بھی رہنا ہے۔اسی لئے آیت میں ہے فمن یکفر بالطاغوت اور جن لوگوں نے جھوٹے خداؤں کا انکار کر دیا۔سچا خدا کون؟ وحدہٗ لاشریک جھوٹا خدا کون؟جو بھی اس کے مقابلے پر آئے جھوٹا۔تو خدا کو حق ہے قانون بنانے کا اب خدا کے قانون کو جو بدلے وہ خدا بن رہا ہے۔اس لئے کہ حلال و حرام رسولؐ کے نہیں ہے۔حکم

خدا یہ ہے جس چیز کو خدا نے کہا یہ حلال ہے اس کو رسولؐ نے کہا یہ حلال ہے۔ جس چیز کو کہا یہ حرام ہے۔ رسولؐ نے پہنچا دیا یہ حرام ہے۔ اب آپ اپنے علماء سے پوچھئے کہ سلسلہ خلافت میں کیا خلیفہ المسلمین میں کسی خلیفہ نے تخت حکومت پر بیٹھنے کے بعد یہ بھی کہا کہ ہم نے حلالِ رسول کو حرام قرار دیا۔ اور اگر وہ ہے کہ نہیں تو ان سے ایک لفظ پوچھئے کہ متاع کی آئت قرآن میں موجود ہے تو اسے خالی شیعہ ہی کیوں مانتے ہیں؟

اور فرقے کیوں نہیں مانتے کیا کوئی حدیث کو آئت منسوخ کر سکتی ہے مگر آئت کو حدیث منسوخ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ پیغمبرؐ اسلام نے کہا ہے کہ میری حدیث اگر مطابق قرآن ہو تو میرا قول، اس کا مطلب یہ ہے کہ نبیؐ کبھی خلافِ قرآن بولے ہی نہیں۔ تو نبیؐ خلاف قرآن نہ بولے تو وہ جانشین نبیؐ نہیں ہے وہ خود کوئی خدا ہے۔ جو کہہ رہا ہے کہ ہم نے حلال کو حرام کیا۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ علیؑ کا جلوہ دیکھ کر علیؑ کے کمالات دیکھ کر علیؑ کے معجزات دیکھ کر۔ آفتاب کو مغرب سے طلوع ہوتے دیکھ کر اگر نصیری علیؑ کو خدا پکار اُٹھے تو سب پیچھے پڑ گئے کہ کافر ہے۔ اور جو اُن خداؤں کو آج تک پوج رہے ہیں۔ جو حلال کو حرام کر گئے میں نے آپ کے لئے لمحۂ فکر یہ تلاش کیا ہے کہ ہم خالی ذکر کے لئے پیدا نہیں کئے گئے بلکہ فکر کے لئے پیدا کئے گئے ہیں آپ کو غور کرنا پڑیگا کہ مسائل کو شیعہ سنی جھگڑوں میں الجھا کر علماء نے ذہنوں کو پراگندہ کر دیا ہے میں

عرض کر چکا ہوں کہ ہمارا کوئی جھگڑا نہیں ہے۔ ہم نے کسی کو بنایا ہوتا تو جھگڑا ہوتا۔ علیؑ ابن ابی طالب سے تو کسی سے جھگڑا ہی نہیں ہے کیوں؟ اس لئے کہ علیؑ نے کوئی متعصب امت سے چاہا ہی نہیں۔ جھگڑا جب ہوتا جب علیؑ نے کچھ مانگا ہی نہیں ارے وہ مسلمانوں سے کیا مانگتا۔ جس کے جد نے امامت خدا سے مانگی جناب ابراہیم خلیل اللہ تھے۔

امامت دی گئی تو اولاد کے لئے مانگ لی مجھے کسی تاریخ میں بتا دیجئے کہ علیؑ کائنات کے امام بنے اور اولاد کے لئے دعا کی ہو۔ ارے جو خدا سے نہ مانگے وہ مسلمانوں سے کیا مانگے گا۔ علیؑ نے نہ کچھ اُمت سے مانگا اور نہ محتاج تھے اُمت کے۔ تو نہ علیؑ کا جھگڑا ہے اور نہ علیؑ والوں کا جھگڑا ہے یہ سارے جھگڑے اللہ تعالیٰ جل شانہٗ کے ہیں۔ کیوں؟ اس لیے کہ اس نے جو قانون بنایا نبیؐ نے وہ قانون بتلایا۔ نبی کو پتھر مارے نبی نے کسی کا کیا بگاڑا تھا۔ کسی کا گھر جلایا تھا یا نبی نے کسی کو اذیت پہنچائی تھی۔ ختمی مرتبت تو رحمۃ للعالمین تھے۔ کسی کو گزند نہیں پہنچایا رسول کی ذات سے فائدے ہی پہنچے نقصان نہیں پھر بھی لوگ دشمن؟

یہ کیوں دشمن تھے؟ اسی لئے کہ یہ ہمارے خداؤں کو بُرا کہتے ہیں پیغمبرؐ تو ان کی بھلائی کے لئے خدا پر ایمان لانے کی تبلیغ کریں اور مشرک نبیؐ پر الزام دیں کہ یہ ہمارے خداؤں کو برا کہتے ہیں۔ یہ نعرہ کیوں بلند کیا گیا۔ تا کہ جو

۳۶۰ پتھر کے خدا ماننے والے ہیں۔وہ پیغمبرؐ کو برا کہنے والا سمجھتے ہیں اس لئے الزام دیا کہ یہ ہمارے خداؤں کو بُرا کہتے ہیں۔حالانکہ پیغمبرؐ ان کو بُرا نہیں کہتے تھے۔اپنے خدا کو پہچنواتے تھے مگر یہ جملہ تھا کفار و مشرکین کا اس میں سازش کی بات تھی تا کہ تلاش حق پیغمبر سے نہ سنے بلکہ جذباتی ہو جائیں کہ جو ہمارے خدا کو برا کہے۔ہم اسکی بات نہیں سنتے !اور پیغمبرؐ کے قریب نہ آسکے تا کہ اللہ پر ایمان نہ لا سکے اگر وہ اس جملہ پر اڑے رہتے تو نہ کلمہ پڑھتے اور نہ مسلمان ہوتے حق نہ ملتا معلوم یہ ہوا کہ جملہ تراشا گیا۔نبیؐ پیش کرتے تھے خدا برحق کی حقانیت مگر کفار کہتے تھے کہ ان کی نہ سنو یہ ہمارے خداؤں کو برا کہتے ہیں۔یہی جملہ کبھی مشرک کی زبان پر تھا وہی جملہ آج مسلمانوں کی زبان پر ہے جب منبر سے حق علیؑ بیان کرتے ہیں تو کہتے ہیں نہ سنو اسے ان کی بات نہ سنو یہ ہمارے خلفاء کو برا بھلا کہتے ہیں۔یہ وہی جملہ ہے جو رسول اسلام کے لئے کہا گیا۔ہمیں علیؑ کی مدح کرتے کرتے منبر رسولؐ پر آتے آتے یہ مشرکین تو مل ہی گیا کہ جو بات کل نبی کے لئے کہی جاتی تھی وہ بات آج ہمارے لئے کہی جارہی ہے۔کل خدا کے معاملہ میں گمراہ تھی دنیا،کل کی گمراہی خدا کے بارے میں تھی کل طاغوت اللہ کو پہنچانا تھا۔اور نبی کی ضرورت کے بعد گمراہی پھیل گئی۔علیؑ کے بارے میں تو رُشد ہے علی کو پہنچانا جیسے مشرک مومن بنا اللہ کو پہچان کے ایسے ہی مسلمان مسلمان ہے گا علیؑ کو پہچان کے۔خدا برحق ہے۔اسی

لئے پیغمبرؐ نے کہا قولو لا الہٰ الا اللہ سے جو پیغام تھا۔

پیغمبر نے علان نبوت کے پہلے دن دیا علی نے اُٹھ کے گواہی دی اشھدان لا الـہٰ الّا اللہ اشھدان محمد الرسول اللہ ۔پیغمبر نے اُٹھ کے کہا تم ہی میرے وصی تم ہی میرے جانشین تم ہی میرے خلیفہ تم ہی اللہ کے ولی۔وہ وعدہ جو ذوالعشر ہ میں نبی نے کیا۔غدیر کے میدان میں نبھادیا تمام مسلمانوں کے سامنے بھرے مجمع میں۔ایک بات مجھے بتادیجئے جتنے بھی اسلام میں فرقے ہیں سب کا سلسلہ ملتا ہے تو فرقہ کی کوئی برگزیدہ ہستی عہد نبویؐ میں نبی سے،ملتا ہے یا نہیں؟اگر نہیں ملتا تو بعد کی پیداوار اور اگر سلسلہ ملتا ہے تو فرقہ کی کوئی برگزیدہ ہستی عہد نبی کے قریب ہونا چاہئے تا کہ انھوں نے سنا سن کے دوسرے کو سنایا دوسرے سے تیسرے نے سنا۔سنتے سنتے آپ نے سنا۔اگر آپ کا سلسلہ عہد نبی تک ہے ہی نہیں تو ڈھونڈیئے سلسلہ کہاں گیا۔جن کا سلسلہ بزم نبی تک ہے۔غدیر میں جتنے اکابر اصحاب تھے سب منبر کے نیچے بیٹھے تھے اور پیغمبر نے بھرے مجمع میں علیؑ کو ہاتھوں پر اُٹھا کے علیؑ کے مولا ہونے کا اعلان کیا تو کوئی مصلحت تھی جب ہی تو ہاتھوں پر اُٹھا کر بتایا۔کہا یہ حکم خدا تھا۔تو نبی نے ذوالعشر ہ سے شروع کیا علیؑ کا نام غدیر تک پہنچایا۔اب اس کے بعد جب دنیا سے جانے لگے تو فرمایا مسلمانوں میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں ایک قرآن اور دوسرے میرے اہلبیتؑ یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا

نہ ہوں گے یہاں تک مجھے حوضِ کوثر پر ملیں۔اگر تم چاہتے ہو کہ میرے بعد گمراہ نہ ہولن تطل سن بعدی کا ٹکڑا حدیث میں موجود ہے۔اگر چاہتے ہو کہ میرے بعد گمراہ نہ ہوتو ان دونوں سے تمسک رکھنا نبیؐ نے تمسک کا حکم دیا آل اور قرآن سے رسّی کی کبھی ایک لٹ کی نہیں ہوتی رسی کم سے کم دو لٹوں کی ہوتی ہے۔یہ اللہ کی رسی ہے قرآن اور اہلبیت یہ رسی وہ ہے جو اسکو مضبوط پکڑ لیگا وہ نجات پائیگا نہ قرآن کو اہلبیت سے جدا کیا جا سکتا ہے؟اور نہ اہلبیتؑ کو قرآن سے جدا کیا جا سکتا ہے تو نبی نے کہا کہ اگر چاہتے ہو کہ میرے بعد گمراہ نہ ہوتو اس کا مطلب یہ ہے کہ کلمہ پڑھکر رسول کی رسالت کا اقرار کر کے گمراہی بعد کبھی گمراہ نہ ہو۔وہ خطرہ جو نبی کو مرتے وقت دکھائی دے رہا تھا آج ۷۳ فرقوں کی شکل میں ہماری آنکھوں کے سامنے آئینہ ہے وہ نبی سچا نبی کیا ہوگا جسکو کل کی خبر نہ ہو اس نبی کو خبر تھی اسی لئے کہا۔کہیں گمراہ نہ ہو جانا تو گمراہی سے نجات کا ذریعہ بتایا تمسک قرآن سے اور اہلبیت سے۔

مسلمانوں!اہلبیتؑ سے تمسک رکھا یا نہیں رکھا۔اگر رکھا تو گمراہ نہیں ہوئے اور اگر نہیں رکھا گمراہ ہو گئے اگر آپ چاہتے ہیں کہ گمراہ نہ ہوں تو ان کی پیروی کیجیے جو گمراہ نہیں ہوئے۔جو خود گمراہ ہوں ان کی پیروی کب نجات دے گی۔گمراہی کا ذریعہ کیا ہے؟قرآن کو پھیرنا بات بلکل سامنے کی ہے نبیؐ جان گئے تھے کہ کبھی گمراہی تھی بتوں کے ذریعہ اب گمراہی ہوگی حاکموں کے ذریعے

سلاطین کے ذریعے **عروۃ الوثقیٰ** وہ ہے کہ جس کے لئے قرآن نے کہا کہ یہ رسی وہ ہے جو ٹوٹتی نہیں اگر سلسلہ خلافت عروۃ الوثقیٰ ہوتا تو ترکی میں خلافت دم نہ توڑتی جوری ٹوٹی نہیں وہ رسی امامت کی رسی ہے جو علیؑ سے شروع ہوئی اور قائم پر آکر قائم ہوگی۔

آپ کے اذہان کو ایک منزل پر لانا چاہتا ہوں ۳۶۰ بت کعبے میں تھے پیغمبر فرما رہے تھے قولو لا الہ الا اللہ اور سب ان بتوں کی عقیدتوں میں ڈوبے ہوئے تھے اور الزام یہ ہے کہ ہمارے بتوں کو برا کہہ رہے تھے اور نبی خدا کو پجوا رہا تھا۔اور وہ یہ سمجھ رہے تھے ہمارے خداؤں کو برا کہہ رہے ہیں یہ سمجھ کیوں؟اس لئے کہ اپنے ہاتھ سے بنا رکھے تھے ہم علیؑ کی مدح کرتے ہیں علیؑ کی فضیلت بیان کرتے ہیں اور آپ کو سمجھایا جاتا ہے کہ نہ جاؤ۔وہ ہمارے خلفاؑ کو برا کہتے ہیں سوال یہ ہے کہ فضیلت علیؑ میں کسی کی کیا برائی ہے۔برائی محسوس کب ہوتی ہے جب کوئی مقابلہ پر آئے اگر مقابلہ پر آئے اگر مقابلے پر نہ آئے تو کچھ محسوس نہیں ہوتا چونکہ مقابلہ پر لایا گیا ہے لہذا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے مشرکین کو محسوس ہوتا تھا کہ ہمارے خداؤں کو برا کہہ رہے ہیں حالانکہ نبی خدائے وحدہٗ لاشریک کو پجوا رہے ہیں بتایئے اگر بتوں کو چھوڑ کر لا الہ الا اللہ نہ کہتے تو آج آپ مسلمان ہوتے؟نہیں ہوتے تو سمجھداری سے کام لیجئے ذہنوں میں علماؑ نے جو بت بٹھائے ہیں ان بتوں کو اپنے دماغ کے کعبے

سے نکالئے حالانکہ یہ کام ہے مشکل اور یہ کسی سے ہوا ہے نہ ہو سکے گا تو کعبہ کے بھی بتوں کو جس دن نکالئے تو اس دن رسول نے کہا؟ جب فتح مکہ میں پہنچے کعبہ کے اندر تو کہا یا علیؑ تم اس بتوں سے کعبے کو پاک کرو۔ تو طہارتِ کعبہ علیؑ نے کیا اگر اپنے ذہن سے جھوٹے خداؤں کو نکالنا چاہتے ہو تو اب علی ہی کام آئیں گے۔ علیؑ کی محبت طہارتِ قلب ہے۔ اگر علی کی محبت دلوں میں پیدا کر لو گے تو جتنے بھی جھوٹے خداؤں کی جھوٹی محبتیں راسخ کر لی ہیں وہ خود بخود نکل جائیں گی۔ اگر ذہنوں میں جھوٹے خداؤں کا تصور بیٹھا ہوا ہے تو علیؑ کا ذکر سنو علیؑ کا ذکر ذہنوں میں اتارو کیونکہ علیؑ کی صفت ہی یہ ہے جیسے ہی کعبہ میں پیدا ہوئے بتوں نے جھک کر سجدہ کیا۔ خدا نے بتا دیا جھوٹے خداؤں کا ایک ہی جواب ہے جس کا نام ہے علیؑ۔ جب مجھے اپنے گھر کے خداؤں کو جھوٹا ثابت کرنا ہوا تو میں نے علیؑ کو اپنے گھر میں بھیجا۔ جھوٹے خداؤں کا جھوٹ کھل گیا اگر تم بھی سچا خدا ماننا چاہتے ہو اور جھوٹے خداؤں کے بت اپنے دماغ سے نکالنا چاہتے ہو تو علیؑ کا تصور ذہنوں میں پیدا کرو جیسے ہی علیؑ کا تصور ذہن میں پیدا ہوگا تمہارا ذہن دوسرا کعبہ بن جائیگا بت نکل جائیں گے اور علی آ جائیں گے۔

سارا زمانہ جانتا ہے کہ حضرت علیؑ کی ولادت خانہ کعبہ میں ہوئی۔ مگر آپ نے کبھی یہ بھی غور کیا کہ اس میں کتنی خصوصیت ہے مولائے کائینات کو کہ جس کے مقابلہ کی فضیلت گڑھی نہ جا سکی آپ کسی مذہب میں بتا

دیجیئے کہ کسی مذہب کا مقتدا کسی مذہب کا امام کسی مذہب کا رشی منی کسی مذہب کا گرو عبادت خانے میں نہیں پیدا ہوا عیسائیوں نے عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا کہہ دیا لیکن بڑی غلطی ہے جو خدا کا بیٹا کہ دیا لیکن یہ نہ کہہ سکے کہ بیت المقدس میں پیدا ہوئے۔ ہندوؤں میں بڑے بڑے رشی منی گزرے مندر میں کسی کی ولادت نہیں بتائی جاتی۔ سکھوں میں بڑے بڑے گرو گزرے لیکن گرودوارے میں کسی کی ولادت نہیں بتائی جاتی۔ یہودی جناب موسیٰؑ کا کسی عبادت گاہ میں پیدا ہونا نہیں بتاتے۔ یہ ایک مخصوص امر ہے علی کے لئے رکھی کہ یہ امر کسی مذہب کے رہبر کو نہ ملا یہ خصوصیت نبیوں کو نہ ملی رسولوں کو نہ ملی۔ یہ خصوصیت اللہ نے اپنے علیؑ کیلئے رکھی اپنی عبادت گاہ میں پیدا کیا اور اپنے اہتمام کے ساتھ کہ تم یہ سمجھو کہ یہ کوئی معمولی بات ہے اگر یہ بات معمولی ہوتی تو عیسیٰؑ پیدا ہو جاتے بیت المقدس میں لیکن جب عیسیٰؑ کی ولادت کا وقت آیا تو مریم سے کہا گیا کہ باہر جاؤ یہ عبادت خانہ ہے کیا کہنا جناب مریم کا صدیقہ تھیں طاہرہ تھیں جناب مریم کا درجہ اتنا بلند تھا کہ مریم کا کوئی کفو نہ تھا تو جب کفو نہ ملا تو عیسیٰؑ کو بے باپ کے پیدا کر دیا مگر غیر کفو سے مریم کی شادی نہ کی جو صدیقہ اور طاہرہ بی بی ہوتی ہے اسکی شادی غیر کفو سے نہیں ہو سکتی اللہ نے ایک نبی کو بیٹی دی پیغمبر اسلام کو صدیقہ طاہرہ تو پیغمبر نے کہا اگر علی نہ ہوتے تو میری فاطمہؑ کا کوئی کفو نہ ہوتا حضور کفو ہوتا کیسے؟ نبی کے گھر کی بیٹی تھی۔ اسی طرح

علی ابن ابی طالب کا بھی کوئی کفو نہ تھا جہاں خدا لاشریک ہے اس طرح میرا علی لاشریک ہے اس لئے کہ کسی بھی عبادت گاہ میں کوئی پیدا نہیں ہوتا اور تاریخیں کہتی ہیں کہ فاطمہ بنت اسد خانۂ کعبہ میں داخل ہوئیں تو دیوار شق ہوگئی اور جب پیغمبر اسلام تشریف لائے تو پھر دیوار شق ہوگئی۔ در بند ہی رہا علی کو پیغمبر نے اپنے ہاتھوں پہ لیا علی نے تلاوت قرآن کی کیا پڑھ رہے ہیں۔ علی کو کوئی کیا سمجھ سکتا تھا۔ حضور سمجھے کے تیور بتا رہے ہیں کہ رسول کی نصرت کے لئے آیا ہوں آپ کے دین کی نصرت کیلئے آیا ہوں آپ کے دین کو بچانے کیلئے آیا ہوں جو جذبات علی کو گود میں لیکر نبی کے دل میں پیدا ہوئے وہی جذبات حسین کے دل میں بھی پیدا ہوئے ہوں گے۔ جب علی اصغر کو اپنے ہاتھوں پر لے گئے ہوں گے آج ننھے مجاہد کا ماتم ہے آج سب سے کمسن اور سب سے بڑے مجاہد کا ماتم ہے۔

پانچویں مجلس

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

برادرانِ ملّت۔ خداوندِ عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ لا اکراہ فی الدین۔ دین میں کسی طرح کا جبر نہیں ہے۔ کوئی زبردستی نہیں ہے اور اللہ نے رُشد و ہدایت کو گمراہی پر ممتاز فرمایا ہے۔ اور جن لوگوں نے جھوٹے خداؤں کا انکار کیا اور اللہ پر ایمان لائے انھوں نے ایسی رسی کو پکڑ لیا جو بہت ہی مظبوط ہے اور ہر بات کا جاننے والا ہے۔ اس آیت کریمہ کے ذیل میں گفتگو جاری ہے۔

خداوند عالم نے وضاحت سے اعلان فرما دیا کہ دین میں کسی قسم کا جبر نہیں ہے لہٰذا جبراً مجبور ہو کے دین نہ قبول کرو۔ اپنی عقل سے غور کرو اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ہم نے رُشد و ہدایت کو جدا کر دیا غَیّ سے تو دو چیزوں کا وجود پایا جاتا ہے۔ ہدایت اور گمراہی ہدایت ہے منجانب اللہ گمراہی کس کی طرف سے ہوتی ہے۔ ابلیس کی طرف سے جس نے کہا تھا کہ مجھے مہلت دے دے سب کو

بہکاؤں گا۔ اس نے مہلت مانگی اور اللہ نے مہلت دے دی۔ تو وہ زندہ ہے اور امتوں کو گمراہ کرتا رہتا ہے۔ قدرت گمراہی سے ہدایت کو ممتاز کرتی ہے اور اس کا ذریعہ قدرت نے رسولوں کو بنایا نبیاً کو بنایا ہادیوں کو بنایا رہبروں کو بنایا ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی بھیجے تاکہ وہ گمراہی سے ہدایت کو جدا کر دیں۔ ہر نبی نے محنت کی اپنے اپنے دور میں۔ اپنی نبوتوں کا حق ادا کیا اور گمراہی سے حق کو جدا کیا۔ گمراہی سے ہدایت کو جدا کیا۔

ارباب کرم دیکھنا یہ ہے کہ ہدایت کرنے والے نبی و رسول تھے اور ان سب کا انتخاب خدا نے کیا تھا۔ گمراہی پھیلانے کا انتخاب کس نے کیا تھا یہ ہی ایک سوال ہے۔ رسول کو نبی کو ہادی کو خدا چن کر بھیجتا ہے تاکہ تم جاؤ اور جا کر ہدایت کرو تو خدا چنتا ہے رہبر و ہادی، اور ابلیس چنتا ہے غئی پھیلانے والا اب دونوں میں تلاش کرتے جایئے۔ اللہ نبی کیسے بناتا ہے؟ اسے بناتا ہے جس سے خطا نہ ہو۔ جس سے غلطی نہ ہو جو بھولے نہیں۔ جو پیغام خدا کے ہوں اسے پہنچا دے۔ اب رہی گمراہی اس کے لئے ابلیس ڈھونڈتا ہے کہ سچ بولنے والا نہ ہو۔ پلٹ کر کبھی ایمان لانے والا نہ ہو یعنی گمراہی کرنے میں خطا نہ کرے، وہ بھی معصوم ڈھونڈتا ہے خدا بھی معصوم ڈھونڈتا ہے خدا وہ معصوم ڈھونڈتا ہے جو حدیث میں خطا نہ کرے اور شیطان اسے ڈھونڈتا ہے جو گمراہی میں خطا نہ کرے۔ تعداد انبیاً تو معلوم ہے ایک لاکھ چوبیس ہزار نام سب کے نہیں معلوم

اور ہاں گمراہی پھیلانے والوں کے نہ تو نام ہی معلوم نہ تعداد ہی معلوم نہ جانے کتنے گزر رہے ہیں کتنے اور گزریں گے۔ جب تک اس کا بس چلے گا وہ تعداد بڑھاتا رہے گا گمراہی پھیلاتا رہے گا۔ تو اس کا کام ہے گمراہی پھیلانا خدا کا کام ہے ہدایت۔ اب سوچئے ہمارا آپ کا کیا کام ہے ہمارا آپ کا کام ہے ہدایت پہچاننا اور پہچان کر گمراہی کا راستہ چھوڑ کر ہدایت کا راستہ اختیار کرنا۔ تو سب اپنے اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ خدا اپنا کام کر رہا ہے ہدایت کو گمراہی سے جدا کر رہا ہے شیطان اپنا کام کر رہا ہے۔ گمراہی کو ہدایت میں ملانے کی کوشش کر رہا ہے۔ ہمیں بھی اپنا کام مسلسل کرتے رہنا چاہیے اور یہ کام ہو رہا ہے شہادت کربلا سے ہر سال مجلسیں ہوتی ہیں اور سال بھر میں جو گمراہی ملتی ہے ہدایت میں جس طرح چادر جھاڑ کر گرد الگ کر دی جاتی ہے اسی طرح گمراہی الگ ہو جاتی ہے مجلسوں میں شیعی عقائد پر گفتگو ہوتی ہے واعظین ذاکرین صاحبان علم و فن علماً تاریخ اسلام کا تجزیہ کر کے احادیث کی صحت کا تجزیہ کر کے آیات قرآنی کی تفاسیر وغیرہ وہ ساری باتیں دنیا کے سامنے رکھ دیتے ہیں محنت کر کے چن کر یہ بتاتے ہیں کہ غئی کیا ہے۔ رُشد کیا ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کا کام تھا ہدایت بتا دینا۔ رُشد سمجھا دینا۔

نبیؐ آخر آیا تو اس کے بعد اس کی ضرورت پڑی کہ کچھ لوگ اور ہوں جو ہدایت کو گمراہی میں ملنے نہ دیں یہ کام ہے آلِ محمدؐ کا یہ کام کیا ہے آئمہ اثنا

عشر اور ان کا یہ کام آج تک جاری ہے۔اور قیامت تک جاری رہے گا کہ جب بھی جس دور میں گمراہی کو ہدایت میں ملایا جاتا ہے تو وہ سمجھتا دیتے ہیں کہ یہ ہدایت ہے اور گمراہی ہے لوگ کہتے ہیں امام پردے میں کیا کرتا ہے؟ سوال یہ ہے کہ امام کو زندہ کس نے دیکھا ہے؟ خدا نے کسلیئے زندہ رکھا اس لئے کہ نگرانی کرے۔ کیا نگرانی؟ کہ حق باقی رہے جو خدا نے رُشد کو الگ کر دیا وہ الگ رہے تو دیوار کھینچ دی گئی حق و باطل کے درمیان دیوار ٹوٹنے نہ پائے یہ کام ہے امام کا چاہے دنیا میں رہ کر یہ کام کرے یا پردے میں رہ کر یہ کام کرے مسلمان کا کام ہے امتیاز حق و باطل امام کو خدا نے جو کام سونپا ہے اس کو انجام دے رہا ہے اور اسی لئے انجام دے رہا ہے کہ یہ ہمیں راستوں میں بھٹکنے سے بچاتا کون ہے وہ ہی ہے جو ہماری ہدایت کر رہا ہے۔اب یہ اس کا کمال ہے کہ وہ سامنے آ کر ہدایت نہیں کرتا یہ بھی مشیت خدا ہے۔ جب خدا نے ہدایت کو گمراہی سے جدا کرنے والوں کو ممتاز کرنے والوں کو بھیجا تو تم نے قتل کر دیا زہر پلا دیا لہذا ہمیں اس کی فکر نہیں کہ امام پردے میں کیوں ہے جس کام کے لئے ہے وہ کام ہو رہا ہے۔ ایک ہی فرقہ سہی چند ہی لوگ سہی حق پر باقی تو ہیں۔ یہ غیرت و ہمت تو رکھتے ہیں کبھی کسی نے حق میں باطل کو ملانے کی کوشش کی تو پہچان لیتے ہیں کہ دھوکہ دیا جا رہا ہے اور جو حق میں باطل کو ملاتا ہے ہم اس سے برات اور بے زاری کا اعلحدگی کا اعلان کر دیتے ہیں یہ برات ہی وہ چیز ہے جو ایمان کو

بچائے ہے۔ ابلیس ذہن مسلم میں یہ بٹھایا ہوا ہے کہ تم کسی سے برات کا اظہار نہ کرو۔ وہ جانتا تھا کہ جرات کا جذبہ رہے گا تو ہر گمراہی پھیلانے والے سے برات ہو جائے گی لہذا یہ جذبہ ہی چھین لو جن سے یہ جذبہ چھن گیا وہ ابلیس کے جال میں آ گئے۔ جب بھی جس نے مدغم کرنا چاہا حق و باطل کو انہوں نے فوراً برات کر دی۔ اس لئے کہ گمراہ کرنے والا مانوس ہو جاتا ہے کہ یہ لوگ کون ہیں؟ وہ ہیں معصومین جن کی ذمہ داری ہے کہ علیحدہ کرو رُشد کو غیّ سے غیّ کو اس کی پہلی ذات مولائے کائنات علی ابن ابی طالب ہیں۔

موسیٰؑ تو گھر میں پہلے ہی تھے غیّ والے گھر میں۔ اب سوال یہ کہ موسیٰؑ کو پالے کون؟ نبی ہے آغوش کفر میں پل نہیں سکتا آسیہ تھی مومنہ شوہر نے خدا ہونیکا دعویٰ کیا۔ مگر بیوی نے خدائن ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ چونکہ باایمان تھی لہذا شوہر کے خدا ہونے کا فائدہ نہیں اُٹھایا اور اپنے ایمان پر باقی رہی اور اس کے بعد جناب موسیٰ آئے تو فرعون نے کہا میں پالنے نہیں دوں گا جب تک امتحان نہ لوں گا ایک طرف لعل رکھا گیا اور دوسری طرف اگ جبریل آئے امتحان ہو گیا تو فرعون بھی سمجھتا تھا کہ اگر نبی ہوگا تو غلطی نہیں کریگا اور مسلمان کہتے ہیں۔ حضور سے غلطیاں ہو گئیں تو پھر مسلمانوں کا عقیدہ تو فرعون سے بھی بدتر ہے نبی کے بارے میں جو نبی سے غلطی کا قائل ہو وہ فرعون سے بدتر۔ جناب آسیہ نے پالا زوجہ فرعون ہے مگر موسیٰؑ کی پرورش کر رہی ہیں ابھی

پہچانتی نہیں ہے کہ یہ ہونے والا نبی ہے۔ پالنا تو محبت تھی ایمان پہچوا دیتا ہے کہ یہ نبی ہے۔ اتنا تو بتادو کے آسیہ پہچان لے کہ موسیٰ کہ کو نبی ہے۔ اور ابوطالب نے جو پیغمبر کر پالا ہو چچا بھیجتے کو نہ پہچانے آسیہ مومنہ تو تھی چونکہ موسیٰ پلنے والے تھے تو خدا نے مومنہ کا انتظام کیا معلوم ہوا کہ نبی کسی غیر مومنہ کی گود میں نہیں پل سکتا خدا نے اپنے انبیاً کی پرورش کیلئے آغوش کو بھی پاک رکھا پھر جس اسلاب سے نور نبی گذرا وہاں کفر کا کیا سوال۔

جن ارحام سے نور حضور گذرے ان میں کفر شرک کا کیا سوال وہاں طہارت ایمان کی بھی ضرورت ہے۔ جناب ہاجرہ وسارا یہ وہ ممتاز بیبیاں ہیں تاریخ اسلام کی کہ جو زوجہ بھی ہیں نبی کی اور ماں بھی ہے نبی کی ایک جناب اسماعیل اور ایک تھے جناب اسحٰق ابرہیم کا سلسلہ آگے بڑھا ایک سلسلہ بڑھا جناب اسحٰق سے ایک سلسلہ بڑھا جناب اسماعیل سے ان بیبیوں کا کیا کہنا ابلیس نے آکر کہا کہ ابراہیم گئے ہیں اسمعیل کو ذبح کرنے۔ تو کہا پھر میں کیا کروں تو ابلیس نے کہا گھر سے نکلئے اور جا کر جناب اسمعیل کا ہاتھ پکڑ کر لے آیئے۔ پوچھا تو ابلیس تو نہیں ہے۔ غیٔ کو پہچانا رُشد نے اس نے کہا میں ہوں تو ابلیس ہی مگر پہچانا کیسے؟ کہا کہ تو نے نبی کی بی بی کو گھر سے نکلنے کو کہہ دیا ہے۔

جناب اسحاق کی اولاد میں آخری نبی جناب عیسیٰؑ اور جناب اسماعیل کی اولاد میں آخری نبی ختمی مرتبت اور محمد مصطفےٰؐ جناب اسماعیل کے بعد نبی نہیں

اسحٰق کی اولاد میں عیسیٰؑ و اسماعیل کی اولاد میں ختمی مرتبت۔ ایک نسل چلی اسحٰق سے ایک نسل چلی اسماعیل سے نبوت ختم ہوئی حضور پر اسحٰق کی نسل کا آخری کا نبی جناب عیسیٰؑ اور اسماعیل کی نسل کے آخری نبی حضور۔ ان کو شریعت پر باقی رکھا اور ان کو خود باقی رکھا آسمان چہارم پر جناب عیسیٰؑ ہیں تو عیسیٰؑ آج تک زندہ ہیں کیوں زندہ ہیں؟ کہا نہیں رہیں گے؟ آئیں گے ایک دن آکر نماز پڑھیں گے نماز پڑھائیں گے کہا کہ پڑھینگے تو ایک نماز کی خاطر جی رہے ہیں۔ وہ بھی پڑھانے کے لئے نہیں بلکہ پڑھنے کیلئے تو کوئی اہم نماز ہوگی جس کیلئے عیسیٰؑ کو باقی رکھا ہے کہا کہ جو گمراہی پھیلائی گئی ہے اس کا جواب ہے عیسیٰؑ ایک دن آلِ محمدؐ کے مقابلے میں بنی عباس نے کہا کہ یہ ہیں بیٹی کے اولاد۔ اور ہم ہیں چچا کی اولاد وراثت وخلافت صنف ذکور سے چلنا چاہیئے تو آئمہ کے لئے وراثت کہتے ہیں کہ بیٹی کی اولاد ہے۔ تو قدرت نے کہا اسی لئے میں نے ایک نبی کو پیدا کیا ہے جسکو وراثت دی ہے میں نے نبوت دی۔ وہ بھی بیٹی کی اولاد اس لئے باپ تھے ہی نہیں جناب عیسیٰؑ کے تو عیسیٰؑ کی اولاد تھے اس لئے قرآن نے تعریف کی جناب مریم کی جب ولادت عیسیٰؑ کی منزل آئی تو کہا مریم باہر جاؤ یہ عبادت خانہ ہے اس میں ولادت نہیں ہوگی مریم کا احترام اپنی جگہ پر مریم کی عظمت اپنی جگہ پر لیکن ولادت نہ ہوگی یہ عبادت گاہ ہے۔ معلوم ہوا وہ نہیں چاہتا کہ عبادت خانہ میں کوئی پیدا ہو۔ عیسیٰؑ کو شرف ماں سے عطاء

کیا تھا یہ تھی منزلت جناب مریم کی یہاں بھی رسول کو دی بیٹی اور یہ بیٹی آئے تو رسول تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے۔ مسلمانوں رسول کی اکلوتی بیٹی کے لئے اس سے زیادہ تمہیں کیا جاننا ہے کہ حضور تعظیم کرتے تھے۔ جسکی تعظیم پیغمبر کرے۔ مسلمانوں پر اسکی تعظیم ہوئی فرض سبب عظمت کیا تھا۔ یہ خدا جانے مگر احترام کا یہ عالم تھا کہ جب بھی آتی تھیں نبی کے سامنے تو نبی کھڑے ہو جاتے تھے۔ لوگوں نے کہا بھی حضور آپ باپ ہوتے ہوئے بیٹی کی تعظیم کرتے ہیں کہا میں نہیں کرتا ہوں تعظیم کہا حکم خدا ہے کہ جب فاطمہ آئے تو کھڑے ہو جاؤ تو تعظیمِ فاطمہ اتنی اہم ہوئی باپ سے زیادہ بزرگ کون ہوگا؟ پیغمبر کو اُٹھا دیا خدا نے کہ اے نبی تم گذر جاو گے اور اسلام میں جو بزرگ ہیں وہ کہیں گے کہ ہم سن میں بڑے ہیں چھوٹوں کی کیوں تعظیم کریں۔ آج لوگ کہتے ہیں کہ سن میں فاطمہ سے بڑے تھے سن میں علیؑ سے بڑے تھے تو کیا عظمت میں رسول سے بڑے تھے؟

ارباب کرم فاطمہ کی تعظیم کی رسول نے یہ بتا دیا کہ فاطمہ کی تعظیم فرض ہے۔ امت میں مجھ سے بڑا کون ہوگا۔ میں بڑا ہو کر باپ ہو کر بیٹی کی تعظیم کر رہا ہوں یہ تعظیم کیوں؟ چونکہ ہدایت کو خدا نے ان ہی کی اولاد کے ذریعہ ممتاز کیا۔ لہذا نبی کو حکم دیا کیا آپ تعظیم کریں کیوں کہ اسی کی اولاد ہوگی امام۔ جناب مریم کی تعظیم کیوں کی قرآن میں یہ ثابت کرنے کے لئے کہ نبی

ہیں عیسیٰؑ۔ ان کا احترام تھا اتنا بھی ظاہر کیا لوگ کہتے ہیں کہ جناب فاطمہ الزہرا جناب مریم سے افضل تھیں۔ اس میں کلام کی گنجائش ہی نہیں رسول کی بیٹی پیغمبر کے کلیجے کا ٹکڑا ان کی عظمت تو ثابت ہی ہے میں دوسری فاطمہ کی عظمت ثابت کرنا چاہتا ہوں مریم پر۔ وہ فاطمہ بنت اسد ہے قدرت نے یہ چاہا کہ محمد تعظیم کرے تاکہ دنیا جان لے کہ آئمہ جن کی نسل میں ہیں ان کی عظمت یہ ہے کہ میں تعظیم کو اُٹھ رہا ہوں اس لئے کہ قیامت تک رُشد جدا ہوگا غیٔ سے ان کی اولاد کے ذریعہ یہ فاطمہ کا احترام تھا کہ عصمت عطاً کی خدا نے آج تک وہ عصمت باقی ہے۔ اب رہ گیا ایک امام۔ سارے امام نسل فاطمہ سے سوائے ایک امام کے اور وہ ہیں پہلے امام۔ مشکل یہ ہے کہ بیٹی سے چلا رہا ہے نسل تو مریم کا تو کفو نہ تھا تو مریم کو بے شوہر کے رکھا وہاں کفو نہ تھا اب یہاں کفو بنانا پڑا ایک نور کو دو حصوں میں بانٹا آدھے سے علیؑ کو بنایا دوسرے سے پیغمبر کو بنایا پیغمبر کے نور سے فاطمہ کو بنایا علیؑ و فاطمہ کا خدا نے پڑھا عقد۔ پیغمبر نے یہ بھی کہا مجھے یہ اختیار نہیں ہے نور کا ہوا عقد نور سے۔ جو اولادیں ہوئیں نورانی۔ خدا کو ایک امام بچانا تھا ابوالائمہ بنانے کے لئے تاکہ سلسلہ نورانی رہے۔ علیؑ بھی نور اور رسول کی بیٹی بھی نور اب جو امام پیدا ہوئے وہ بھی نورانی۔ یہ سلسلہ آگے بڑھتا چلا گیا۔ فاطمہ کا احترام بتا دیا رسول نے اُٹھکر تعظیم کر کے تو گیارہ اماموں کو ماں ملی نورانی۔ اب بچا پہلا امام اس کو بنانا تھا کفو فاطمہ اس لئے نور

سے پہلے ہی اس حصہ کو الگ کر لیا ایک نور کو دو حصوں میں بانٹ رہا ہوں مگر دنیا کہتی کہ مریم افضل ہے فاطمہؑ بنت اسد پر کیوں کہ مریم کا بیٹا نبی ہوا تو یہاں فاطمہ کا بیٹا امام ہوا۔ قدرت کو ظاہر کرنا تھا فاطمہؑ کی عظمت مریم پر فاطمہؑ بنت اسد مادر گرامی علیؑ ابن ابی طالب افضل ہیں مریمؑ پر تب ہی تو ان کے اولاد کے پیچھے نماز پڑھیں گے ابن مریم اور قدرت نے بتادیا فضیلت فاطمہؑ مریم کو حکم ہوا تھا کہ جاؤ بیت المقدس سے یہ عبادت گاہ ہے یہاں بلالیا آؤ فاطمہؑ کعبے کے اندر تاکہ دنیا دیکھ لے مریم بیت المقدس سے باہر بھیجی جارہی ہے فاطمہ کعبے میں بلائی جارہی ہیں۔ کعبے میں علیؑ کی ولادت ہوئی کیوں مسلمانوں کیا خیال ہے، حضرت مریم کے متعلق۔ کہا ارے معاذ اللہ ارے امعاذ اللہ جب مریم کو بیت المقدس سے باہر کیا گیا اور جسے کعبے میں بلایا اس کے ایمان میں شک کیوں؟ شک کروگے تو خود کا ایمان چلا جائیگا۔

فاطمہؑ نے دعا کی پالنے والے مشکل کو آسان کردے واقعہ پڑھ چکی تھیں۔ جناب مریم کا، فاطمہ اس جگہ جانا نہیں چاہتی کہ یہاں سے خدا کیسے نکالا جاؤ۔ بیٹا کہتا تھا وہیں چلئے۔ خدا نے مشکل آسان کی دیوار کعبہ شق ہوئی۔ فاطمہؑ بنت اسد کعبہ میں داخل ہوئیں اس میں کوئی شک نہیں ہے وہ نشان آج تک موجود ہے جو حکومت قبر معصومین کا نشان باقی نہ رکھے وہ حکومت اور متولیان کعبہ آج تک اس نشان کو مٹانہ سکے تاجدار کعبہ علیؑ کی ولادت کی وجہ

سے اب تک محفوظ ہے۔

عجب نہیں کہ صبح کو اس لئے بھی بلایا ہو۔ آؤ۔ آؤ۔ آکے دیکھ جاؤ نشانئ علیؑ کی فضیلت کی میرے گھر میں باقی ہے۔ وہ نشان نہیں کعبے کی دیوار پر بلکہ اللہ کا چیلنج ہے ایک نشان تو کعبے سے مٹانہ سکے علیؑ کی فضیلت کو کیا مٹاؤ گے۔

بس مسلمانوں ولادت کے سلسلے میں علیؑ لاشریک ہے کوئی آج تک عبادت گاہ میں پیدا نہیں ہوا۔ یہ دلیل ہے گمراہی سے رُشد پر جیسے ہی ولادت ہوئی ویسے ہی اصنام کعبہ نے جھک کر سجدہ کیا۔ تو پتھر کی سمجھ میں آگیا کہ ولی آگیا۔ نبی آئے تو پھر دیوار کعبہ شق ہوئی بتادیا خدا نے جس راستے سے علیؑ آئیں گے۔ نبی بھی اسی راستے سے آئیں گے۔

جناب فاطمہؑ بنت اسد فرماتی ہیں کہ یہ بچہ جیسے ہی پیدا ہوا اس نے جھک کر فوراً سجدہ کیا۔ بیان کر رہی ہیں تین دن کے واقعات وہاں کوئی دوسری بی بی کا وجود نہیں ہے جس کے گھر میں ولادت ہوئی اس نے سارا انتظام کیا۔ پیغمبر سے سارے واقعات بیان کر رہی ہیں اور کہا کہ آج تک آنکھیں بند ہیں۔ آپ آئے تو آنکھیں کھولی ہیں تو آنکھیں نہ کھولنا بتا رہا ہے کہ کسی کا انتظار ہے۔ یہ ربط نورانی تھا کہ آنکھیں کھولوں گا تو نبی کو دیکھوں گا۔ تاکہ دنیا میں پہلی نظر نبی پر پڑے۔ خدا کا سجدہ پہلے کیا۔ اس کے بعد نبیؐ پر ڈالی نظر میں کہوں گا یا علیؑ ٹھر جایئے جب آنکھیں نہیں کھول رہے ہیں تو سجدہ بھی نہ کیجئے۔ جب نبی

ہاتھوں پر لے لیں تب سجدہ کیجئے گا۔کہانہیں سجدہ تو فوراً کرنا ہے اس لئے کہ میں ہدایت کرنے آیا ہوں ہدایت لینےنہیں آیا ہوں۔اگر بھائی کے ہاتھوں پر آنے کے بعد سجدہ کروں گا تو دنیا کہے گی آغوشِ محمد کا اثر تھا آغوش میں آنے کے پہلے سر جھکا رہا ہوں کہ معلوم ہو جائے کہ جیسے محمدؐ پہچانتے ہوئے آئے علیؑ بھی پہچانتا ہوا آیا ہے۔ایک استدلال میں ہے اکثر پیش کیا جاتا ہے کہ کربلا میں جب تین دن تک پانی نہیں تھا تو زندگی کے ضروریات جو انسانوں کی زندگی سے وابستہ ہیں ان کا کیا ہوا؟ تو میں ایک سوال کرنا چاہتا ہوں، جیسے تاریخوں سے یہ بات ثابت ہے کہ جناب فاطمہؑ بنت اسد خدا کے گھر میں ابھی تو یہ بھی تصور وہاں لے جائے اور بتایئے کیا جواب ہے اگر کہیں کہ وہ کعبہ ہے تو جناب یہ کربلا ہے۔دونوں میں بہتر کون ہے اسے تاریخ بتائیگی کہ جب زمین کعبہ نے فخر کیا کہ کون ہے مجھ سے بہتر کہ مجھ پر خدا کا گھر بنا آواز آئی کہ چپ ہو جا ایک زمین تجھ سے بھی بہتر ہے کہ جہاں نبی کا نواسہ قیامت تک سوئیگا۔کعبے میں علیؑ پیدا ہوئے تو مخصوص بن گیا۔تو جس زمین میں حسینؑ ہمیشہ کے لئے سو رہے ہیں؟ اس زمین کی منزلت کتنی بلند ہوگی تو ماں کی عظمت بتاتی ہے کہ اولاد کیا ہے۔عظمت فاطمہ بنت اسد ثابت کرنے کو کعبے میں بلایا۔مریم کو بتایا۔

جو بطن فاطمہ الزہراؑ میں ہو اس کی عظمت کا کیا کہنا تو یہ چند بی بیاں گذری ہیں جنھوں نے ہدایت کی ہیں یہ بتا رہی ہیں کہ ہماری پیروی کرنا ایک

زوجہ کو اطاعت شوہر کس طرح کرنا چاہیئے۔یہ شہزادی نے بتایا علیؑ کی اطاعت کرینگے۔ایک ماں کو بچوں کو کس طرح پالنا چاہئے۔یہ شہزادی نے بتایا حسینؑ کی پرورش کر کے۔مگر ایک رشتہ چھوٹا جا رہا ہے کہ ایک بہن کو بھائی کی کس طرح وفا کرنا چاہیے۔تو شہزادی نے کہا ہدایت تمام نہیں ہو رہی ہے اللہ نے ایسی بیٹی دی ہے کہ میں نے اس کیلئے چھوڑ دیا یہ زینب بتائیگی کہ بھائی کے ساتھ کس طرح وفا کی جاتی ہے جس طرح رسولؐ کی بیٹی نے پیغمبر اسلام کی مدد فرمائی دین اسلام بچانے میں اسی طرح شہزادی زینب نے مدد فرمائی دین اسلام بچانے میں ماں نے مدد کی نانا کی زینب مدد کر رہی ہیں اپنے بھائی کی اسی لئے جب حسینؑ چلنے لگے مدینے سے جناب زینب نے کہا میں بھی چلونگی، بچوں کو ساتھ لیا جناب زینب روانہ ہوئیں مدینے سے مکے پہنچے، مکے سے جب یہ قافلہ چلنے لگا۔تو ابن عباس نے آکر کہا فرزند رسولؐ آپ ہدایت کے لئے جا رہے ہیں آپ کو طلب کیا ہے کوفے والوں نے آپ کو نہیں روک سکتا۔مگر اہلبیتؑ کو چھوڑ دیجئے۔مخدرات عصمت کو چھوڑ دیجئے ہم ان کی خدمت میں کوئی کمی نہیں کریں گے۔ایک مرتبہ ایک محمل سے آواز آئی کیوں ابن عباس کیا آپ کو یہ زیب دیتا ہے کہ آپ بہن کو بھائی سے چھڑا دیں۔زینبؑ بھائی کا ساتھ نہیں چھوڑے گی۔قافلہ چلا مکے سے کربلا پہنچا۔خیمے نصب کئے گئے۔جب رات آئی تو کہا میرے ماں جائے کو بلا لا و فضہ آئی اور کہا حضور آپ کو بہن یاد فرما رہی ہیں۔کہا

بھیا یہاں سے جلد کوچ کیجئے۔ کہا کیوں بہن کہا بھیا یہ ٹھہرنے کی جگہ نہیں ہے۔ آخر بہن کیا بات ہے کہا بھیا جب سے رات آئی ہے ایک بی بی پسِ خیمہ رو رہی ہے بھیا وہ بی بی ایسے رو رہی ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کا جوان بیٹا مار ڈالا گیا ہے کہا آواز نہیں پہچانی بہن یہ کس کی رونے کی آواز ہے ارے ہماری ماں ہے بہن۔ یہ کربلا ہے ہمیں یہاں قیامت تک رہنا ہے جب صبح نمودار ہوئی نمازیوں نے نماز صبح پڑھی۔ حضرت زینبؑ مصروف ہوگئی خدمت میں مسلسل انجام دے رہی ہیں۔ یزیدی لشکر آیا۔ حکم ہوا یہ ہٹائے جائیں شمر نے بڑھ کر کہا عباس خیمے ہٹالو عباس کو جلال آ گیا۔ زینبؑ نے کہا حسینؑ سے بھیا ذرا خیمہ سے باہر جایئے تلوار چلا چاہتی ہے۔ جناب زینبؑ مقصد حسینؑ کی حفاظت فرما رہی ہیں۔ کہا بھیا عباس ہٹالو خیمے فرات سے ہٹا لئے پیاس کا سلسلہ شروع ہوا۔ پیاس اور بھوک کی تکلیف سب سے زیادہ جناب زینبؑ پر پڑی وہ کسی بی بی پر نہیں پڑی وہ مصیبت کیا ہے جب بچے پیاس سے بے تاب ہوتے وہ کسی کے پاس نہ جاتے۔

چھٹی مجلس

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمِ

لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

برادران ملت: خدا کے دین میں کسی طرح کا جبر نہیں ہے۔ اللہ نے ہدایت کو گمراہی سے جدا کر دیا ہے۔ ممتاز کر دیا وہ لوگ جنھوں نے خداؤں کا انکار کیا اور اللہ پر ایمان لے آئے اور انھوں نے ایسی رسی کو پکڑا ہے جو مضبوط ہے کبھی نہ ٹوٹنے والی ہے اور اللہ ہر بات کا جاننے والا ہے۔

اس آیت کریمہ کے ذیل میں مسلسل گفتگو جاری ہے اور اس منزل تک پہنچی ہے کہ دین جبر نہیں ہے۔ دین کو اپنی عقل سے سوچ سمجھ کر قبول کرنا چاہئے۔ اور ہدایت گمراہی کیا ہے۔ جب ہدایت کو گمراہی سے خدا نے جدا کر دیا اور واضح کر دیا تو کسی مسلمان کو عذر کی گنجائش ہی نہیں رہی کہ محشر میں کہے کہ ہم کو پتہ نہ چلا کہ ہدایت کیا تھی گمراہی کیا تھی۔ اب وہ ہدایت کیا ہے جو جھوٹے خداؤں سے انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آئے گا۔ خود اس کا رابطہ اسی رسی سے

ہو جائیگا جو مضبوط ہے۔ اور ٹوٹنے ولی بھی نہیں ہے خدا ہر بات کا سننے والا بھی ہے اور ہر بات کا جاننے والا بھی ہے۔

اب یہ ہر مسلمان کا فریضہ ہے کہ ٹھنڈے دل سے تعصب کے بغیر اپنے نفع ونقصان کو پیش نظر رکھتے ہوئے تاریخ پر نظر ڈالیں اور واقعات پر غور کریں آیاتِ قرآنی کا ترجمہ دیکھیں۔ مقصد قرآن سمجھنے کی کوشش کریں نبیؐ کے لائے ہوئے دین کو پہچاننے کی کوشش کریں اور اپنے کو گمراہی سے بچالیں۔

بڑی دشواری یہ ہے کہ اسلام میں ۷۳ فرقے اور ہر فرقہ اس بات کا دعوی کر رہا ہے کہ رشد ہمارے پاس ہے اور مسلمان جب فرقے سے وابستہ ہے ان فرقوں سے آپ کو ایسا لگاؤ ہے کہ وہ سمجھا رہے ہیں کہ سچا راستہ یہی ہے لیکن عقل کا تقاضہ کیا ہے؟ کہ جس طرح سے ہم نے دوسرے مذاہب کا مقابلہ موازنہ کر کے اسلام کو سب سے بہتر سمجھ کر قبول کیا تو وہی جذبہ اسلام کے فرقے اسلام کے مسلک میں ہے ہمیں قائم رکھنا چاہیئے کہ ہم مقابلہ کریں ہم سمجھنے کی کوشش کریں کہ مختلف فرقوں نے کیا تعلیمات اسلام کی بہم پہنچائی ہے مسلمانوں کے سامنے ہمارا بنیادی فرض یہ ہونا چاہئے کہ ہم یہ بھول جائیں کہ ہمارا تعلق کس فرقہ سے ہے ہم یہ فراموش کر دیں تعلق کس مسلک سے ہے اور یہ سوچیں کہ ہم اللہ کے بندے ہیں ہم اللہ پر ایمان لائے ہوئے ۔ جب ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں تو ہمیں اللہ کی اطاعت کرنا ہے۔ اور اللہ

کے بھیجے ہوئے دین پر قائم رہنا ہے اگر ذرہ برابر ہم دین خدا سے غلط فہمی میں رہ گئے تو نتیجہ تو ایک ہی ہے آپ کو ایک جگہ پہنچنا ہے۔ اس جگہ پہنچنے کا ایک ہی راستہ ہے۔ اس راستے سے مختلف راستے دوسری طرف نکلتے ہیں۔ آپ صحیح راستہ چھوڑ کے چاہے جان چلی جائے دوسرے راستے پر چاہے کوئی آپ کو بہکا دے تو نتیجہ ایک ہی ہے کہ منزل تک نہیں پہنچیں گے جب مسلمان ہو گئے اللہ پر ایمان لے آئے تو ہماری احتیاط یہ ہونا چاہیئے کہ اللہ کا راستہ ہم سے نہ چھوٹنے پائے۔ اللہ کا دین ہم سے علیحدہ نہ ہونے پائے۔ ہم اللہ کے دین سے علیحدہ نہ ہونے پائیں ہر شخص یہی سمجھتا ہے کہ ہمارے باپ دادا سے جو مذہب ملا ہے کافی ہے ہم مسلمان اسی لئے ہوئے ہیں کہ جو عقائد ہمارے ماں باپ نے بتائے ان عقائد پر ہم جان دے دیں بس ہماری نجات ہو جائے گی ۔ ایسا نہیں ہے بندہ پرور یہ تو سب ہی جانتے ہیں کہ قولِ پیغمبرؐ ہے کہ ۷۳ فرقے ہوں گے اس میں صرف ایک ہی فرقہ ناجی ہوگا۔ اگر پیغمبر یہ فرما دیتے کہ فرقے ہوں گے ۷۳ آخر آخر میں نجات سب پائیں گے ۔ ایک فرقہ بالکل کوئی سزا نہیں بھگتے گا۔ باقی فرقہ قبر میں سزا بھگت لینگے۔ محشر میں تھوڑی سزا بھگت لیں گے لیکن جنت میں چلے جائیں گے۔ تب بھی دل کو تسکین ہوتی کہ اگر غلط راستہ ہے تو قبر میں ہی سزا مل جائے گی مگر نجات تو ہو جائے گی۔

لیکن اعلان کر دیا ۷۳ میں صرف ایک ناجی ہوگا تا یک فرقہ ناجی ہوگا

اور باقی فرقے ناجی نہیں ہوں گے تو کسی فرقہ میں رہ کر اپنے آپ کو نجات یافتہ سمجھنا بڑی غلطی نہیں ہوگی۔ سمجھنا چاہیئے اور غور و فکر کرنا چاہیئے اور اس کے لئے بہتر طریقہ ہے کہ آپ سب کی بات سنئے سب کی بات سننے کے بعد سب سے گفتگو کیجئے۔ مگر فیصلہ اپنی عقل سے کیجئے۔ آپ یقین رکھئے کہ جس دن آپ کے دل میں یہ جذبہ پیدا ہو جائے گا کہ ہم صحیح فرقہ اختیار کرنا چاہتے ہیں صحیح مذہب پر باقی رہنا چاہتے ہیں۔ اور آپ خدا سے دعا کیجئے کہ پالنے والے ہمیں توفیق عطا کر ہم تلاش حق میں چل رہے ہیں کہ کوئی وجہ نہیں ہے کہ حق آپ کو نہ ملے اس لئے کہ حق گمراہی میں زم نہیں ہے۔ خدا نے حق رشد کو غیّ جدا کر دیا ہے اللہ نے ممتاز کر دیا ہے سب فرقوں کی تقریروں میں جایئے علماء سے ملئے احادیث سنئے آیات سنیئے۔ دلائل سنیئے نقل کا دور چلا گیا اب عقل کا دور ہے یعنی وہ دور گیا جب نقل سے سمجھایا جاتا تھا اب عقل کا دور ہے۔ جو بات عقل میں آئے گی قبول کی جائے گی۔ جو بات عقل میں نہیں آئیگی قبول نہیں کی جائے گی آج مفکرین اسلام خود پریشان ہیں کہ اسلام میں ان احادیث کے مجموعے کو کیا کریں جن میں ایسی باتیں موجود ہیں کہ جن کو عقل تسلیم ہی نہیں کرتی کہ یہ قولِ پیغمبرؐ ہوگا۔

سب نے تسلیم کر لیا ہے کہ اسلام میں اضافہ کئے گئے حدیثیں گڑھی گئی ہیں۔ مسلک بنائے گئے۔ مسلمانوں کو غلط راستوں پر ڈالنے کی کوشش کی گئی

۔ کیوں؟ ہر ایک نے اس بات کی کوشش کی کہ وفات پیغمبرؐ کے بعد ہم شارع اسلام ہوں گے۔ اور یہ فطری بات ہے کہ دنیا میں جب کوئی صاحب اقتدار اٹھتا ہے دنیا میں جب کوئی معزز ہستی اٹھتی ہے دنیا میں جب کوئی صاحب اثر اٹھتا ہے جو اپنی زندگی میں پیپر ویٹ کا کام کرتی ہے جس کے وزن کے نیچے اوراق دبے رہتے ہیں تو جیسے ہی وہ اٹھتی ہے تو فوراً اس پر وزن نہ کیا جائے تو اوراق پریشان ہو جاتے ہیں پیغمبر جیسی ہستی اٹھی مسلمان اورق کی طرح دنیا میں اڑنے لگے حد یہ ہے کہ کتاب اسلام کے ۷۳ اوراق ہو گئے کوئی ادھر اڑ گیا کوئی ادھر اڑ گیا اوراق نے اپنی منزل چھوڑ دی ہواؤں کے جھونکوں نے اڑایا۔ وہ ہی ورق اپنی منزل پر رہ سکتا تھا جس پر اتنا ہی وزن رکھا ہو جتنا وزن پیغمبرؐ میں تھا وزن پیغمبرؐ جسد خاکی نہ تھا وزن پیغمبرؐ وزن نورانی تھا۔ نور بھی وزن رکھتا ہے خدا نے اعلان کیا اگر قرآن پہاڑ پر نازل ہوتا تو پہاڑ کے پرخچے اڑ جاتے تو قرآن ہے نور۔ تو یہ نور ہے اتنا وزنی کہ پہاڑ بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے اس نور کو برداشت کیا نور پیغمبر نے کیونکہ وزن کو وزن سنبھالتا ہے۔ اس سے عظمت پیغمبر ظاہر ہوتی ہے کہ جس نور سے پہاڑ پھٹ جائے اسے قلب پیغمبرؐ نے سنبھالا نور پیغمبرؐ اتنا وزنی تھا کہ اس نے قرآن کے وزن کو اپنے صدر پر سنبھالا تو جب پہاڑ وزنِ نورِ قرآن کو نہ سنبھال سکتے تھے (فرض کیجئے) کہ اگر آپ پہاڑ پر گریں گے تو پہاڑ کا کچھ نہ ہوگا اور اگر پہاڑ آپ پر گرے گا تو کچل جائینگے میں اصحاب

کی بات نہیں کرتا مگر سارے اصحاب رسول اگر پہاڑ پر چڑھ جاتے تو پہاڑ کا کچھ نہ بگڑتا مگر ایک پہاڑ بھی اگر سارے اصحاب پر گرتا تو سب کچل کر رہ جاتے تو ایک پہاڑ برداشت نہ کر سکتے تھے۔ اصحاب چہ جائیکہ قرآن۔

قرآن کو رکھنا تھا یا جانا تھا اگر قرآن کو واپس لینا ہوتا تو خدا ایک ہی نور بھیجتا جو نور اس قرآن کو سنبھالتے لیکن چونکہ قرآن کو قیامت تک رہنا تھا اس لئے اس نے نور کے حصے کیے تا کہ ہر نور میں اتنا ہی وزن ایک نور رہے جو وزن قرآن کو سنبھال لے تو قرآن بھی وزن پیغمبرؐ اسلام بھی وزن۔ پیغمبر میں نورانی وزن تھا اسی نور کو ۲ حصوں میں بانٹا ایک حصے سے پیغمبر کو بنایا دوسرے حصے سے علی ابن ابی طالب کو ہمارے پاس اصل قرآن نہیں ہے ہمارے پاس اس کی نورانی شبیہ ہے۔ قرآن مختلف طریقوں سے چھپے ہوئے ملتے ہیں۔ اتنے چھوٹے قرآن بھی ملتے ہیں جو بچوں کے گلے میں تعویز بنا کے ڈال دیئے جاتے ہیں ایسے قرآن بھی ہیں جن کو سب ہاتھ میں لیکر پڑھ سکیں۔ اور ایسے وزنی قرآن بھی ہوتے ہیں جو ہاتھوں پر سنبھل نہیں پاتے تو اس کے لئے رحل رکھتے ہیں رحل پر رکھ کر قرآن پڑھتے تھے جیسا وزنی قرآن ویسی رحل اگر ایک قرآن بڑی دفتی کا آپ کے پاس ہے۔ اور ایک چھوٹی سی رحل ہے اور آپ کا بیٹا قرآن اٹھا کر اس پر رکھنے لگا۔ آپ فوراً کہیں گے دیکھو بیٹا یہ نہ کرو۔ یہ قرآن وزنی ہے یہ رحل نہ سنبھال سکے گی ایسا نہ ہو کے بے ادبی ہو جائے وزنی رحل لاؤ وزنی جو اس

کے وزن کو سنبھالے اور آپ تو چھوٹی رحل پر بڑا قرآن نہ رکھیں خدا جو خالقِ قرآن ہے۔ جس نے قرآن میں وزن دیا اس نے رحل بنائی نبوت کی۔ اور جب نبوت کو بلا لیا تو اسنے امامت کی رحلیں بنائی تا کہ ایک سے دوسرے پر پہنچتا رہیگا۔ یہ سلسلہ علیؑ ابن ابی طالبؑ سے شروع ہوا۔ ان رحلوں کا سلسلہ قائم ہے آخری کا نام بھی محمد ہے حجت خدا سے دنیا خالی نہیں رہتی اس کی ساری دنیا قائل ہے۔ مسلمانوں کا ایک فرقہ بھی نہیں مانتا سب فرقے مسلمانوں کے مانتے ہیں کہ ایک ہادی آئے گا۔ اور ہدایت کرے گا بلکہ دوسرے مذاہب بھی مانتے ہیں۔ یہودی کے پاس بھی عقیدہ ہے کہ کوئی آئے گا ہندو دھرم والے بھی کہتے ہیں کہ کوئی آئے گا سب کہتے ہیں کہ کوئی آئے گا۔ یہ کوئی نہیں بتاتا کہ کون آئے گا تو اس نہ پوچھئے کہ کون آئے گا ۔ کہ کوئی آئے گا۔ اس سے پوچھے جو آنے والے کا نام جانتے ہیں۔ اس کا نام ہے محمدؐ یہ عجب منزل ہے کہ خدا نے ہدایت کو محمدؐ ہی میں تمام کیا ہے۔ نبوت تمام کی تو محمدؐ پر اور امامت تمام کی تو محمدؐ پر اب جب وہ آئے گا تو صحیح دین پہنچائے گا۔

اب سب آس لگائے بیٹھے ہیں کہ آئے۔ ہمارے دین پر رہے گا وہ آئے گا تو سب کی آنکھیں کھولیں گی اور ہم اسکے پر نہیں ہیں ہم اس کی بتائی ہوئی شریعت پر نہیں ہیں۔ وہ نماز پڑھے گا کس کے طریقے پر امام حسنؑ عسکری کے طریقے پر امام حسنؑ عسکری کے طریقے پر امام حسنؑ عسکری نے پڑھی امام علی

Presented By: https://jafrilibrary.org

النقیؑ کے طریقے پر انہوں نے نماز پڑھی امام تقی کے طریقے پر امام رضا کے طریقے پر انہوں نے نماز پڑھی امام موسیٰؑ کاظم کے طریقے پر اور اس امام نے پڑھی امام جعفر صادقؑ کے طریقے پر انہوں نے پڑھی امام محمد باقرؑ کے طریقے پر انہوں نے نماز پڑھی امام زین العابدینؑ کے طریقے پر اور اس امام نے پڑھی امام حسینؑ کے طریقے پر امام حسینؑ نے پڑھی امام حسنؑ کے طریقے امام حسن نے نماز پڑھی کس کے طریقے پر امام علی ابن ابی طالبؑ کے طریقے پر علیؑ نے نماز پڑھی کس کے انداز پر جیسے رسولؐ اسلام پڑھتے تھے۔ رسول کی نماز کا جو دشوار ہے تو جو ہادی علیؑ کے طریقے پر نماز پڑھتے رہے وہ نماز دستور کے مطابق اور جس کی نماز کا طریقہ بدلا ہوا ہے وہ جب اس ہادی کو دیکھیں گے اور کبھی جن کے پیچھے پڑھ رہے تھے ان کو دیکھیں گے کہ ہم نے کیسے پڑھی اور ہم کیسے پڑھ رہے ہیں اور اس کے اللہ ہونے کی خبر نبیؐ دے چکے۔ اب سمجھ میں آیا کہ ہمارا راستہ غلط ہو گیا۔ تو مسلمان کا فریضہ ہے کہ ایسے راستے پر چلیں کہ دینِ محمدؐ بدلنے نہ پائے۔ شریعتِ محمدؐی تبدیل نہ ہونے پائے۔ آپ کو یہ غلط فہمی پیدا کی جاتی ہے کہ یہ تم کو اہلبیتؑ کے طریقے پر چلانا چاہتے ہیں۔ ہم آل محمدؐ کے طریقے کی تعلیم نہیں کرتے۔ ہم رسولؐ کے طریقے کی تعلیم کرتے ہیں مگر اس کو کیا کریں کہ رسولؐ کا طریقہ دوسروں نے بدل دیا۔ کیوں بدل دیا۔ یہ اپنانے پر مجبور تھے وہ بدلنے پر مجبور تھے۔ یہ (علیؑ) اپنانے پر مجبور تھے کہ یہ رسولؐ کے

جانشین تھے۔ لہٰذا رسولؐ کا طریقہ بدل نہیں سکتے تھے۔ دوسرے شریعت بدلنے پر مجبور تھے۔ اگر طریقہ نہ بدلتے تو ان کو چھوڑ کر اُنکے پیچھے نماز کیوں پڑھتا؟

آپ اجلیہ علماء سے پوچھئے۔ اپنے اپنے فرقوں کے کہ دین رسولؐ کے معاملے میں کیا خیال ہے۔ یعنی ان آئمہ طاہرین کا مسلک ان کی سیرت ان کی زندگی کا کوئی حصہ رسولؐ اکرم کی سیرت سے مختلف ہے کون کہہ سکتا ہے کہ مختلف ہے؟ اگر کہیں گے مختلف تھے تو میرے پاس لائے۔ اور نہ آئیں تو مجھے لے چلئے۔ یہ فرقوں کا جھگڑا نہیں ہے یہ ہماری تمہاری نجات کا معاملہ ہے۔ یہ شخصیتوں کی بحث نہیں ہے ہماری تمہاری نجات کی بحث ہے اس لئے خدا پر ضروری تھا کہ وہ ہدایت کا ایک ایسا سلسلہ باندھے کہ جو گمراہی سے جدا ہے اس لئے پیغمبرؐ اسلام کو حکم ہوا۔ میرے نبیؐ قل لا السلکم علیہا اجر اًالا لمو دۃ فی القربیٰ ۔ میرے رسول ان مسلمانوں سے کہہ دیجئے۔ تم سے اجر رسالت کے بدلے کوئی سوال نہیں ہے۔ سوائے اس کے کہ اہلبیتؑ سے محبت کرتا رہے۔ جب ان سے محبت ہوتی تب دشمن کو پہچان لیتا۔ جب تک محبت نہیں ہوگی آل محمدؐ کو پہچان نہیں سکتا اور دشمنِ آل محمد دشمن دین اسلام بنتا ہے دشمن رسول ہوتا ہے۔

یہ محبت ہے کیا؟ محبت دیکھی نہیں جا سکتی محسوس کی جاتی ہے۔ محبت ہے اس کی کشش جس طرف کشش محسوس ہوتی ہے آپ کہتے ہیں مجھے اس سے محبت ہے تو کشش کا نام ہے محبت۔ بغیر محبت نظام کائینات چل نہیں سکتا۔ خدا

نے کائینات کو خلق کیا ہے نظام کشش پر یہ زمین یہ آفتاب یہ چاند یہ سب کشش پر ہے آپ بھی نظام کشش میں شامل ہیں۔ اس کشش ارضی کو انگریزی میں کہتے ہیں گریوٹی۔ گریوٹی جسکا کام ہے حد میں رہنا زمین میں کھینچے ہوئے ہے۔ یہ زمین کی کشش اس کا سبب ہے کہ زمین پر چلتے پھر تے ہیں۔ اگر یہ گریوٹی نہ ہوتی تو نہ جانے کب کے زمین سے الٹ گئے ہوتے۔ زمین کی کشش نے ہمیں باقی رکھا زمین بھی گھومتی ہے چکر لگاتی ہے۔ اسلام میں ایسا چکر چلا کے جس نے بڑوں بڑوں کو چکر دیا اب تک بڑے بڑے چکر میں ہیں کہ معاملہ کیا ہے صحیح مانے یا قرآن جو اس چکر میں پڑا اگر کشش رکھتا ہے تو وہ سنبھلا رہے گا۔ اگر کشش نہیں رکھتا تو گیا۔ جب نظام کائینات میں کشش کی ضرورت تھی تو خدا نے دیکھا کہ رشد کو غئی سے ایک تو کر دیا ہدایت کے دائرے سے باہر ہے دائرہ گمراہی کا۔ یہاں رسول آئے دین سمجھایا۔ دین کی ذہنیں چھوڑ تا رہا۔ لہذا مرکزیت چاہیئے۔ کشش چاہیے۔ مسلمانوں پر نبیؑ کی اجر رسالت واجب ہے۔ اجر وہی ہے کہ دین پر باقی رہو اسکی بات مان لی جائے نبیؑ جو پیغام لائے تھے باقی رہ جائے۔ اس دین سے پھر جانا گمراہی ہے۔ اس دین پر باقی رہنا ہی مختتانہ ہے۔ ابلیس ایسے ایسے چکر چلائے گا کہ دائرے سے باہر کر دیگا اگر تمھاری محبت رہی آل محمدؑ سے تو یہ کشش تمھیں دائرے میں باقی رکھے گی۔

ہماری کشش ہے زمین سے ایک پتھر اٹھا کے پھینک دیا آسمان کی

طرف۔ معلوم ہوا طاقت ہٹاتی ہے مرکز سے اسی لئے جنہوں نے گمراہی پھیلانا چاہی انھوں نے دنیوی طاقتوں پر زور دیا حکومتوں پر زور دیا کہ قوی بن کے طاقتور بن کے مسلمانوں کو مرکز سے ہٹائیں۔ اور قوت کے زور پر کھینچا اور کھینچ لے گئے ہٹانے والی تھی طاقت پلٹانے والی گریوٹی گریوٹی کھینچ لیتی ہے۔ جہاں طاقت ختم ہوئی وہیں یہ کشش کھینچے گی۔ جو پتھر پھینکا گیا جتنی طاقت سے پھینکا جائے گا اتنی دور جائے گا جہاں طاقت ختم ہو گی وہیں زمین کھینچ لے گی تو گریوٹی ایسی ہوتی ہے کہ پلٹنے ہی نہیں دیتی تو ہم سب زمین میں کیلوں کی طرح چپکے رہتے۔ لیکن گریوٹی کا مطلب یہ نہیں ہے کہ زمین چھوڑے گی نہیں بلکہ تم چلو پھرو ہم نہیں روکیں گے لیکن سواریوں پر بیٹھ کر چلو سائکلوں پر بیٹھ کر چلو یعنی حرکت سے نہیں روکتی گریوٹی۔ گریوٹی کا کام ہے دائرے سے باہر نہ جانے دینا دائرے کے اندر جدھر چاہے جاؤ آؤ۔

محبت اہل بیتؑ کا ہی یہ مطلب نہیں ہے کہ گناہ کرنے ہی نہ دے گی محبت معصوم نہیں بنا دیتی۔ گناہوں سے پاک کرتی ہے۔ کم سے کم گناہ ہو سکتے ہیں معصوم نہیں بناتی محبتِ اہلبیتؑ بھی گناہ گار ہو سکتا ہے۔ اور ہم محبان اہلبیت کو اپنے گناہوں کا اقرار ہے ہم یہ نہیں کہتے ہم گناہوں سے پاک ہیں مگر ابلیس کا اتنا ہی اثر ہوتا ہے کہ ادھر سے ادھر ہٹا دیا ادھر سے ادھر ہٹا دیا۔ مگر چونکہ محبت ہے لہذا اسے نکال نہیں پاتا کیونکہ محبت اہلبیتؑ دائرے میں رکھتی ہے ابلیس

دائرے اسلام سے ہمیں باہر لے نہیں جا سکتا جس کے پاس محبت اہلبیتؑ نہیں
اس کو دائرے اسلام سے باہر لے جاتا ہے ابلیس ان سے بھی خوب نمازیں
پڑھاتا ہے اب جو کہ دائرے کے باہر ہے جتنی نمازیں پڑھیں وہ بے کار جتنے
روزے رکھے وہ بے کار یہ ہے کارِ ابلیس۔ ہماری کشش زمین سے۔ زمین کی
کشش ہے آفتاب سے زمین گھومتی ہے آفتاب کے گرد زمین کی کشش ہے
آفتاب سے ہماری کشش زمین سے ہم بھی کشش میں شامل ہیں۔ ہمارا زمین
پر رہنا ہی دلیل ہے کہ ہم نظام کشش میں ہیں۔ جس دن زمین کی کشش سے
جدا ہو جائیں گے۔ آفتاب کی کشش سے بھی جدا ہو جائیں گے کیونکہ ہماری
کشش آفتاب سے بالواسطہ ہے براہ راست نہیں ہے۔ اسی طرح ہمارا تعلق
خدا سے براہ راست نہیں ہے بلکہ بالواسطہ ہے تو جس دن آل محمدؐ سے
جدا ہو جائیں گے تو خود بخود خدا سے جدا ہو جائیں گے۔

ہماری کشش زمین سے زمین کی کشش آفتاب سے آفتاب کی کشش
کسی اور آفتاب سے قدرت دکھانا یہ چاہتی تھی کہ ہر مرکزیت نور ہے کہ جس
پر نظام کائنات بھی دیا ہے۔ مرکز نبیؐ تھا نور مگر خدا نے کردئے اس نور کے دو
حصے اور کہا کہ کشش اور کہا کہ کشش کا معجزہ دکھا کر آنا۔ ایک سے کہا چاند کو دو کر
کے آنا دوسرے سے کہا آفتاب کو پلٹاتے آنا اگر آپ نے اس نبیؐ کے بعد آپ
کو کسی کی طرف مڑ کر نہیں، لکھنا چاہئے سوائے اس کے جو آفتاب کو پلٹا دیتا

ہو۔ جب تک اہلبیتؑ کی محبت دل میں رہتی ہے مسلمان حق کی تلاش میں رہتا
ہے اور جب گریوٹی کا رشتہ ٹوٹا تو پھر اس کشش کے مسلمان باقی نہیں رہ سکتے
۔بعض کہتے ہیں کہ کعبے میں پیدا ہونے میں فضیلت کیا ہے جبکہ علیؑ اس وقت
پیدا ہوئے جبکہ کعبہ میں بت تھے یعنی کعبہ بت خانہ تھا تو کیا ابراھیمؑ نے بت
خانہ بنایا تھا؟ کیا اللہ نے بت خانہ قبول کیا؟ کہا نہیں صاحب ابراھیمؑ نے بت
خانہ نہیں بنایا تھا بلکہ کعبہ بنایا تھا۔ تو بنا ہی کعبہ پھر یہ بت خانہ کس نے بنادیا۔ کہا
بت پرستوں نے بنادیا۔ اللہ نے علیؑ کو جب پیدا کیا تو اپنا گھر سمجھ کر؟ اسی لئے تو
پیدا کیا کہ تمہارے بت رکھنے سے کیا ہوتا ہے تم ۳۶۰ بت رکھو میں ایک ولی
پیدا کروں گا جو میری حقیقت ثابت کرے گا تمہارے ۳۶۰ بت کو جھوٹا ثابت
کریگا۔ یعنی خدا نے یہ بتایا کہ جب بت کی خدائی کی کثرت علیؑ کا کچھ نہ بگاڑ
سکی تو اصحاب کی کثرت کیا بگاڑ یگی ۳۶۰ بت ایک طرف علیؑ ایک طرف
۳۶۰ بت رہے تو کیا گھر میرا ہے تو علیؑ کی ولادت ثابت کرتی ہے کہ کعبہ تھا کہا
جاتا ہے کہ کعبہ تھا ابراھیمؑ نے بنایا تھا مگر جب علیؑ پیدا ہوئے اس وقت تو بت
تھے۔ اچھا کعبے کی طرف سجدہ کب ہوا۔؟ دو روایتیں ہیں ایک ۲ھ کی اور ۳
ھ کی پیغمبر دعا کرتے بار بار آسمان کی طرف دیکھتے؟ معلوم ہوا کعبے کی طرف
سجدہ نبیؐ کی وجہ سے ہوا۔ قرآن سے ثابت ہے آپ کہتے ہیں بت خانہ
تھا۔ جب علیؑ پیدا ہوئے ۳ھ میں حکم ہوا ہے کعبے کی طرف سجدہ کرو جب

سجدہ کیا ہے اس وقت کعبہ تھا یا بت خانہ تھا؟

کعبے سے بت ہٹے ہیں ۱۰ھ میں فتح مکّہ کے بعد علیؑ دشمنی میں تاریخ بھی بھول گئے بتوں کو ہٹایا ہے علیؑ نے فتح مکّہ کے بعد دوش نبی پر قدم رکھ کر بت ہٹے ۱۰ھ میں سجدے ہوئے تیسری ہجری سے اے پالنے والے پہلے بتوں کو ہٹا دے پھر سجدہ کرا۔ قدرت یہ کہے گی دنیا کہے گی علیؑ کے پیدا ہونے میں شرف کیا بت خانہ تھا۔ تو تم جواب دینا جب نبیؐ سجدہ کرتے تھے کعبے کی طرف بت خانہ تھا یا کعبہ؟ تو یہ ۷ برس تک ۳ھ سے ۱۰ھ تک سجدہ ہوتا رہا بت خانے کو یا کعبے کو؟ اللہ اللہ رسول اور کیسے کیسے بڑے بڑے اصحاب اور بت خانے کو سجدہ کرتے رہے؟ اب تو کہنا پڑے گا کہ بت رکھنے سے کیا ہوتا ہے وہ تو کعبہ تھا۔ تو جب علیؑ کی ولادت ہوئی تو بت رکھے ہوں تو کیا ہوتا ہے ابراھیمؑ کا بنایا ہوا کعبہ ہی تھا۔ علیؑ کی ولادت کا شرف ہٹا دو گے تو نبیؐ کی نماز بھی چلی جائے گی بس حضور وہ کیا جانے کعبے کا احترام قتل حسینؑ ابن علیؑ کے لئے یہ طے کیا کہ جب حسینؑ حجرِ اسود کا بوسہ دیں اس وقت سر قلم کر دو ایسے مسلمان تھے ۵۰ سال میں رشد چھوڑ کر غیّ کی طرف آ گئے نہ قرآن کا احترام نہ کعبے کا احترام نہ اللہ کا احترام نہ رسولؐ اللہ کا احترام اللہ نے بھی کہا دیکھنا چاہتے ہو تا کہ جب وہ شہید بھی کربلا میں شہید ہو دنیا کہہ دے کہ یہ کیسے مسلمان تھے جنھوں نے شبیہ رسولؐ کا بھی خیال نہیں رکھا آج کی مجلس میں ہم اس پر روتے ہیں جو شبیہ پیغمبرؐ تھا ہمشکل پیغمبرؐ جناب علی اکبرؑ

ساتویں مجلس

بسم اللہ الرّحمٰنِ الرّحِیم

لَا اِکْرَاهَ فِی الدِّیْنِ ۙ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ۚ فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی ۗ لَا انْفِصَامَ لَهَا ۗ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝

برادرانِ ملت۔ پروردگارِ عالم کا ارشاد ہے کہ دین میں جبر نہیں ہے زبردستی نہیں ہے۔ خدا نے رُشد و ہدایت کو گمراہی سے جدا کیا۔ جنھوں نے جھوٹے خداؤں سے انکار کیا اور اللہ پر ایمان لے آئے انھوں نے اس رسی کو پکڑ لیا جو ٹوٹنے والی نہیں خداوند عالم نے اس آیۂ کریمہ کے ذیل میں اس بات کی وضاحت کردی کہ مسلمانوں کو اپنی خوشی سے اپنی عقل سے اس دین کو قبول کریں یعنی اللہ نے جبر نہیں رکھا۔ لیکن مفکرین اسلام کا اپنے اپنے فرقہ کے مسلمانوں سے یہ کہنا کہ جو ہم کہتے ہیں وہی صحیح اسلام ہے۔ جب کہ نبی کو بھی کوئی جبر کا حق نہیں۔ دین اسلام وہ دین ہے کہ جس دین میں خداوندِ عالم نے قران مجید میں اصول و آئین اسلام کو عقلی دلائل سے اپنے دین کو ثابت کیا۔ اور ائمہ طاہرین نے عقلی دلائل سے اسلام کے اصول و آئین کو ثابت کیا تو

کسی بھی مفکر کو کسی بھی محدث کو کسی بھی حاکم کو چاہے وہ کتنا ہی بلند پایہ مقام کیوں نہ رکھتا ہو مسلمانوں میں یا کسی بھی محقق کو کسی بھی خلیفہ کو کسی بھی سلطان کو کسی بھی حاکم کو اس بات کا حق اسلام میں حاصل نہیں ہے کہ کسی پر جبر کر کے زبردستی منوائے اللہ اپنے دین کو جبر کے ذریعہ پھیلانا نہیں چاہتا عقل کے ذریعہ اسلام پھیلانا چاہتا ہے۔

ارشاد ہورہا ہے کہ ہم نے ہدایت کو واضح کر دیا۔ ہم نے گمراہی سے ہدایت کو جدا کر دیا تو اب کوئی مسلمان چاہے وہ محدث ہو مفکر ہو یا مقرر یا خلیفہ ہی کیوں نہ ہو۔ یا کسی فرقے کا امام ہی کیوں نہ ہو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ہر غئی و گمراہی کو رُشد و ہدایت سے ملادے اللہ نے جدا کیا گمراہی الگ کر دی لہذا اب جو گمراہی میں ہدایت کو ملانا چاہے کھلی ہوئی جنگ کرنا ہے۔ اور جب خدا جنگ پر آمادہ ہو جائے گا؟

ارشاد ہورہا ہے کہ جب جھوٹے خداؤں کا انکار کر دیا یعنی خدا ہدایت یافتہ انہیں کو سمجھتا ہے کہ جس نے جھوٹے خداؤں کا انکار کر دیا۔ اور جس کے ذہن تک میں جھوٹے خداؤں کی حکومت ہو اور اب بھی جھوٹے خداؤں پر اعتبار رکھتا ہو۔ اور جھوٹے خداؤں کے کہنے پر چل رہا ہو۔ وہ اللہ پر ایمان نہیں رکھتا ضرورت ہے اللہ پر ایمان کے لئے جھوٹے خداؤں سے انکار۔ اگر ہم نے جھوٹے خداؤں سے انکار نہیں کیا تو کبھی بھی اللہ پر ایمان نہیں لائے۔ آپ

کے سامنے میری گفتگو کی منزل ان منازل سے گزر چکی ہے کہ دین اسلام میں جبر نہیں ہے۔

اس منزل سے گفتگو گزر چکی کہ کسی کو حق نہیں کہ وہ رُشد میں گمراہی کو مدغم کرے۔ اب گفتگو جھوٹے خداؤں کی منزل میں ہے فمن یکفر بالطاغوت۔ جن لوگوں نے انکار کر دیا۔ جھوٹے خداؤں کا۔ ویومن باللہ اور اللہ پر ایمان لائے۔ یعنی اللہ پر ایمان لانے کی شرط ہے جھوٹے خداؤں کا انکار کرنا۔ یہ نہیں کہ ایمان لائے جھوٹے خداؤں کا انکار کرو بلکہ جھوٹے خداؤں کا انکار کر کے ایمان لاؤ پہلے تمام خداؤں کے منکر ہو جاؤ کہ وہ جھوٹے تھے اب اللہ پر ایمان لاؤ اس لئے کلمے کی ترتیب بھی یہی رکھی ہے۔ لاالہٰ الا اللہ کوئی خدا نہیں ہے سوائے خدائے واحد و یکتا کے۔ جب ہم نے تمام خداؤں کا انکار کر دیا تب ہم نے خدا کی وحدانیت کا اقرار کیا۔ انسان کی نفسیاتی کمزوری کیا ہے؟ انسان کو ہدایت سے جو چیز ہٹاتی ہے وہ انسان کا جذبہ ''اَنَا'' ہوتا ہے۔ جہاں انا ہو وہاں بھی قدرت کی تاسی و پیروی نہیں ہے اسلام نے سب سے بڑا سبق انسان کو دیا ہے وہ اَنانیت کے خلاف ہے۔ یعنی اَنا کو بھول جاؤ۔ یہ سونچو ہی نہیں کہ تم کچھ تھے یہ سونچو ہی نہیں کہ تمہارا وجود کوئی حقیقت و حیثیت رکھتا ہے۔ جب آئے ہو اللہ کی بارگاہ میں تو وہ جو کہے اس پر عمل کرنیکی قوت پیدا کرو۔ اور اگر اَنا باقی رہے گی تو اللہ کی اطاعت ممکن

کسی بھی مفکر کو کسی بھی محدث کو کسی بھی حاکم کو چاہے وہ کتنا ہی بلند پایہ مقام کیوں نہ رکھتا ہو مسلمانوں میں یا کسی بھی محقق کو کسی بھی خلیفہ کو کسی بھی سلطان کو کسی بھی حاکم کو اس بات کا حق اسلام میں حاصل نہیں ہے کہ کسی پر جبر کر کے زبردستی منوائے اللہ اپنے دین کو جبر کے ذریعہ پھیلانا نہیں چاہتا عقل کے ذریعہ اسلام پھیلانا چاہتا ہے۔

ارشاد ہو رہا ہے کہ ہم نے ہدایت کو واضح کر دیا۔ ہم نے گمراہی سے ہدایت کو جدا کر دیا تو اب کوئی مسلمان چاہے وہ محدث ہو مفکر ہو یا مقرر یا خلیفہ ہی کیوں نہ ہو۔ یا کسی فرقے کا امام ہی کیوں نہ ہو یہ حق حاصل ہے کہ وہ ہر غنی و گمراہی کو رُشد و ہدایت سے ملا دے اللہ نے جدا کیا گمراہی الگ کر دی لہذا اب جو گمراہی میں ہدایت کو ملانا چاہے کھلی ہوئی جنگ کرنا ہے۔ اور جب خدا جنگ پر آمادہ ہو جائے گا؟

ارشاد ہو رہا ہے کہ جب جھوٹے خداؤں کا انکار کر دیا یعنی خدا ہدایت یافتہ انہیں کو سمجھتا ہے کہ جس نے جھوٹے خداؤں کا انکار کر دیا۔ اور جس کے ذہن تک میں جھوٹے خداؤں کی حکومت ہو اور اب بھی جھوٹے خداؤں پر اعتبار رکھتا ہو۔ اور جھوٹے خداؤں کے کہنے پر چل رہا ہو۔ وہ اللہ پر ایمان نہیں رکھتا ضرورت ہے اللہ پر ایمان کے لئے جھوٹے خداؤں سے انکار۔ اگر ہم نے جھوٹے خداؤں سے انکار نہیں کیا تو کبھی بھی اللہ پر ایمان نہیں لائے۔ آپ

کے سامنے میری گفتگو کی منزل ان منازل سے گزر چکی ہے کہ دین اسلام میں جبر نہیں ہے۔

اس منزل سے گفتگو گزر چکی کہ کسی کو حق نہیں کہ وہ رُشد میں گمراہی کو مدغم کرے۔ اب گفتگو جھوٹے خداؤں کی منزل میں ہے فمن یکفر بالطاغوت۔ جن لوگوں نے انکار کر دیا۔ جھوٹے خداؤں کا۔ ویومن باللہ اور اللہ پر ایمان لائے۔ یعنی اللہ پر ایمان لانے کی شرط ہے جھوٹے خداؤں کا انکار کرنا۔ یہ نہیں کہ ایمان لائے جھوٹے خداؤں کا انکار کرو بلکہ جھوٹے خداؤں کا انکار کر کے ایمان لاؤ پہلے تمام خداؤں کے منکر ہو جاؤ کہ وہ جھوٹے تھے اب اللہ پر ایمان لاؤ اس لئے کلمے کی ترتیب بھی یہی رکھی ہے۔ لاالٰہ الااللہ کوئی خدا نہیں ہے سوائے خدائے واحد و یکتا کے۔ جب ہم نے تمام خداؤں کا انکار کر دیا تب ہم نے خدا کی وحدانیت کا اقرار کیا۔ انسان کی نفسیاتی کمزوری کیا ہے؟ انسان کو ہدایت سے جو چیز ہٹاتی ہے وہ انسان کا جذبہ ''اَنَا'' ہوتا ہے۔ جہاں انا ہو وہاں بھی قدرت کی تاسی و پیروی نہیں ہے اسلام نے سب سے بڑا سبق انسان کو دیا ہے وہ اَنانیت کے خلاف ہے۔ یعنی اَنا کو بھول جاؤ۔ یہ سونچو ہی نہیں کہ تم کچھ تھے یہ سونچو ہی نہیں کہ تمہارا وجود کوئی حقیقت و حیثیت رکھتا ہے۔ جب آئے ہو اللہ کی بارگاہ میں تو وہ جو کہے اس پر عمل کرنیکی قوت پیدا کرو۔ اور اگر اَنا باقی رہے گی تو اللہ کی اطاعت ممکن

ہی نہیں۔

اس لئے علماً نے حکماً نے کہا ہے آئمہ نے کہا ہے کہ **انـا** کو چھوڑ کر لو پیدا کرو یعنی اللہ جو حکم دیتا ہے اس پر عمل کریں داخلہ اسلام سے پہلے **انــا** کی مخالفت کیجئے وہ دائرے اسلام میں داخل ہو ہی نہیں سکتا جس میں جذبہ انا ہو تو مسلمان ہونے کی کنڈیشن شرط یہ ہے کہ وہ جذبے **انـا** کو دور کر دے ہم یہ نہ سوچیں کہ ہم کیا ہیں۔ ہم یہ نہ سوچیں کہ ہماری رائے کیا ہے۔ ہماری رائے کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ ہماری رائے کی حیثیت تو اس وقت تک تھی جب تک کہ ہم نے لاالہ الا اللہ نہیں کہا تھا ہم آزاد تھے لاالہ الا اللہ کہنے سے پہلے اس لئے ہم اس وقت انا کی پیروی کرتے تھے انانیت کی پیروی کر رہے تھے ہماری مرضی تھی چاہے ہم پتھر کے سامنے جھک جائیں۔ ہماری مرضی ہم نے چاہا درخت کے سامنے سر جھکایا۔ ہماری مرضی ہم نے چاہا بہتے ہوئے دریاؤں کی پرستش کی۔ ہماری مرضی ہم نے چاہا تو آفتاب کی پرستش کی۔ ہماری مرضی ہم نے چاہا تو ستاروں کی پرستش کی۔ ہم نے چاہا تو ہم نے چاند کی پرستش کی کیوں؟ ہم نے سمجھا کہ خدا درخت ہے ہم نے یہ ہی سمجھا کہ خدا پتھر ہے۔ ہم نے سمجھا کہ خدا دریا ہے۔ ہم نے یہ ہی سمجھا کہ خدا آفتاب و مہتاب ہے ہماری رائے اہمیت رکھتی تھی۔ خدا کے انتخاب کی لیکن جب ہم مسلمان ہوئے تو ہمیں پہلا سبق یہ دیا گیا کہ قولو لاالہ الا اللہ کوئی خدا نہیں ہے۔

جب ہم نے کہہ دیا کوئی خدا نہیں ہے تو اس میں پتھروں کا انکار درختوں کا بھی انکار شمس و قمر کی خدائی کا بھی انکار ہے اس میں انسانوں کی بھی خدائی کا انکار ہے جنھوں نے دعویٰ خدائی کیا۔ اور ایک خدا خود ہم میں شامل ہے ایک خدا ہم میں حلول کر چکا ہے۔ جس خدا کا نام ہے۔ **انـا**۔ یعنی انسان سونچتا ہے ہم جو طے کر لیتے ہیں اس سے ہٹتے نہیں یہ انا کا جذبہ ہے یہ سب سے بڑا بت ہے یہ سب سے بڑا خدا ہے۔ ہمارا فیصلہ ہماری طبیعت ہی **انـا** کفریت میں چلے گی **انا** لاالله ہیت میں نہیں چلے گی اس لئے کہ آپ ہی سب کچھ تھے تو اس معبود کو مانا کیوں؟ معبود کو مانا جو ہمارا خالق ہے ہماری بھلائی کو ہم سے بہتر سمجھتا ہے ہمارے فائدہ کو ہمارے نقصان کو ہم سے زیادہ جانتا ہے اس لئے کہا ہو گا جذبہ پیدا کرو۔ جو کچھ ہے سب خدا ہے ہم کچھ نہیں ہمارا کام اسکی عبادت ہے۔ وہ کہہ دے کہ کھڑے رہو تو کھڑے رہو تو کھڑے رہنے میں ہمارا فائدہ ہے وہ کہے بیٹھ جاؤ تو بیٹھ جانے میں ہمارا فائدہ ہے۔ نماز کیا ہے؟ نماز کا خدا احتاج نہیں ہے نماز انسان کے انا کو ختم کر دیتی ہے۔ پانچ وقت نماز پڑھ کر بھی اگر **انـــا** ہے تو نماز کا کوئی فیض نہ ملے گا۔ روزہ کیا ہے؟ بھوک لگی ہے بھوک کہتی ہے کھاؤ۔ پیاس کہتی ہے پانی پیو۔

ڈاکٹر کہتے ہیں کھانا نہ کھاؤ۔ نفس کہتا ہے کھاؤ پیو۔ یہ ہماری رائے ہے کھاتے پیتے رہنا۔ ماہ صیام میں طلوع سحر سے غروب آفتاب تک کچھ نہ کھاؤ

پچھ نہ پوچھو تو کیوں روزہ رکھا۔آپ نے ؟ کہا کہ اس کا حکم ہے۔ہم آپ یہ
یکھیں کہ ابلیس اسی کی کوشش کرتا ہے کہ اگر کوئی مسلمان پابند صوم وصلاۃ
ہوجائے تو عبادت اس کے انا کو مٹادے گی ۔لہٰذا نماز میں انا شامل کردی
۔یعنی ہمارا جی چاہیگا پڑھیں گے۔جب انا شامل ہوگئی تو نماز بے کار
ہوگئی۔جب چاہیں گے روزہ کھولیں گے ذرا دیکھئے آپ مسلمانوں کے روزہ دو
وقت کھلتے ہیں کوئی پانچ منٹ پہلے کھولتے ہیں۔اور کوئی پانچ منٹ بعد کھولتے
ہیں۔قرآن کی آیت ہے کہ لیل پر روزہ رکھو اور لیل کہتے ہیں رات کو رات کا
اطلاق ہوتا ہے آفتاب کے غروب کے بعد دو صورت نہیں ہے صورت ایک ہی
ہے۔اب وقت دو نہیں ہے تو دونوں میں **انا** شامل ہے۔اگر لیل ۵ منٹ بعد
آتی ہے تو جو ۵ منٹ پہلے روزہ کھولتے ہیں وہ اپنی انا پر روزہ کھولتے ہیں۔اور
اگر لیل ۵ منٹ پہلے آجاتی ہے تو جو ۵ منٹ بعد روزہ کھولتے ہیں وہ ان کی **انا**
پر کھولتے ہیں اگر سارے مسلمان ایک وقت پر روزہ کھولتے تو وقت ایک ہوتا تو
مختلف نہ ہوتے اگر سارے مسلمان اللہ کی نماز پڑھتے تو مسجدیں الگ نہ ہوتیں
۔نمازوں کا فرق بتارہا ہے کہ مسلمانوں میں **انا** ہے۔

حج کے مسائل مختلف ۔زکواۃ کے مسائل مختلف۔یہ اختلاف کیوں
ہوا؟ جب اسلام نام ہے ہو کی پیروی کا تو اختلاف کی گنجائش ہی کیا۔یہ
اختلاف پیدا ہوا انا کی وجہ سے۔جب مسلمانوں میں انا پیدا کیا تو انہوں نے کہا

کہ ہم کہتے ہیں کہ یہ ہے۔یہ نہ کہا کہ خدا نے کیا کہا ہے انانیت کی وجہ سے ہم یہ
کہتے ہیں انہوں نے کہا کہ ہم یہ کہتے ہیں۔اب کس نے کیا کہا۔مسلمان نے
اس کی پیروی کی۔آپ کو یہ نہیں دیکھنا ہے کہ امام حنبلی کیا فرماتے ہیں آپ کو یہ
نہیں دیکھنا ہے کہ امام شافعی کیا فرماتے ہیں آپ کو یہ نہیں دیکھنا ہے کہ امام
مالک کیا فرماتے ہیں۔آپ کو یہ نہیں دیکھنا ہے کہ علماً دیو بند کیا فرماتے
ہیں۔آپ کو یہ نہیں دیکھنا ہے کہ علماء بریلی کیا فرماتے ہیں۔آپ کو یہ نہیں دیکھنا
ہے کہ علماء شیعہ کیا کہتے ہیں۔کیونکہ اسلام علماء کا لایا ہوا نہیں ہے نہ حنبلیوں کا
لایا ہوا ہے نہ دیوبندیوں کا لایا ہوا۔بلکہ اسلام ہو کا دین ہے یہ مسلمان کا فریضہ
ہے کہ اسکی نظر ہو پر رہے اور گمراہی سے اپنے آپ کو بچاتا ہوا انا کا انکار کرتا
چلے۔آج جو اختلافات ہے وہ خالی فرقوں کے نہیں ہے بلکہ فرقوں کے اندر بھی
ہیں۔یہ ہی نہیں کہ شیعہ سنی اختلاف ہے یہ ہی نہیں کہ اہل سنت کا اختلاف ہے
بلکہ اہل سنت میں بھی فرقے بن گئے ہیں یہی نہیں کہ جو فرقے بن گئے ہیں یا
انہیں پر اختلاف ختم ہے بلکہ جو اُٹھتا ہے وہ اپنا اپنا خیال پیش کرتا ہے۔آپ نے
دیکھا کہ ایک شیعہ مذہب کا دعویٰ کرنے والے نے ایلیٹیڈ ڈ ویکلی میں مضمون
لکھا یہ کیوں لکھا۔اس کے سامنے آیا۔**اَنا** میرا یہ خیال ہے تو جہاں سے **اَنا**
آتی ہے انسان ٹھوکر کھاتا ہے پر وہ لکھنے والا بہکتا ہے جس میں **اَنا** آتی ہے۔
ہر وہ محقق بہکتا ہے جس میں **اَنا** ہوتی ہے ہر وہ حدیث بیان کرنے

والا بہکتا ہے جس میں اَنــا آتی ہے۔ ہر وہ عالم بہکتا ہے جس میں اَنــا ہوتی ہے۔ ہر وہ خلیفہ بہکتا ہے جس میں اَنا ہے اسپرٹ آف اسلام کیا ہے؟ روحِ اسلام کیا ہے؟ اَنــا کو فنا کرنا اور ھو کی پیروی کرنا صرف مسلمان یہ سمجھ لیتا کہ اسلام کا نام کرنا ہے اللہ کی پیروی۔ جس نے ھو چھوڑا اَنــا اختیار کی گمراہ ہوا تو جب گمراہ ہوا تو جہنم گیا کیوں کہ خدا کہتا ہے کہ ہم نے جو ذریعہ مغفرت بنائے تھے اس پر باقی نہیں رہے۔ اَنا نے تم سے جو کروایا اس کی سزا بھگتو اگر تم ھو پر چلے ہوتے تو آج گمراہ کیوں ہوئے ہوتے۔ لیکن نبی کہتا ہے کہ اسلام کے ۷۳ فرقے ہونگے ان فرقوں میں سے ایک فرقہ ناجی ہوگا۔ یہ حدیث پیغمبر دلیل ہے کہ ۷۳ میں ایک فرقہ ہوگا جس کے پاس ھو ہوگا۔ اَنا نہیں ہوگا۔ یہ اَنا پیدا کون کررہا ہے یہ ھو کی دعوت کون دے رہا ہے۔ ھو کی دعوت دینے والے رسول انبیاء کرام اَنا پیدا کرنے والا اَنا کا بانی (ابلیس) کیا کہا تھا اس نے؟ حکم ہوا کہ جب میں آدم کے جسم میں روح پھونکونگا جیسے ہی روح پھونکو سب اپنی پیشانیاں جھکا دیں۔ الا ابلیس۔

اُس نے کہا مجھکو تو نے آگ سے پیدا کیا اور اس کو تو نے مٹی سے پیدا کیا۔ جب آگ مٹی پر افضل ہے تو مفضول کے سامنے سر کیوں جھکائے؟ یہ اَنــا کا جذبہ تھا۔ یہ ابلیس نے کہا۔ مسلمانو تم نے کتنی نمازیں پڑھیں ہیں کتنی تسبیح کی ہے شیطان جتنی عبادت مسلمانوں میں کسی کی نہیں۔ اتنی عبادت ہوتی تو اللہ

بلا لیلۃ صیف ملائکہ میں جب شیطان کی عبادت (حدف) ختم ہوگئی اَنــا کی وجہ سے تو تم میں اَنــا کا زعم کہاں رہیگا۔ جب اسلام کی گفتگو سننے مسلمان آیا تو یہ چھوڑ یئے کہ میں حنفی ہوں میں شافعی ہوں میں مالکی ہوں میں حنبلی ہوں۔ میں دیوبندی ہوں۔ میں بریلوی ہوں میں شیعہ ہوں میں میں آئی تو کچھ سمجھ میں نہیں آئے گا۔ یہ سونچیں کہ میں کچھ نہیں ہوں جو کچھ ہے تو ہے۔ تیرا دین کیا ہے تیرا پیغام کیا ہے ہم وہ سننا چاہتے ہیں۔ تو جب چھوڑ کے چلے گا پیروی خدا کے لئے جب ہی اسلام سمجھ میں آئے گا۔ اس لئے کہ جیسے یہ بارہ دری ہے۔ اسی کو نظر آئیگا جو آنکھوں سے دیکھ رہا ہے۔

اور کسی نے چشمہ رنگین لگالیا۔ رنگ بدل جائے گا۔ کسی نے سبز چشمہ لگالیا رنگ بدل جائیگا۔ کسی نے سرخ چشمہ رنگین لگالیا رنگ بدل جائے گا دیوار کا رنگ نہیں بدلا آپ کی عینک نے رنگ بدل دیا۔ اسلام آج تک نہیں بدلا۔ آپ نے جسکی پیروی کی ہے اس نے بدل دیا تو رنگین عینک رنگ بدل دیتی ہے۔ رنگین عینک کسکی آنکھ پر ہے؟ سب کی آنکھوں پر ہے سب کی آنکھوں پر ہے آپ کہیں گے یہ آپ نے کیسے کہا؟ یہ تو سامنے کی بات ہے آپ بھی عینک لگا کے بیٹھے ہیں اور لوگ بھی عینک لگائے بیٹھے ہیں دیوار کیسی ہے میں نے کہا سفید، جو گلابی عینک لگائے ہوئے ہے کہے گا گلابی۔ جو سبز عینک لگائے ہے وہ کہے گا سبز جو سیاہ عینک لگائے ہے کہے گا سیاہ تو شیشے نے رنگ بدلا۔ دیوار ہے

سفید آپ کہہ رہے ہیں رنگین تو جو سفید کو سفید کہے سمجھئے کہ وہ رنگین عینک نہیں لگائے ہے اور جو سفید دیوار کو رنگین کہہ رہا ہے وہ کوئی نہ کوئی عینک ضرور لگائے ہوئے ہے۔ اسلام کے ۷۳ فرقے ہیں سب کی کتابیں پڑھ جائے اور سب کی حدیثیں دیکھ جاؤ۔ رسول کی سیرت رنگین نظر آئے گی مسلمانوں کی تاریخوں میں احادیث کی کتابوں میں رنگینی تو ہوگی۔ اگر نہ ہوتی تو رنگیلا رسول کیوں لکھی جاتی۔ ہم نے بغیر عینک کے نور کو دیکھا ہے آپ کہیں گے آپ میں سے کتنوں نے دیکھا ہے۔ دیکھنے کے لئے آنکھیں ہی نہیں دل سے بھی دیکھا جاتا ہے۔

مولائے متقیان سے یہودی نے سوال کیا کہ یا علیؑ آپ نے خدا کو دیکھا ہے علیؑ نے کہا ہاں۔ دیکھا ہے۔ گھبرا گیا۔ یہودی نے کہا کیسے؟ علیؑ نے کہا آنکھوں سے نہیں دیکھا ہے بلکہ دل کی آنکھوں سے دیکھا ہے یعنی دل کی بھی آنکھ ہوتی ہے تو جیسے علیؑ نے دل کی آنکھوں سے خدا کو دیکھا ہے ویسے ہی ہم نے بھی دل کی آنکھوں سے محمد وآلِ محمد کو دیکھا ہے۔

تو حضور **اَنا** اسلام کو برباد کرتا ہے سب سے بڑا طاغوت **اَنا** ہی ہے اور **اَنا** کا بانی ابلیس۔ انانیت کا ذریعہ کیا ہے؟ مجھ کو تو نے آگ سے بنایا۔ انکو تو نے مٹی سے بنایا۔ **اَنا** پہلا نام غرور کا ہے سے بنایا ہے؟ یہ دیکھو یہ ہے دلیل انانیت کہ کس چیز سے بنا ہے ملائکہ نے یہ نہیں دیکھا کہ کاہے سے بنا ہے جو ھو کے پیرو ہے۔ چاہے کس سے بنا ہے ہم تو تیرے بندے ہیں تو کہے گا سر جھکا

دینگے تو جو حکم پر سر جھکا دے وہ ھو کا قائل اور جو دیکھے بنا کاہے سے ہے وہ اَنا کا پابند۔ آپ کے علماء فتویٰ دیتے ہیں عزاداری کے لئے کہ یہ علم تم نے بنایا کاہے سے۔ پیتل اور چاندی سے بنایا یہ تعزیہ بنایا یہ تو دیکھنے میں بنا کاہے سے ہے؟ یہ دیکھنا دلیل اَنانیت ہے حسینؑ کی عزاداری ثابت کر دیتی ہے کہ مسلمانوں تم میں **اَنا** ہے جس میں اَنا ہو وہ ھو کا پابند نہیں ہوتا۔ ہم یہ نہیں دیکھتے کہ بنا کاہے کا ہے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ ہمیں تعظیم کا حکم ہے جو ھو کا پابند ہے وہ سر جھکا دیتا ہے تو اسلام ہے **اَنا** کو چھوڑ کر ھو کی پیروی کرنا جتنے رسول آئے ھو کی تبلیغ کرتے آئے اور تنہا ابلیس **اَنا** کی تبلیغ کرتا ہے۔ جناب آدم کے بیٹے تھے ہابیل وقابیل۔ ہابیل ھو کا پابند قابیل میں **اَنا** نوح کا بیٹا۔ میں بچ جاؤں گا۔ مجھے یہ پہاڑ بچائے گا۔ وہ ہی **اَنا**۔ نبی کہہ رہا ہے کوئی نہیں بچائے گا۔ کشتی میں سوار ہو جا۔ سب صاحبان ایمان آئے۔ نوح کا بیٹا **اَنا** پیرو نہیں آیا۔ نتیجہ کیا ہوا خود بھی ڈوبا اور اس کا **اَنا** بھی ڈوبا۔

اسی گمراہی سے بچانے کے لئے نبی کہہ گئے مسلمانوں میرے اہلبیتؑ کی مثال کشتی نوح کی ہے۔ جو اس پر سوار ہو گیا اسکو نجات ملی اور جس نے یہ کشتی چھوڑ دی وہ ڈوبا۔ اب تاریخ میں دیکھو کہ کون کون اصحاب آلِ محمدؐ کے ساتھ تھے اور انکو ملیگی نجات اور جن میں تھا **اَنا** وہ ڈوبیں گے۔ کیونکہ **اَنا** ڈبو دیتا ہے ھو کیا ہے۔ جو نبی کہہ گئے اس کا نام ہے ھو خدا نے کسی مسلمان سے بات نہیں کی

خدا نے بات کی نبی کے ذریعہ۔ نبی کی تعریف یوں کی ہے وما ینتق عن الھوی ان ھوا الا وحی یو حا ۔ میرا حبیب تو بات ہی نہیں کرتا بغیر حکم کے مطلب سمجھے مسلمانوں جب نبی اپنے سے بات نہیں کرتا اور وہ جو تو لو کہتا ہے وہ ہی کہتا ہے تو رسولؐ نے اُٹھتے وقت کہا میں دو چیزیں چھوڑے جا رہا ہوں۔ ایک قرآن دوسرے اہلبیتؑ ۔ مسلمانوں میں انانیت تھی انہوں نے کہا محض کتاب کافی ہے۔ **اَنا** آ گیا۔ ھو کے حکم کے خلاف **اَنا** آ گیا۔ **اَنا** آیا اور نوح کے بیٹے کا حشر ہوا۔ نوح کا بیٹا یہ ہی کہہ رہا تھا پہاڑ کافی ہے یہ کس نے کہا؟ میں نہیں بتاؤں گا کس سے کہا یہ اپنے علماء سے پوچھئے کس نے کہا۔ ہم کو کتاب کافی ہے۔ حسبُنا اَنا لگا ہوا ہے۔

پیغمبر اسلام نے حکم دیا جاؤ جیش اسامہ میں۔ ھو کی اطاعت کیا ہے۔ اطاعت رسولِ اکرم۔ آج اگر میں حکم رسول کی خلاف ورزی کروں تو آپ فتویٰ دے دینگے کفر کا۔ یہ توہین پیغمبرؐ ہی تو تھی۔ حکم رسولؐ کی خلاف ورزی ہی تو ہے۔ جسکے لئے تاریخ دیکھئے ۔ پیغمبرؐ اسلام نے ارشاد فرمایا۔ جاؤ جیش اُسامہ میں اُسامہ ایک غلام تھا ایک غزوے پر پیغمبر اپنی علالت کے زمانے میں لشکر اسلام کو بھیج رہے تھے اُسامہ کو سردار بنایا۔ اصحاب سے کہا جاؤ اس کے ساتھ اصحاب نہیں گئے ۔ حکم دیا پیغمبرؐ نے کہ جاؤ اُسامہ کے ساتھ نہیں گئے۔ پوچھا کیوں نہیں گئے۔ کہا کہ ہم غلام کی سرکردگی میں نہیں جائیں

گے۔ اکابر اصحاب نے کہا کہ ہم اُسامہ کی غلامی میں نہیں جا سکتے۔ ہم غلام کو سردار نہیں مان سکتے۔ یہ عذر نہ ہوتا اگر **اَنا** نہ ہوتا۔ ایک مشہور واقعہ ہے علماء واقف ہیں کہ بیٹے نے آ کر کہا کہ حسنؑ نے مجھے غلام زادا کہا ہے۔ تو کہا کہ کہا بھی ہے؟ اس کا مطلب یہ کہ حسنؑ غلام زادہ کہے کہا کہ اگر کہا ہو تو جاؤ اور جا کر لکھا لا۔ تو کہا کیوں؟ کہا کہ یہ ہی تو دلیل جنت ہوگی۔ تو علیؑ کی غلامی دلیل ہے جنت کی ۔ تو غلامانِ علیؑ کو جنت ملے گی بقول خلیفہ دوم امیر مخالفین علیؑ کو؟ سونچئے گا اور پھر دوسری طرف علیؑ سے بیعت کا تقاضہ یہ دیکھئے وہ قول تھا قرآن کافی ہے۔ ہم اُسامہ کے لشکر میں نہیں جاتے تو قول پیغمبرؐ حکم خدا۔ اس دور کے مسلمان ھو والے ہوتے تو جیش اُسامہ میں چلے جاتے۔ **اَنا** والے تھے **اَنا** والے ہم نہیں جائیں گے ہم کہا اور **اَنا** آ گیا۔ تو لا الہٰ کا فائدہ کیا ہوا؟ ایک خدا کا اقرار کر رہے ہیں اور **اَنا** والکی پرستش ہو رہی ہے تو لا الہٰ الا اللہ کہا قریب ہی کو کہا؟ لا الہٰ اللہ کی مثال یہ ہے کہ تمہیں جو حکم دیں اس کو جان کر خدا کو پہچان کر عبادت کریں۔ کوئی رات مولائے کائنات کی ایسی نہیں ہے جو جاگ کر نماز میں مشغول نہ ہوں۔ سوائے ایک رات کے جب بستر رسول پر سوئے۔ یا علیؑ زندگی بھر جاگے آج سوئے کیوں؟ کہا یہاں **اَنا** نہیں ہے یہاں ھو ہے جب جاگنے کو کہا جاگوں گا۔ وہ کہے گا سو جا تو سو جاؤں گا۔ تو جب ایسے کی پیروی ہوگی تو **اَنا** ہٹ جائے گا۔ ھو کی پیروی میں **اَنا** نہیں رہتا۔

اس کے کہے پر آپ نے کہا اشھد ان لا الہٰ الا اللہ پیغمبرؐ نے کہا تھا قولو لا الہٰ الا اللہ علیؑ نے کہا تھا۔ اشھد ان لا الہٰ الا اللہ تو علیؑ کی پیروی میں کہا؟ اللہ جانتا کون تھا؟ پیغمبر سے پیغام پہنچایا۔ علیؑ نے گواہی دی تو اسلام لائے پیروی علیؑ میں۔ رسول مانا پیروی علیؑ میں۔ علیؑ کی خلافت کا اعلان نبیؐ کرے گا۔ علیؑ کی ولایت کا اعلان نبیؐ کریں گے تو شیعوں نے پیغام نہیں بنایا۔ اگر ہم نے بنایا ہوتا تو ہم بھی اَنا کا شکار ہوتے۔ دنیائے اسلام میں ایک ہی فرقہ ہے شیعہ اثنا عشری فرقہ اس نے کبھی کچھ بنایا ہی نہیں۔ بناتا کیسے اَنا ہے ہی نہیں اور شیعوں میں دیکھئے پہلے کو مانا اَنا نہیں ہے۔ دوسرے کو مانا اَنا نہیں ہے۔ تیسرے کو مانا حکم رسول چوتھے کو مانا حکم رسولؐ پانچویں اور چھٹے کو مانا حکم رسول، شیعوں میں کچھ طبقے میں اَنا پیدا ہوگی چھٹے سے یہ فرقہ شیعوں میں کیوں پیدا ہوا۔ اس لئے کہ ابلیس نے چھ دور تک کوشش کی اَنا نہ لا سکا۔ اور جب یہ سلسلہ لیکے الگ ہوگئے ہم نے سلسلہ نہیں چھوڑا اب وہ سلسلہ چلا بوا ہیر حضرات میں چلا۔ اَنا آغا خانیوں میں چلا۔ چلتے چلتے یہ نوبت آئی کہ جیسے آپ نے سنا ہوگا کہ شراب پی اور پانی ہوتی تو شراب پینے کا فائدہ ہی کیا ہے۔ اب معجزہ تو یہ دیکھا کہ پیتے پانی اور وہ ہو تو شراب، نشہ بھی آجاتا اور کوئی الزام بھی نہ دیتا کہ شراب پی ہے۔ میں اپنے شیعہ فرقوں کا ذکر کر رہا ہوں اگر باپ بھٹکا تو بیٹا کہتا ہے کہ شیعوں میں نہیں۔ اگر بیٹا بھٹکا تو

باپ کہتا ہے ہم میں نہیں شیعوں میں نہیں۔ اسی لئے تو ہمارا مذہب بچا ہوا ہے اور جس دن ہم میں بھی یہ بات آئے گی بھئی آپ تو اپنے ہیں تو بس یہ اپنا ہی نے تو تباہ کردی دنیا کو۔ اپنا نہیں دیکھتے۔ ہم دیکھتے ہیں اس کا ہے یا نہیں (اللہ کا) کا ہے تو ہمارا ہے اور جب اس کا نہیں ہے تو ہمارا نہیں۔ چاہے باپ ہو یا بیٹا؟ یا سگا بھائی ہو اب تو بوہرا حضرات میں بھی اختلاف آگیا ہے کیونکہ راستہ بدل گیا۔ دیکھئے رسی ٹوٹ رہی ہے جو بھی امامت سے ہٹے گا۔ رسی ٹوٹے گی طاغوتی طاقتوں سے انکار کرنے کے معنے یہ ہیں جو ایسی رسی پکڑے جو ٹوٹ ہی نہیں سکتی اب ٹوٹ رہی ہے دیکھا رسی کہاں ہے جو ٹوٹتی نہیں سکتی۔ وہ آلِ رسولؐ کی رسی ہے ہم بنائیں گے تو ٹوٹ جائے گی۔ اور وہ بنائے گا تو قیامت تک نہ ٹوٹے گی۔ اور اسی سے تمسک حق ہوگا تو برادران اسلامی مقام غور و فکر یہ ہے کہ پیغمبر تھا اللہ کا رسولؐ۔ ہم نے کیوں کی اس کی اطاعت اس لئے کہ قرآن میں حکم دیا۔

اطیع الرسول۔ قسم خدا کی اگر خدا قرآن میں نہ کہتا تو اطاعتِ رسول شرک ہوتی۔ یہ حکم خدا ہے اَنا نہیں ہے ھو ہے۔ ہم چلے ھو پر۔ اور جب ھو سے چلے تو قرآن کو مانا اللہ کی کتاب کو مانا۔ اللہ کا رسول۔ کعبہ کو مانا اللہ کا کعبہ۔ ہر جگہ اللہ کی نعمت ہے کتاب اللہ کعبۃ اللہ۔ بیت اللہ۔ رسول اللہ۔ یہ ہی ہے کی سلامتی کہ اسے مانو جس میں اللہ لگا ہو۔ اب رسول اللہ کے بعد کس کے

ہاتھوں پر بیعت کریں۔ وہ ہاتھ ہو یداللہ اے اللہ کے ماننے والے مسلمانوں ہم نے اللہ کے سوائے کسی کو مانا نہیں کعبے کی طرف سجدہ کیوں کیا۔ کہا بیت اللہ۔ رسول کو کیوں مانا۔ رسول اللہ۔ قرآن کو کیوں مانا۔ کلام اللہ کتاب اللہ یہاں تک اسلام کا اگر سلسلہ چلا تو ھو رہا۔ یہ سلسلہ ٹوٹا تو اَنا آ گیا شیعوں نے مانا علیؑ کو بیعت سے نہیں۔ کانفرنس کر کے نہیں۔ بلکہ یہ حکم قرانی بحکمِ رسولؐ سارے مسلمان کہتے ہیں نفس اللہ تھا۔ عین اللہ تھا۔ جنب اللہ تھا۔ وجہ اللہ تھا۔ اب جن مسلمانوں نے کتاب اللہ پر ایمان رکھا۔ انہوں نے نفس اللہ پر ایمان رکھا۔ اور جس نے نفس اللہ کو چھوڑا۔ اس نے بیت اللہ کو بھی چھوڑا کتاب اللہ کو بھی چھوڑا۔ رسول اللہ کو بھی چھوڑا۔ یقین نہ آئے تو نبیؐ کے دفن میں دیکھئے کتنے آئے تھے۔ کل ایک محترمہ نے فون پر علّن بھائی سے کہا کہ کل پیر و مرشد سے انہوں نے کعبے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ جو کعبے میں نشان ہے وہ علیؑ کی ولادت کے سلسلے کا نہیں ہے۔ پھر کا ہے کا ہے۔ کہا ایک دن رسول اللہ نماز پڑھنے گئے تھے۔ تسبیح بھول آئے تو وہ تسبیح کعبے کی دیوار توڑ کر نکل آئی۔ دیکھئے یہ اَنا ہے۔ کہ تسبیح دیوار توڑ کر باہر نکل آئی تو بھی یہ رسولؐ اللہ کا معجزہ نہیں ہوا یہ تو تسبیح کا معجزہ ہوا۔ یعنی تسبیح دیوار توڑ کر دوڑی رسول اللہ کے پیچھے کہ آپ مجھے چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ پیغمبر گئے کعبے میں واپس ہوئے تو تسبیح بھول گئے۔ تسبیح نے دیوار توڑ دی تو رسول سے تسبیح اچھی تھی (اور رسول بھول آئے) ذرا اس جملے کو دیکھئے گا۔ ارے علیؑ کو چھوڑا اسلام گیا۔ نبی کی فضیلت

ہے۔ سہو نسیان۔ تو کل خدا کے گھر میں نبی بھول گیا تھا۔ تو بھلکڑ نبی تھا۔ اب آپ جب محشر میں جائیں گے حضورؐ۔ کہا کون۔ ارے ہم آپ کے صحابی کہیں گے میں بھول گیا۔ اب بھی ہدایت کا موقع ہے۔ اب بھی ہدایت جدا ہے گمراہی سے۔ ہم نے مانا بیت اللہ ہم نے مانا کلام اللہ۔ رسول اللہ پھر نفس اللہ اوروں نے یداللہ کو چھوڑ دیا۔ عین اللہ کو چھوڑ دیا لسان اللہ کو چھوڑ دیا۔ اب جنہوں نے رسول کے بعد علیؑ کو چھوڑا تو انہوں نے ھو کو چھوڑا **اَنا** پہ رہے۔

کربلا میں یزید **اَنــا** ہے۔ کربلا میں حسینؑ اسلام کے **اَنــا** سے ھو کو الگ کر رہے تھے۔ حسینؑ کی طرف سے کوئی یزید کی طرف نہیں گیا کیوں کہ ھو والے تھے۔ بلکہ **اَنا** یزید کی طرف جناب حُر آئے حسینؑ کی طرف۔ ھوا الگ ہو **اَنا** سے پاک ہو گئے حُر۔ پاک ہو گئی وہ زمین جس میں دفن کئے گئے حسینؑ نے چراغ گل کر کے فرمایا۔ چراغ گل ہے جسے جانا ہو چلا جائے۔ **اَنا** والے چلے گئے ھو والے رہ گئے۔ فہرست بتا رہے ہیں حسینؑ۔ زہیر تمہارا بھی نام ہے بریر تمہارا بھی نام ہے۔ یہ سب ھو والے تھے۔ اصحاب کی بتائی حسینؑ نے۔ ایک شہزادہ اُٹھا۔ چچا جان فہرست شہداء مکمل ہو گئی؟ کہا کیوں بیٹا۔ چچا میرا نام نہیں ہے۔ یہ ہے ھو والوں کا جذبہ دیکھئے۔ کہا بیٹا تمہارے نزدیک موت کیسی ہے۔ چچا شہد سے زیادہ شیریں سمجھتا ہوں۔ کہا بیٹا تمہارا نام بھی ہے۔ اور تمہارے چھوٹے بھائی علی اصغرؑ کا بھی نام ہے۔

آٹھویں مجلس

بسم اللہ الرّحمٰنِ الرّحِیم

لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْتَبَیَّنَ الرُّشْدُمِنَ الْغَیِّ فَمَنْ یَّکْفُر بِالطَّاغُوتِ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰہِ فَقَدِاسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِالْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَھَا وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۔

برادرانِ ملّت ۔خداوندِ عالم قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے کہ ہم نے گمراہی سے ہدایت کو جدا کردیا۔جنھوں نے جھوٹے خداؤں کا انکار کیا اور اللہ پر ایمان لے آئے انھوں نے ایسی رسی کو مظبوطی سے پکڑ لیا ہے جو ٹوٹنے والی نہیں ہے اور اللہ ہر بات کا سننے والا ہے۔اور ہر بات کا جاننے والا ہے ظاہر ہے مسلمان سادہ لوح ہے آج چودہ سو برس بعد کا مسلمان ۔کتنا سادہ ہے علماء مفکرین خطبا جو اسکے سامنے اسلام کو پیش کرتے ہیں یہ سمجھتے ہوئے کہ یہ مسلمان نہیں جانتا کہ اس کا دین کیا ہے؟ لہٰذا ہم جو چاہے اسے بتادیں لیکن سننے والا مجمع تو نہیں جانتا۔لیکن اللہ تو ہر بات کا سننے والا ہے۔اللہ تو ہر بات کا جاننے والا ہے۔

یہ منبر کی منزل دارورسن کی منزل ہے۔منبر کی منزل آسان نہیں ہے جو بھی اس پر آئے وہ یہ سوچ کر آئے۔مسلمانون کے سامنے کہ ہم اللہ کے دین پر

گفتگو کررہے ہیں ظاہر ہے اللہ کے بتائے ہوئے اسلام کو رسولؐ اسلام کہ پہچانتے ہوئے اگر اسلام کو اگر ذرا برابر ردوبدل کرکے ہم نے گفتگو کی تو یہی نہیں کہ ثواب نہیں ملے گا بلکہ بڑے عذاب میں مبتلا ہونا پڑے گا۔مسلمان کی ذمہ داری سے زیادہ ذمہ داری علماء اسلام کی ہے۔اس لئے کہ اُن پر بھروسہ کیا ہے۔مسلمانوں نے۔اس بھروسے نے اسلام کے ۷۳ فرقے بناڈالے اعتبار کی منزل اللہ کے لئے ہے۔اعتبار کی منزل ولی کے لئے ہے غیر کے لئے کوئی اعتبار کی منزل نہیں ہے۔ہم سب انسان ہیں بشر ہیں ہم سے خطا کا امکان ہے ہم مفاد پرستیوں کا شکار ہوسکتے ہیں۔لیکن اللہ ہمارا فائدہ چاہتا ہے۔اس کا رسولؐ تو ایسا ہے کہ اپنی طرف سے بولتا ہی نہیں بغیر وحی کے اور اس کے بتائے ہوئے نام اور اللہ کے اولیاء اکرام اپنی زندگی بسر کرتے ہیں اللہ کی خوشنودی کے لئے۔اس لئے اعلان کرچکا کہ ہدایت سے گمراہی جدا ہوگئی۔پھر اسلام میں ۷۳ فرقوں کا کیا سوال تھا۔پیغمبر اسلام نے ایک حدیث میں ارشاد فرمایا جو متفق بین الفریقین ہے کہ میرے اصحابِ دین سے عنقریب میں میرے مرنے کے بعد اپنے پچھلے دین پر پلٹ جائیں گے اس حدیث کو سب مانتے ہیں نبی کا کہا کبھی غلط نہیں ہوسکتا۔یہ پیغام نبیؐ نے مسلمانوں سے کہا ہے۔اصحاب سے کہا ہے۔جذبات سے نہیں کہا ہے۔جب سب میں اس حدیث کو مانتے ہیں کہ پیغمبرؐ اسلام نے منبر پر بیٹھ کر مسجد نبوی میں ارشاد فرمایا ہے کہ تم میں سے اکثریت تم میں سے بہت سے دین سے پلٹ جائیں گے۔میرے مرنے کے

بعد۔ آج چودہ سو برس کے بعد ہم کو بہت احتیاط سے پیروی کرنا ہے کہ کہیں ہم پلٹوں کی پیروی تو نہیں کر رہے ہیں؟ جو پچھلے پیر اپنے دین پر پلٹ گئے ہوں۔ اور جب نجات کی منزل میں پہنچنے کے بعد ہم کو یہ کہہ دیا جائے کہ تمہارا دین۔ دین نہیں تھا۔ تمہاری نمازیں ٹھیک ہے اختلاف ہوا تھا ٹھیک ہے۔ تاریخ میں بہت سی معتبر شخصیتوں کا اقتدار ہمیں بتایا گیا ہے لیکن وہ اقتدار ہماری نجات میں کام آسکتا ہے تو اقتدار ہے اور جو اقتدار کام نہیں آسکتا تو اقتدار کا کوئی سوال نہیں جو تین معتبر ہستیاں جو نبیؐ کے بعد گذریں جن کو علماء اسلام نے بہت اہم شخصیت بتلایا ہے مسلمانوں میں ان میں سے کسی نے وعدہ کیا ہے کہ ہم تمہیں روزِ محشر بخشوا دینگے؟ لیکن کسی نے وعدہ کیا ہے کہ تم ہماری پیروی کرو گے تو ہم تمہارے گناہ بخشوائیں گے۔ انہوں نے وعدہ کیا ہے اگر تم ہماری تاسّی کرو گے تو ہم تمہیں ہمارے ساتھ جنت میں لے جائیں گے اگر خلیفہ اول کا قول ہو تو مجھے بتاؤ؟ میں مذہب بدلنے کو تیار ہوں اگر خلیفہ دوم کا قول ہے تو بتاؤ اگر خلیفہ سوم نے کہا ہو کہ ہم تمہاری نجات کے ذمہ دار ہیں تو دکھاؤ۔ اور اگر ان تینوں خلفاء میں کسی نے ذمہ داری نجات لی ہوگی تو بتاؤ۔

لیکن کسی نے کہا ہے کہ تمہاری نجات کا میں ذمہ دار ہوں۔ مولائے متقیان علیؑ ابن ابی طالب نے کہا میری پیروی کرنے والوں۔ میرے دوستوں۔ میں ذمہ دار ہوں مرنے سے پہلے تمہارے سرہانے آؤں گا کسی نے کہا ہو تو بتا دیجئے؟ اور کوئی کہتا کیسے؟ جنہیں اپنی موت کا وقت نہ معلوم ہو؟ وہ

دوسروں کی موت کا وقت کیسے معلوم کرتے؟ مرنے کے بعد قبر میں آؤں گا۔ مولاؑ نے عجب رُخ رکھا ہے ایسی مدلل بات کہی ہے۔ اگر علیؑ صرف اتنا کہہ دیتے میرے دوستوں میں تمہاری نجات کا ضامن ہوں۔ تو یوں کہہ دیتے میرے ماننے والوں میں تمہاری نجات کا ضامن ہوں۔ لیکن کیا کہا؟ قبر میں آؤں گا تا کہ کوئی قول نہ بنا سکے۔ علیؑ نے وعدہ کیا ہے کہ قبر میں آؤں گا۔ خلیفہ اول نے نہیں فرمایا کہ قبر میں آؤں گا۔ خلیفہ دوم سوم نے نہیں کہا کہ قبر میں آؤں گا۔ ام المومنین نے کوئی وعدہ نہیں کیا کہ قبر میں آؤں گی۔ امیر شام معاویہ نے وعدہ نہیں کیا قبر میں آنے۔ خلفاء بنی امیہ نے کوئی وعدہ نہیں کیا۔ خلفا بنی عباس نے کوئی وعدہ نہیں کیا۔ جس نے جو وعدہ کیا دنیا کا کیا۔ قبر کا نہیں کیا ان سب کے وعدے زندگی تک ہیں۔ علیؑ کا وعدہ سرحدِ موت سے ملا ہے۔ قبر میں آنے کا وعدہ کیا ہے علیؑ نے آئے گا اور کوئی؟ کوئی نہیں آئیگا۔ میں آؤں گا۔ اور نکیرین کے آنے سے پہلے آؤں گا قبر میں نکیرین کیوں آئیں گے اللہ ایمان پوچھنے کو بھیجے گا۔ تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے۔ نکرین آئیں گے۔ سوال کریں گے۔ تو مرنے کے بعد بھی دین پوچھا جائیگا۔ کون سے دین پر ہو تو کیا قبر میں آئے گا کوئی؟ تو کہا قبر میں کون آئے گا کوئی آ نہیں سکتا کوئی آ سکتا ہے تو وہ ایک ہے جس نے کہا قبر میں آؤں گا خدا نے بتایا کہ رسولؐ زمین کے اوپر ہی نہیں ہے زمین کے نیچے بھی ہے اب جتنے ہادی تم نے بنائے وہ زمین کے اوپر کے اور جانا ہے سب کو زمین کے نیچے کوئی ہادی ہو تو بتاؤ جو زمین کے نیچے بھی ہدایت

کرے۔ کہا زمین میں کون جائے گا۔ علیؑ آئیں گے۔ رسولؐ نے کہا جبریل تم نے علیؑ کی تعظیم کیوں کی؟ حضورؐ آپ نہیں جانتے؟ کہا جانتا ہوں تم سے سننا چاہتا ہوں۔ تو کہا جبریل نے جب خدا نے مجھے خلق کیا پوچھا یہ کون؟ میں کون؟ میں نہیں جانتا تھا میں کون؟ میں نہیں جانتا تھا وہ کون؟ علیؑ نے بتایا کہ گھبراؤ نہیں کہہ دو کہ میں عبد ذلیل ہوں تو رب جلیل ہے۔ انہوں نے بتایا تو میں نے کہا تو علیؑ نے وہاں بھی ہدایت کی ہمارے پاس وہ ہادی ہے جو قبر میں بھی آجائے گا۔ قبر میں بحث نہیں ہوگی۔ اللہ کون جلدی جلدی بتاؤ۔ کتاب کونسی ہے تمہاری۔ امام تمہارا کون ہے نکیرین سوال کریں گے۔ اب مٹ کے جایئے لمبی لمبی فہرستیں آخرت کا معاملہ ہے ہمارا امام بھی کون؟ جسے نبیؐ کلِ ایمان کہیں فرشتے کیا پوچھنے آتے ہیں ایمان ہے کیا؟ اور کلِ ایمان ہو جس کی قبر میں اس سے پوچھیں گے کیا؟ نکیرین دیکھیں گے آپؑ ہیں سمجھ گئے! آپ سے وعدہ کیا ہے خلیفہ المسلمین میں سے کسی بھی خلیفہ نے کہ میرے ماننے والو گھبرانا نہیں ہم پل صراط پر ملیں گے۔ یہ وعدہ تو کسی نے نہیں کیا لیکن علیؑ نے کہا کہ میں قبر میں آؤں گا۔ پل صراط پر آؤں گا۔ مگر تم نہ سمجھے اس کا مطلب یہ کہ تمہیں اسلام نہیں چاہئے۔

آج حیدرآباد کا مسلمان کیا کرے۔ آج لکھنؤ کا مسلمان کیا کرے۔ چودہ سو برس گذر گئے۔ مکے میں آیا تھا اسلام مدینے میں بنیؐ نے تقریر فرمائی ہم یہاں پیدا ہوئے۔ چودہ سو برس کے بعد پیدا ہوئے۔ ہمارا فریضہ یہ ہے کہ ہم چودہ سو برسوں کے پردے چاک کرتے ہوئے وہاں پہنچ جائیں جہاں

اسلام آیا تھا۔ کوئی بات چھپی ہوئی نہیں ہے مگر علماء اسلام آپ کو نہیں بتاتے اس سے زیادہ کوئی بددیانتی نہیں ہے۔ بتانا تو چاہئیے ساری باتیں۔ اس کے بعد فیصلہ کرنا چاہئے۔ آپ اپنی عقل سے فیصلہ کیجئے۔ پیغمبر کس دین کو لائے تھے۔ پیغمبر کس شریعت کو لائے تھے۔ اس شریعت کی مخالفت کو کس نے روکا اس کا نام معلوم کیجئے۔ ذوالعشیرہ کے بعد سے کون تھا۔ نبیؐ کا ناصر سوائے علیؑ کے کوئی اور ہے؟ بدر میں بہت ملیں گے احد میں بہت ملیں گے۔ خندق و خیبر میں بہت ملیں گے۔ جب پیغمبر اسلام نے اعلان کیا کوئی تھا؟ کوئی نہیں سوائے علیؑ کے۔ بچوں کو لگا دیا تھا۔ کفار قریش نے۔ پتھر مارو دھول اُڑاؤ۔ تنگ کرو۔ عجب دور گزرا ہے۔ پیغمبرؐ اسلام پر مکے والوں کے بچے جب بھی سنا آئے علیؑ ابن ابی طالب آگے بڑھے۔ دیکھا علیؑ آرہے ہیں تو بچوں نے گھیر لیا علیؑ مزاحمت کر رہے ہیں۔ کسی کو گھونسا مارا۔ کسی کا ہاتھ توڑ دیا۔ تلوار تو ہے نہیں ابھی یداللہ ہاتھ سے لڑ رہا ہے۔ نتیجہ کیا ہوا؟ کسی کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ کسی کی پسلی ٹوٹ گئی۔ کسی کی گردن ٹیڑھی ہوگئی۔ اب یہ بچے روتے ہوئے پہنچے اپنی ماؤں کے پاس۔ کسی کو خون بہہ رہا ہے کوئی لنگڑاتا ہوا چلا آرہا ہے۔ کس نے مارا۔ علیؑ نے مارا۔ ہاتھ توڑ دیا۔ پیر توڑ دیئے۔ عرب کی مائیں۔ غصہ آگیا۔ باپ پلٹے کہا دیکھا تم نے ابوطالب کے بیٹے نے یہ حشر کر دیا ہے۔ جو باپ گھر میں آتا ہے۔ یہ ہی سن رہا ہے تو کتنی عداوت بڑھی باپ کے دل میں۔ نبیؐ سے عداوت نہیں بڑھی بلکہ جس نے مزاحمت کی اس سے عداوت بڑھی۔ ابوطالب دیکھا تمہارے بچوں کا

حال۔ یہ کسی کا ہاتھ ٹوٹا ہے کسی کا پیر ٹوٹا ہے۔ کہا۔ کیا بات ہے کہا تمہارے بچے نے مارا ہے۔ کہا کیوں مارا ہے میرے بچے نے؟ علیؑ نے کیوں مارا ہے کہا کہ یہ پتھر مار رہے تھے۔ اُس کو جو قولو لا الہٰ کہہ رہا تھا۔ تو ابوطالب نے کہا تم اپنے بچوں کو سمجھا دو۔ میرے بھتیجے۔ یعنی جناب ابوطالب نے محمدؐ کے ہمنوا ہونے کا اعلان کر دیا۔ کہ تم اپنے بچوں کو منع کر دو کہ محمدؐ کو نہ بولے۔ تو علیؑ ان سے نہ بولے گا۔ سن لو مسلمانوں تم علماء کو منع کرو کہ وہ محمدؐ کو کچھ نہ بولیں تو علیؑ والے تم سے نہ بولیں گے۔ تمہارے علماء تو محمدؐ کو کہتے رہیں بڑے بھائی تھے۔ ابوطالب کو کہتے رہے کہ ایمان نہیں لائے۔

رسولؐ کے ماں باپ کو کہتے رہے کہ ایمان نہیں لائے تھے اور ہم چپ بیٹھے رہیں؟ ابوطالب نے یہ وعدہ کیا تھا کہ تم نہ بولو۔ تو ہم نہ بولیں گے۔ تم سب ملکے بولو گے تو علیؑ تنہا بولے گا تو کسی کا ہاتھ ٹوٹ جائیگا کسی کی واحدنیت ختم ہو جائے گی۔ خلافت کا پیر ٹوٹ جائیگا۔ آج رسول اسلام کے بارے میں کہا کچھ نہیں کہتا مسلمان۔ مولائے متقیان کے غلام ہو کر ہم کچھ نہ کہیں؟ علیؑ ابن ابی طالب محافظ پیغمبر اسلام تھے اب یہ بچے جب بڑے ہوں گے؟ تو جب بچپنے میں یہ حالت ہے علیؑ کی تو کیوں نہ دین بڑھیگا۔ جب پیغمبر اسلام نے اعلان کیا تو سب نے سر جھکا دیا۔ کہنے لگے غور کریں گے دیکھا جائے گا۔ یہ دس برس کا بچہ کھڑا ہو گیا اشھد ان لا الہٰ الا اللہ اس نے ہماری بات ہی نہ رکھی۔ ایک بچے نے گواہی دی۔ یہ نفسیاتی بات ہے۔ اس لئے بچوں

کو پیچھے لگا دیا۔ تو کسی کا ہاتھ توڑ دیا تو کسی کا پیر توڑ دیا تو سونچتے ہوں گے (یہ علی) نہ ہوتے تو بچے ایسے گھیر لیتے۔ جیسے مکے میں شب ہجرت گھر گھیرے ہوئے ہیں۔ صبح ہوگی تو جسد پیغمبرؐ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ یہ سونچتے ہوئے گھومتے ہوئے کہ صبح ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ یہ سوچتے ہوئے گھومتے رہے کہ صبح ٹکڑے ٹکڑے کر دیں گے۔ جب صبح ہوئی تو دیکھا علیؑ۔ ان پر کیا گزری ہوگی۔ کاش یہ ہوتے۔ تو اب دشمنی علیؑ سے بڑھتی جا رہی ہے پوچھا کہاں گئے۔ جواب دیا علیؑ نے کیا میرے سپرد کر گئے تھے جو پوچھ رہے ہو۔ نہیں بتایا علیؑ نے کفار قریش چلے گئے۔ لشکر جمع کر کے آئے بدر کی لڑائی میں ۳۱۲ سپاہی ہیں بھون کھائیں گے۔ یہاں پہنچے تو کیا دیکھا؟ وہی علیؑ پھر چلے گئے اور لشکر جمع کر کے احد میں آئے ایسا شدید حملہ کیا کہ مسلمانوں کے پیر اُکھڑ گئے۔ اب لشکر بڑھا محمدؐ کی طرف سب تو بھاگے جا رہے ہیں مار ڈالو محمدؐ کو وہاں آ کے جو دیکھا تو علیؑ موجود ہیں پیغمبرؐ اسلام کے پاس ذوالفقار ہاتھ میں ہے یہ تمنا بھی پوری نہ ہوئی۔

پہلوان کو لائے خندق میں۔ یہ سمجھ کر کہ اب لشکر بے کار ہے۔ یہ انفرادی جنگ کیوں ہوئی خندق میں؟ یہ احساس تھا کہ جب جاؤ وہی (علیؑ) لڑتا ہے لہٰذا علیؑ ہی کو ختم کر دیں عمر آیا مگر کوئی نہیں نکلا۔ دیکھ رہے ہیں موت سر پر ناچ رہی ہے۔ علیؑ نکلے۔ خندق میں عمر کا سر اُتارا ہر ایک کا علاج ہے جتنے نبیؐ کے ساتھ ہیں سبکا علاج ہے۔ اب خیبر میں یہودیوں کو ملایا، مرحب کو سراہا۔ تو

اتنا بہادر ہے پہلوان ہے تفصیل سے پڑھ چکا ہوں۔

محمد نے علیؑ کو مدینے میں چھوڑا اتنالیس دن تک مسلمان پلٹتے گئے اور چالیسویں دن تختہ پلٹ گیا۔ نادِ علیؑ کا حکم آیا علیؑ کو پکارا علیؑ آئے مرحب کو بھی دو کر دیا خیبر فتح ہوا بڑے بڑے نے آکر دیکھ لیا علیؑ سے کسی کا بس نہ چلا اور عداوت بڑھی علیؑ کی طرف سے صلح حدیبیہ ہوئی صلح نامہ لکھا گیا علیؑ نے رسول اللہ کا لفظ لکھا انہوں نے کہا ہم رسول نہیں مانتے رسولؐ اللہ کا لفظ کاٹ دیجئے کہا یا علیؑ رسولؐ اللہ کا لفظ کاٹ دو کہا میں رسولؐ اللہ کا لفظ اپنے ہاتھ سے نہیں کاٹ سکتا پیغمبرؐ نے اپنے ہاتھ سے کاٹا جب کاٹ دیا تو پیغمبرؐ نے کہا یا علیؑ آج مجھے اپنے ہاتھ سے رسولؐ اللہ کاٹنا پڑا ہے مشرکین و کفار کے مقابلے میں ایسے ہی ایک دن تمہیں ایک لفظ کاٹنا پڑیگا منافقین کے مقابلے میں جب صفین میں صلح نامہ لکھا جائیگا تو ابن عباس نے امیر المومنین کا لفظ لکھا تو انہوں نے کہا کہ ہم نہیں مانتے تو ابن عباس نے کہا میں اپنے ہاتھ سے نہیں کاٹوں گا تو علیؑ نے کاٹ دیا۔

فتح مکہ کے بعد جب طہارت کعبہ کا موقع آیا تو پیغمبر نے کہا چلو پڑھو ہم نہیں پڑھیں گے کیوں؟ بہت دن پرستش کی ہمارا ہاتھ نہیں اُٹھیگا کہا رہنے دو۔ یا علیؑ تم آؤ اپنے دوش پر چڑھایا جب بت گر رہیں ہونگے اور گرتے دیکھ رہے ہونگے تو انہوں نے سوچا کوئی تو تیار نہ ہوا اگر یہ نہ ہوتے؟ تو کعبہ سے بت جدا ہی نہ ہوتے تو تین سو ساٹھ بتوں کو ماننے والوں کے دل میں عداوت کسکی بیٹھی علیؑ کی پس منظر بتا رہا ہوں لہٰذا سوچا اگر کافر اور مشرک بن کر آتے ہیں سامنے تو یہ ختم کر دیتا ہے اب

دوسری ترکیب چلانا چاہیئے لہٰذا الا الہ اللہ کہا اور سب مسلمان ہو گئے۔

مثال میں میں اپنے آپکو پیش کرتا ہوں۔ کوئی صاحب خفا نہ ہوں۔ فرض کیجئے میں کافر ہوں مشرک ہوں محلے میں رہتا ہوں آپ نے سوچا کہ محلّے میں کوئی مسجد نہیں نماز پڑھنے کے لئے ایک مسجد بن جائے آپنے مسجد کے لئے زمین خریدنا چاہی میں نے روکنا چاہا کہ کسی طرح آپ زمین نہ خرید سکیں آپ نے دام بڑھائے اور خرید لی پھر آپ نے کھدوائی میں نے کہا زمین نہ کھدنے پائے آپ نے زمین بھی کھدوا دی اسکے بعد دیواریں بھی بلند ہونے لگیں میں نے لڑنا چاہا تو آپ نے مقابلہ کیا مجھے شکست ہوئی آپ نے محرابیں بنائیں قبّے بنائے مسجد تیار ہونے لگی اور میں جل رہا ہوں، اتنی مخالفت کی مسجد پھر بھی بن گئی۔ اب میں نے سوچا حیدرآباد چھوڑ دوں چلا گیا بمبئی اور وہاں جا کر بزنس کیا روپیہ کمایا لکھپتی کروڑ پتی بن گیا اب میں نے وہاں کی مسجدوں نے نمازیں پڑھنا شروع کیں۔ ایک صاحب آئے حیدرآباد کے۔ کہا ارے آپ؟ کہا ہاں میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ آپکو پتہ نہیں؟ آپ واپس حیدرآباد آئے کہا ارے وہ جو مسجد نہیں بننے دے رہے تھے وہ پکے مسلمان ہو گئے ہیں۔ ایسے مسلمان کہ تہجد کی نماز بھی قضا نہیں ہوتی۔ کہ اب میں خط لکھنے لگ گیا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اور خط میں کوئی کلمہ لکھ دیتا ہوں۔ اب پورا حیدرآباد کہہ رہا ہے کہ کیا خدا کی مرضی ہے۔ ارے پکا دشمن اسلام کل تک مسجد بننے نہیں دے رہا تھا آج تہجد کی نماز پڑھ رہا ہے سب میں مشہور ہو گیا اب میں جا رہا ہوں حیدرآباد

آؤں آپکو خبر ہوئی وہ جو مخالف تھا مسجد کا وہ آرہا ہے ہار پھول لے کر پہنچے استقبال کے لئے۔ میں آیا محلے میں میں نے دیکھا وہ یہی مسجد ہے آپ نے کہا ہاں یہ وہی مسجد ہے میں نے دو رکعت نماز پڑھی اس مسجد میں آپنے کہا کہ دیکھو خدا کیسے بدل دیتا ہے دماغ کو کل تک تو مسجد بننے نہیں دیتے تھے آج نماز پڑھ رہے ہیں جب سب لوگ جمع ہوئے تہجد میں مجمع زیادہ تھا جمعہ کے دن میں نے تقریر کی میں ایک دن یہ مسجد بننے نہیں دے رہا تھا اللہ کی مرضی شامل حال رہی میں مسلمان ہوگیا۔ لوگوں نے کہا جی ہاں! جی ہاں! سب جی ہاں جی ہاں کہہ رہے ہیں مگر میں نے ایک دن اس مسجد کے بننے میں مزاحمت کی تھی خداوند عالم میرے گناہوں کو معاف کردے۔ لہٰذا میں مسجد کو پھر سے بنانا چاہتا ہوں۔ اسکا یہ صحن بڑا ہو جائے اسمیں فانوس آئے وغیرہ وغیرہ۔۔ میں نے دس لاکھ کا اسٹیمیٹ بنایا اس مسجد کے لئے اور سب نے کہا نعرۂ تکبیر اللہُ اکبر اب ہر ایک یہی کہہ رہا ہے وہ جو مسجد بننے نہیں دے رہے تھے بہت بڑی مسجد بنوا رہے ہیں ایک ہنگامہ مچا ہوا ہے لوگ آرہے ہیں میری زیارت کو۔

اب میں بتا رہا ہوں یہ مکان خرید لیا جائے یہ حوض بڑا ہو بحر حال بڑا ہونا چاہئے صحن بنے۔ اب سب نے ملکر دیواریں کھودیں قبے گرائے چھت گرائی مینار یں گرائیں اور فرش اکھاڑا اب سب لیول ہوگیا۔ یہاں سے وہاں تک تو مجھے ڈھونڈ رہے ہیں۔ میرا پتہ ہی نہیں چلتا کہاں گیا؟ اوہ ہو دھوکہ دے گیا۔ دیکھئے پہلے چاہتا تھا نہ بنے اور اب مسلمان بن کے آیا اور ہمارے ہاتھ

سے تڑوایا گیا بس اسی طرح جنہوں نے چاہا کہ اسلام نہ پھیلے انہوں نے فریب دیا اور مسلمان ہو گئے انسے بیعت لیکر خلیفہ بن گئے فتح مکّہ میں کلمہ پڑھ لیا جسکو دیکھو مسلمان جسکو دیکھو کلمہ گو کس نیت سے ہوئے مسلمان؟ کہ ڈھا کے رہیں گے اسلام کی مسجد کو اب آپ کو خبر ہوئی کہ یہ ہمارے ہاتھ سے مسجد گروانا چاہتا تھا اس شہر میں ایک اور مسجد بھی تھی میں نے چاہا کہ اس مسجد کو بھی گروادوں میں چاہتا ہوں کہ مسجد بھی کھد جائے اور جب یہ مسجد کھد جائیگی اسکو بھی میں بہت بڑی بنوادوں گا وہاں کے پیش امام نے کہا کہ نہیں بھائی صاحب بس جیسی ہے ویسی ہی رہنے دیجئے۔ تو وہ مسجد تو کھود دی آپنے، انہوں نے نہیں کھودی۔

شیعہ کیوں کہ اماموں پر یقین رکھتے تھے انہوں نے اپنے اسلام کو منہدم ہونے نہیں دیا اور انکے ہاتھ سے جو بیعت کر چکے تھے انہوں نے اپنے ہاتھ سے مسمار کر دیا توحید بھی گئی نبوت بھی گئی قیامت بھی گئی نماز روزہ سب ہر چیز گئی۔

مسلمانوں غور کرنے کی بات ہے تاریخ یہ بتاتی ہے کہ جو لوگ فتح مکہ میں مسلمان ہوئے تھے وہ دل سے نہیں ہوئے تھے کثرت سے ایسے مسلمان تھے۔ جو کلمہ پڑھتے تھے مگر دل سے نہیں آپ کہیں گے الزام دے رہے ہیں جھوٹی بات کہہ رہے ہیں۔ تو قرآن میں سورۂ منافقین دیکھ لیجئے یہ سورۂ انکے لئے جو زبان سے کلمہ پڑھتے تھے دل سے ایمان نہیں لاتے تھے۔ تو انہوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا کہ اسلام ختم ہو جائے۔ اور کیسے؟ کفر کے عالم میں نہیں بلکہ اسلام کے عالم میں مسلمان ہو کے یہ کوشش کہ اسلام مٹ جائے ہم اثر پیدا

کریں گے اسلام میں۔اور اقتدار پیدا کریں گے اسلام میں اور جب ہمارا اثر واقتدار ہو جائے تو قرآن کے احکام بھی مٹا دیں گے رسول کی حدیثیں بھی مٹا دیں گے۔اور ضرورت پڑیگی تو گڑھ دیں گے،دین بدل کے چھوڑ دیں گے ۔یہ وہ تھے جنہوں نے اسلام مٹانا چاہا۔اب بچائے کون؟بچانے والا وہ ہی ہے جو نبی کی زندگی میں اسلام بچا رہا تھا تو نبی کے مرنے کے بعد بھی اسلام کے بچانے کا ذمہ دار ہے تو دشمنی ہوتی کس سے ہے؟

اگر آپ کمال یار جنگ پیلیس گرانا چاہیں اور وہاں لوگ کھڑے ہوں کہ ہم نہیں گرانے دیں گے۔تو پیلیس سے لڑائی تھوڑی ہوگی۔لڑائی تو بچانے والے سے ہوگی۔جو محمدیت کے دشمن تھے انکی لڑائی محمد سے تھوڑی ہوگی بچانے والے سے ہوگی بچانے والے ہیں اہلبیتؑ لہٰذا دشمنانِ محمد کی عداوت بڑھ گئی اہل بیتؑ سے،مگر اہل بیتؑ نے کہا ہم دین نہیں مٹنے دیں گے یہ چاہتے تھے کہ ہدایت میں گمراہی زم ہو جائے۔لیکن علیؑ ابن ابی طالب نے کہا یہ نہیں ہو سکتا۔جب چوتھی خلافت میں علیؑ ابن ابی طالب کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور علیؑ کو مسلمانوں نے خلیفہ مان لیا شام والوں نے نہیں مانا۔ہم نہیں قایل۔ہم نہیں مانتے۔کہا حق ہے مکہ مدینے والوں کو علیؑ کے ہاتھ پر بیعت کرنے کا اگر علیؑ بیعت نہ کروالیتے تو یہ کلمہ زبان پر کیسے آتا۔جادو وہ جو سر پر چڑھ کر بولے،جو بات ہم پہلے سے کہتے چلے آرہے ہیں وہ اب چوتھی منزل میں کہی جارہی ہے۔کہ مسلمانوں کے وہاں کے لوگوں کو کوئی حق حاصل نہیں ہے ہم خونِ عثمان

کا بدلہ لیں گے۔تو جب علیؑ آپکے نزدیک خلیفہ ہی نہیں ہیں تو اب علیؑ سے بدلہ کا ہے کا؟علیؑ نے قتل نہیں کیا جنہوں نے قتل کیا ہے ان سے بدلہ علیؑ سے کا ہے کا بدلہ۔بدلہ لینے کے لئے علیؑ خلیفہ ہیں اور بیعت کرنے کیلئے نہیں ذرا اس پر فیصلہ اپنے ذہن میں کیجئے ،انتقام کے لئے ہیں اور بیعت کے لئے نہیں ۔سمجھانے کے لئے علیؑ ابن ابی طالب ہیں۔

ترماہ کو بھیجا حضرت ترماہ ذرا دراز قد تھے ذرا طولانی قد تھا ناقہ بھی چھانٹا اونچا اس طولانی ناقے پر بیٹھ کر جنابِ ترماہ شام پہنچے سمجھانے کیلئے باغ میں عمر عاص کے ساتھ معاویہ ٹہل رہے تھے۔انکو جو آتے دیکھا طولانی آدمی اور اونچے ناقے پر۔آؤ اِن سے مذاق کریں قریب پہنچے کہا کیا آپکو آسمان کی خبر ہے؟ترماہ نے کہا ہاں ہے۔کیا ہے؟کہا خدا ہے اسکے انبیاء ہیں ختمی مرتبت کی رحمت ہے اور آسمان وزمین کے درمیان علیؑ اور ہاتھ میں ذوالفقار ہے اور تیری موت۔معاویہ نے کہا بڑے چرب زبان ہو کہا تم نے آسمان کی خبر پوچھی میں نے بتا دی۔معاویہ نے کہا بڑے دلچسپ معلوم ہوتے ہو ساتھ لے گئے باغ گھمایا یہ دیکھو ہم نے باغ بنوایا ہے۔ترماہ نے کہا کہاں سے پیسہ لائے؟تمہارے باپ کے تو اتنی دولت نہیں تھی؟گھر لے گئے محل دکھایا۔ترماہ نے پوچھا رسول کے پاس تو محل تھا نہیں۔تمہارے پاس کہاں سے آگیا؟یہ بیت المال کی رقم اپنے محل میں صرف کی۔دیکھئے علیؑ والا کتنا جری ہوتا ہے۔سامنے کھانا رکھا گیا۔۸۰ قسم کے سالن تھے ترماہ نے پوچھا یہ تم کہاں سے

لائے پتہ چلے گا ایک دن یہ سب اموال مسلمین ہے ترماہ نے نمک اُٹھایا روٹی اُٹھائی مختصر سا کھایا پوچھا کیوں نہیں کھایا جو میرا حق تھا نکال لیا میں نے۔ میں حرام کا مال نہیں کھاتا تو معاویہ نے کہا یہ تو عجیب قسم کے آدمی معلوم ہوتے ہیں۔ ایسے ہی نہیں آیا۔ علیؑ کا پیغام لے کر آیا ہوں اپنے ارادے سے باز آجاؤ اور مسلمانوں کو خوں ریزی سے بچاؤ۔ معاویہ نے کہا کہ ہم ایک خط لکھتے ہیں علیؑ کو پہنچا دو کہا ضرور پہنچا دوں گا خط لکھنے والے سے لکھوایا کہا کہ اے علیؑ ہم سے لڑنے کا ارادہ ملتوی کر دو اسلئے کہ ہمارے پاس اتنی فوج ہے کہ جیسے رائی کے دانے۔

ترماہ نے کہا یہ لکھوا رہے ہو ہم سے جواب سن لو مولا کے پاس کیوں بھیجتے ہو۔ کہا کیا جواب ہے؟ کہا کہ مولا نے ایک مرغ پالا ہے جسکا نام ہے مالک اشتر جب اسکے سامنے رائی کے دانے آئیں گے تو وہ چن چن کر کھا لے گا۔ کہا یہ تو جواب یہیں پر ہی دے دیا۔ اچھا تو پھر ایسا لکھو علیؑ کو کہ میرا لشکر ایسا ہے جیسے آسمان کے ستارے۔ کہا یہ بھی بے کار لکھوا رہے ہو۔ کہا کہ میرا مولا ہے آفتابِ امامت ہے جب چمکے گا تو سارے ستارے جھلملا جائیں گے۔ امیر شام نے پوچھا ترماہ سے، ترماہ یہ بتاؤ کہ علیؑ نے تمہیں کیا دیا ہے جو ایسی باتیں کر رہے ہو علیؑ نے کیا نہیں دیا ہے؟ کہا کیا دیا ہے چلتے وقت۔ کہا چلتے وقت تو کچھ بھی نہیں دیا ہے۔ کہا وعدہ کیا ہے کہا کب کا وعدہ۔ کہا کہ نجات کا۔ اگر امیر شام اختیار رکھتے تو کہتے کہ میں بھی نجات کا وعدہ کرتا ہوں

(معاویہ نے کہا) یہ تو آخرت کا وعدہ ہے دنیا میں کیا کام آئے گا پوچھا اگر کچھ دیں گے تو قبول کرو گے۔ کیوں نہیں۔ کہا کہ پچاس ہزار درہم دے دو۔ پچاس ہزار کی تھیلی آئی۔ بغل میں دبالی ترماہ نے پوچھا کہ قبول کیا کہا کیوں نہ قبول کرتا ہمارا ہی مال ہے۔ کہا میں نے ہی پچاس ہزار درہم دیئے ہیں کہا کہ ہاں دیئے ہیں کہا کہ اعلیٰ کے پاس جا کر ہماری مدح کرنا ترماہ نے جواب دیا میں پیسے لے کر مدح نہیں کرتا ہوں۔

کہا پھر یہ رقم لے جا رہے ہو۔ کہا کہ ہمارا ہی مال ہے تم نے جمع کیا اور تم نے دیا ہی کیا ہے؟ پریشان ہو گئے معاویہ۔ کہا علیؑ سے کہو کہ باز رہیں۔ جواب دیا تم باز آؤ۔ جب ترماہ واپس چلے گئے اور جا کر امیر المومنین کو واقعہ بتایا تو جناب محمد بن ابی بکر نے خط بھیجا معاویہ کے نام۔ یہ واقعہ تاریخ طبری میں بھی موجود ہے اور تاریخ ابو الفدا میں بھی موجود ہے جسمیں جناب محمد ابن ابی بکر نے لکھا کہ ارادے سے باز رہو اس لئے کہ تمہارے آباواجداد نے ہمیشہ اسلام کی مخالفت کی رسول اسلام کی مخالفت کی ہمیشہ سے تمہارے آباواجداد نے بتوں کی پرستش کی (دیکھئے یہ بھی وہ مقام ہے جسمیں پرکھ کر بولتے اب یہ بڑے بڑوں کی باتیں ہیں ہم خالی سن سکتے ہیں بول نہیں سکتے تو سن لیں مسلمان بولے نہیں کچھ اسمیں) انہوں نے لکھا علیؑ ابن ابی طالب کی فضیلت کو پہنچ نہیں سکتا وہ اللہ کا ولی ہے وہ حافظ قرآن ہے وہ حافظ ہے یہ لفظیں ہیں کہ جناب محمد ابن ابی بکر کی۔ علیؑ تاریخ بدر ہے فاتحہ خیبر ہے علیؑ وہ جو تاویل قرآن

کرتا ہے علیؑ وہ جو علوم نبوی کا حامل ہے علیؑ وہ ہے جو ید اللہ ہے عین اللہ ہے علیؑ کی ساری زندگی حفاظت اسلام میں گذری علیؑ نے ہر دور میں اسلام کی نصرت کی۔ تم گمرہی سے باز آؤ۔ دیکھئے غمیؔ سے روکا جناب محمد ابن ابی بکر نے اور میں تمہیں سمجھاتا ہوں کہ تم جہنم نہ مول لو اس لئے کہ علیؑ قسیم ہیں نار و جناں کا یہ نامہ لکھ کر بھیجا۔

نامہ سے زیادہ نامہ کا جواب سن لیجئے شام سے جواب آیا جناب محمد ابن ابی بکر کے پاس۔ اسمیں لکھا تھا کہ تم نے مجھے اتنی ہدایت دی اور اپنے باپ کو نہیں سمجھایا یہ جواب ہے۔ اور اگر تمہارے باپ علیؑ کی مخالفت نہ کرتے تو مجھے آج حق کیا پیدا ہوتا علیؑ سے مخالفت کا؟ اب یہ مناظرہ امیر شام پڑھ رہے ہیں میں نہیں پڑھ رہا ہوں میں تو سنا رہا ہوں اور ادوار میں نہیں سمجھایا؟ علیؑ کی مخالفت میں نے نہیں کی ہے۔ علیؑ کی مخالفت انہوں نے کی ہے جنہوں نے نبی کے بعد علیؑ سے گریز کیا ہے اب جب ایک راستہ بن گیا ہے میں اس راستے کی بقا چاہتا ہوں اور تم اس راستے سے پھر گئے ہو اور تم نے علیؑ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ یہاں سے سمجھے کہ کسکا "اوریجن" کہاں سے ہے محمد ابن ابی بکر کے خط سے سمجھیں کہ شیعوں کا اوریجن کہاں تک گیا ہے۔ جس کا سلسلہ رسولؐ سے مل رہا ہے اور اسکے جواب کے خط میں سقیفہ سے سلسلہ بتایا گیا ہے اب بتائیں کہ یہ بعد کا مذہب ہے (یعنی شیعہ مذہب بعد کا ہے یا سنّی مذہب بعد کا ہے) مگر اس خط و کتابت کے بعد بھی لاکھوں کا لشکر۔ ادھر سے مولائے کائنات بڑھے

کوفے سے۔ بصرہ سے جناب ابن عباس آئے تھے ساتھ دینے کے لئے اور سفین کے مقام پر پہنچ کر ایک مہینے تک دونوں کا لشکر کھڑا رہا۔

محرم کے زمانے میں، سفر کے مہینے میں جنگ شروع ہوئی۔ برابر علیؑ ابن ابی طالب سمجھاتے رہے۔ پیغام بھیجے سفیر بھیجے سمجھایا کہ دیکھو کہ اکابر اصحاب میرے ساتھ ہیں۔ دیکھو میرے ساتھ عمار پاس ہیں دیکھو میرے ساتھ اویس قرنی ہے دیکھو میرے ساتھ حذیفہ یمانی ہے اور انکو بھی بھیجا علی ابن ابی طالب نے کہ ذرا انہیں سمجھاؤ۔ نہ عمر عاص نے مانا اور نہ معاویہ نے اسی درمیان جب جا رہے تھے علیؑ ابن ابی طالب تو پانی کی قلت ہوگئی تو لوگوں نے پانی تلاش کرنا چاہا، راستے میں ایک گھر تھا اس راہب سے پوچھا اس نے کہا کہ یہاں پانی کا کوئی آثار نہیں البتہ یہاں سے کئی میل سے فاصلے پر ہے۔ سپاہیوں نے کہا ہم جائیں؟ علیؑ نے کہا نہیں پانی یہیں موجود ہے ایک جگہ پر نیزہ گاڑا اور کہا کھودو راہب گھر سے نکل آیا جب کھدائی شروع ہوئی اور مٹی ہٹ گئی تو وہاں پتھر نکل آیا لوگوں نے کہا یا علیؑ یہ پتھر نہیں اُٹھتا مولا نے ایک انگلی رکھی اور پتھر اُکھاڑ پھینکا علیؑ نے پتھر ہٹا دیا انگلی کے اشارے پر وہ راہب آگے بڑھا۔ تم کون ہو تمہارا نام کیا ہے؟ کہا میرا نام علیؑ ہے۔ کہا تم کس کے وصی ہو کہا میں جناب محمد مصطفےٰ کا وصی ہوں قدموں پر گر پڑا کہا کلمہ پڑھائیے میں مسلمان ہوؤں گا کہا یہاں پانی موجود مگر کسی کو اسکا پتہ نہیں ہے سوائے نبیؐ آخر کے وصی کے۔ صحیفے میں لکھا تھا علیؑ کا ذکر بھی تھا میں سمجھ گیا آپ وہی ہیں اس خدا کے

صحیفے میں لکھا ہے۔

علیؑ نے کہا میں بھی شکر ادا کرتا ہوں کہ خدا نے میرا ذکر اصحاف میں کیا ہے۔اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ جنگ جو ہوئی کس بنیاد پر ہوئی ادھر بھی مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ اور ادھر کہتے ہیں ہم امیر شام کو مانتے ہیں دونوں طرف مسلمان تھے لڑائی کیسی؟ یہ بھی مسلمان، وہ بھی مسلمان ادھر بھی لا الہ اللہ ادھر بھی لا الہ اللہ ادھر بھی رسولؐ کا نام ادھر بھی رسولؐ کا نام اُدھر بھی قرآن اِدھر بھی قرآن دونوں طرف مسلمان۔اب دماغ خراب ہو جاتا ہے۔تو معلوم ہوا پہلے تو بات صاف تھی اُدھر کفر ادھر مسلمان اب پریشانی یہ ہے کہ ادھر بھی مسلمان اُدھر بھی مسلمان، ایسی جنگیں ہوئی ہیں جیسی ہوئی بنگلا دیش میں یہ بھی عجیب وغریب بات ہے ہم مسلمان ہوئے خدا کیلئے اور یہاں وطن چھوڑ کر گئے کہ کافر ہیں یہاں رہنے نہیں دینگے ڈر کے گئے قتل ہونے پاکستان جائیں گے وہاں سب مسلمان ہیں، مسلمان مسلمان میں کیا جھگڑا؟ وہاں بھی مسلمان مسلمان میں جنگ ہوئی یہاں سے گئے کیوں؟ کیوں کہ خدا پر بھروسہ نہیں تھا مسلمانوں نے مسلمانوں کا گلا کاٹا اور پھر وہ مسلمان گیا اس لئے تھا کہ ملک بٹوایا اسلئے کہ خطرہ ہے اور ایک دوسرے کے لئے خطرہ بن گئے۔کیوں؟ کیوں کہ وہ تھا اقتدار کا معاملہ تو معلوم ہوا جب مسلمان پر اقتدار کا بھوت سوار ہوتا ہے تو وہ پھر مسلمان نہیں رہتا۔چودہ سو برس سے سمجھا رہے ہیں کہ مسلمانوں پر حکومت کا بھوت سوار ہوا تو نہ حسنؑ کو دیکھا نہ حسینؑ کو دیکھا مسلمان مسلمان

سے برسرِ پیکار کردار بلکل وہی اقتدار جو ہے ہمارے پاس بحمد للہ جمہوریت نہیں ہے فرقۂ شیعہ اثنا عشری یہاں تو ھو ہے ھو۔

جسکو اللہ نے حکم دیا اُسکی پیروی ہے نبی کی وفات کے بعد جمہوریت کا آغاز کیا گیا سقیفہ میں اجماع کر کے خلیفہ چنا گیا آج جب پاکستان میں الیکشن ہوا تو پاکستانی مسلمانوں کی اکثریت سب مجیب الرحمٰن کی طرف ہوگئی نظام بنانا تھا اسلامی کیوں نہیں مجیب کو تسلیم کرلیا میں بری حیثیت سے نہیں کہہ رہا ہوں مذہبی حیثیت سے کہہ رہا ہوں اسلئے کہ مسلمانوں میں اجماع ہو گیا تھا جس پر اجماع ہوتا ہے وہ اولی الامر ہوتا ہے، جس پر اجماع ہوتا ہے خلیفۂ رسول ہوتا ہے مجیب کو نہ مانا ولی اللہ مجیب کو نہ مانا ظل اللہ۔قدرت نے انتقام لیکر دکھا دیا کہ علیؑ سے ہٹے تھے جمہوریت میں پھنسے اجماع کر کے علیؑ کا دامن چھوڑا تھا اب دشمن اجماع چھوڑا ہے۔اور جب وقت پڑا تو علیؑ کو پکارا پاکستان سے نعرہ بلند ہو رہے تھے نعرہ حیدری یا علیؑ نعرہ حیدری یا علیؑ کہے ہوتے نعرے مجیب یا مجیب کہتے نعرے یحیٰی اگر پکارنا ہی تھا تو جیسے جمہوریت سے چنا تھا اسے پکارتے علیؑ کو پکارنے میں بھی سیاست تھی۔یعنی ہندوستان کا ہندو ہندوستان سے سنے تو اسکو عداوت بڑھے جو نعرے حیدری پکارے۔مجھ سے ایک ہندو دوست نے کہا کہ پاکستان کے ریڈیو سے یا علیؑ کہا گیا علیؑ نے خبر گیری کی تو میں نے کہا کہ کہاں سے کی نہیں کی مدد اگر مدد کرتے تو جیت جاتے یہی تو سبب ہے کہ نہیں کی تو پکارا کیوں؟ مدد کرنے میں کوئی کمی ہے نہیں پکارنے میں کچھ کمی رہا ہوگا علیؑ

نے جو مدد کا وعدہ کیا ہے وہ مذہب کا وعدہ کیا ہے اسلئے تھوڑے ہی کہا کہ جوڑا کہ
ڈالے جائے وہ واعی یا علی۔ علی مدد کرتا ہے جب نصرت اسلام کیلئے لڑو۔
جب مجیب کے ساتھ اکثریت ہوگئی تو کیوں نہ خلیفہ مان لیا پاکستان
کے مسلمانوں نے۔ میرا استدلال ہے اسلئے کہ اکثریت تھی۔ کس پر اجماع
ہوا اگر ے کسی سید پر بھی تو تم یہ کہہ کر رد کر دیں گے کہ ہم سید کونین کو مانتے
ہیں اسلئے کہ امامت نبوت ایک جگہ کیسے؟ مجیب تو شیخ تھا پاکستانی علماء کہتے تھے
جہاد ہے جہاد ہے یہاں کے علماء کہتے تھے قطعی جہاد نہیں اسکو جہاد سے کوئی
واسطہ نہیں ایک ہی بات تھی فتویٰ مختلف تھے وہاں زور بندھا تھا کہ جہاد ہے
یہاں کہتے تھے کہ سیاسی جنگ ہے جہاد سے کوئی تعلق نہیں مسلک ایک، دین
ایک، فرقہ ایک پھر فتویٰ اسلام کے دو کیسے آپ نہیں سمجھے یہاں والے اسلئے
نہیں کہتے کہ جہاد نہیں ہے کیوں کہ یہاں کی حکومت کہہ رہی تھی کہ جہاد نہیں
ہے تو وہاں والوں کی بات مان لی۔ گمنام سہی نام نہاد سہی کم سے کم اسلامی
حکومت کی بات مانی۔ یہاں کے علماء نے کہا کہ جہاد نہیں تو سیکیولر اسٹیٹ کی
بات مانی اسکا مطلب یہ ہے علماء فتویٰ دیتے ہیں گورنمینٹ کے (اثر) انفلوینز پر
ارے جو علماء گورنمینٹ کی ڈیموکریسی انفلوینز پر فتویٰ دیتے ہوں تو انکے
بزرگوں نے جو دورِ بنی عباس اور بنی امیہ میں فتویٰ دیئے وہ بھی حکومت کے
دباؤ میں دیئے۔ اچھا حضور کا تقیہ بھی تو جائز نہیں جو کہہ دیا جائے کہ تقیہ کر لیا تھا
۔ جو سیاست سے مرعوب حکومت سے مرعوب وہاں والے کچھ کہتے ہیں یہاں

والے کچھ کہتے ہیں اگر کوئی صحیح بات کہنا چاہے وہاں چاہے یہاں تو معلوم ہوا
کہ حکومتوں کے دباؤ میں جو مار ڈالا جائے وہ صحیح بات کہنے والا ہوتا ہے اسی لئے
علیؑ والوں نے جانیں دیکر اسلام کو بچایا ہم انکو مان رہے ہیں جنگ صفین میں
شروع ہوگی علیؑ اتمام حجت کر دو مگر معاویہ نے انجام حجت پہ مانا یہاں تک کہ
جناب عمار یاسر شہید ہوئے جب عمار یاسر شہید ہوئے تو عمر عاص نے کہا یہاں
سے چلو۔ کہا کیوں؟ کہا میں نے رسول کو کہتے سنا ہے کہ عمار یاسر باغیوں کے
ہاتھوں شہید ہونگے تو ہم باغی ہوگئے یہ حدیث رسولؐ عمار یاسر شہید ہوگئے تو کہا
کہ ہم عمار کے قاتل نہیں ہیں کہا کیوں؟ کہا کہ عمار کے قاتل وہ جو عمار کو لائے
تھے۔ یعنی علیؑ نہ تو علیؑ عمار کو لاتے اور نہ عمار قتل ہوتے یہ بات جب علیؑ تک پہنچی
تو علیؑ نے کہا کہ اگر میں عمار کا قاتل ہوں تو پھر جناب حمزہ کے قاتل کون؟ نہ محمدؐ
حضرت حمزہ کو اُحد میں ساتھ لاتے نہ حمزہ مارے جاتے۔ پھر جناب علیؑ ابن ابی
طالبؑ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ فرمایا معاویہ یہ کیوں مسلمانوں کے خون سے ہاتھ
رنگتے ہو۔ تمہارے اور میرے درمیان فیصلہ ہو جائے تو مجھے قتل کر لے یا میں
تجھے قتل کر دوں۔ یہ سن کر عمر عاص نے کہا بات تو ٹھیک ہے کہا کیا میری موت
پکاری ہے جو علیؑ کے سامنے لڑنے جاؤں ارے کوئی جا کر واپس پلٹا بھی ہے؟ تو
چاہتا ہے میں مارا جاؤں تو حکومت کرے۔

دیکھ یہاں پر اسلام کی رہبری مقصود نہیں ہے حکومت کی لالچ ہے۔ یہ
جملہ بتا رہا ہے کہ میں مارا جاؤں تو حکومت کرے۔ ہمارا کام رہبری نہیں بلکہ ہم

حکومت کرنا چاہتے ہیں الغرض سمجھا بجھا کر معاویہ نے عمر عاص کو بھیجا عمر عاص جب آیا تو دیکھا علیؑ کے ہاتھ میں ذوالفقار ہے تاریخ میں دیکھ لیجیے میں کہہ نہیں سکتا کہ کہنے کیا کہا؟ علیؑ نے منہ پھیر لیا۔ سمجھے آپ یعنی جو بھی علیؑ کے مقابلے پر آئے گا ننگا ہو جائے گا۔ جنگ شروع ہوئی گھمسان کی جنگ ہونے لگی عمر عاص نے معاویہ کو مشورہ دیا کہ کسی طرح سے یہ جنگ رکنا چاہئے لٰہذا معاویہ نے نیزوں پر جزدان بلند کیے اب ادھر بھی بیعت کئے ہوئے مسلمان موجود تھے انہوں نے کہا یا علیؑ معاویہ کے لشکر میں نیزوں پر قرآن بلند ہو گئے ہیں اب جنگ بند کر دینا چاہیے علیؑ نے کہا کہ یہ قرآن نہیں ہیں بلکہ جزدانوں میں پتھر و اینٹ بھرے ہیں افسوس کا مقام ہے مسلمانوں۔ قرآن کی جگہ اینٹ و پتھر اسی وجہ سے قرآن آج تک سمجھ میں نہیں آرہا ہے اور ابراہیم ابن مالک اشتر کو حکم علیؑ ابن ابی طالب کو حکم اُس وقت ملا کہ جنگ روک دی جائے جبکہ سوا نیزہ باقی رہ گیا تھا معاویہ کا خیمہ۔ مالک نے بوٹی نوچ لیے ہائے دو منٹ بعد یہ حکم آتا تو جنگ فتح ہو گئی تھی۔ نہ ہو والے یہ تھے مجاہد جو حکم امام کے خلاف عمل نہیں کر سکتے تھے۔ اگر انا ہوتی تو کہتے تو فتح کر کے رہیں گے۔ مالک ہاتھ مل کر رہے گئے۔ یا علیؑ آپ نے مالک کو تو روک لینا آسان تھا مگر عباس کو روکنا مشکل ہے شمر نے کہا عباس خیمے کنارے سے اُٹھا لو کہا ایک بار شیر خدا کے فرزند کو جلال آیا جو خیمے یہاں سے ہٹائے قبضے پر ہاتھ چلا گیا زینبؑ نے پکارا اماں جائے بھیا تلوار چلا چاہتی ہے۔ عباس کو بلا لو بھیا

نویں مجلس

بِسمِ اللہ الرّحمٰنِ الرّحِیم

لَا اِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ فَمَنْ یَّکْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰہِ فَقَدِ اسْتَمْسَکَ بِالْعُرْوَۃِ الْوُثْقٰی لَا انْفِصَامَ لَھَا وَاللّٰہُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۔

برادرانِ ملّت۔ خداوندِ عالم قران مجید میں ارشاد فرما رہا ہے کہ دیکھو اللہ کے دین میں کسی طرح کا جبر نہیں ہے۔ اور زبردستی نہیں ہے اپنی عقل سے سمجھ کر اللہ کے دین کو قبول کرنا اور ارشاد ہوتا ہے کہ اللہ نے ہدایت سے گمراہی کو جدا کر دیا۔ اب ہدایت گمراہی سے ممتاز ہے علیحدہ اور جسنے جھوٹے خداؤں کا انکار کیا اسنے اللہ کی رسی کو مظبوط پکڑ لیا اس رسی کو جو رسّی کبھی ٹوٹنے والی نہیں ہے اور اللہ ہر بات کا سننے والا ہے اور اللہ ہر بات کا جاننے والا ہے۔ اور اس سلسلے کی اس موضوع کی یہ آخری منزل ہے میں مسلسل اس بات کی کوشش کر رہا ہوں کہ موضوع کا حق ادا کر دوں میں نہیں کہہ سکتا کہ موضوع کا حق ادا ہو سکا یا نہیں۔

اگر مسلمانوں نے صدق دل سے غور کیا ہوگا تو ان کو اس کا اندازہ

ضرور ہوگیا ہوگا کہ اسلام کے معاملات دین کے معاملات میں ان تک دین پہنچانے میں دیانت نہیں برتی گئی، اسی لئے اسلام میں فرقے ہوگئے حالانکہ دین خدا بالکل واضح دین ہے، ہم مسلمان ہونے کے بعد اسلام قبول کرنے کے بعد بھی اگر ہدایت کو نہ پہچان سکیں؟ ایک مشرک سے تو اتنی توقع کر سکتے ہیں کہ وہ حق کو پہچانے گا، ایک کافر سے توقع کر سکتے ہیں کہ وہ حق کو پہچانے گا، مجھے حیرت ہوتی ہے علماء اسلام پر مجھے حیرت ہوتی ہے مبلغین اسلام پر جب حق کی دعوت دیتے ہیں غیر مسلموں کو جب آپ نے خود فیصلہ نہیں کیا کہ اسلام ہے کیا؟ اور دوسروں کو دعوت اسلام دے رہے ہیں، آپ نے خود طے نہیں کیا کہ کونسا ترجمہ درست ہے اور کونسا ترجمہ درست نہیں ہے، ابھی آپ کے یہاں یہ طے نہیں ہے کہ ان لوگوں کی حدیث صحیح نہیں ہے آپ کے یہاں ابھی یہ بھی طے نہیں ہے کون سا مسلک درست ہے اور کون سا مسلک درست نہیں ہے، آپ کے یہاں ابھی طے نہیں ہے کہ پیغمبرؐ اسلام امّی تھا یا علم لیکر آیا تھا؟ آپ ابھی اسی پر بحث کر رہے ہیں کہ وہ پیغمبر بشر محض تھا یا نورانی پیغمبر تھا؟ آپ اسی پر بحث کر رہے ہیں کہ کوئی ہادی ہے یا پیدا ہوگا، خدا کے دیدار کی رواتیں ہیں کہ لوگ اللہ کا دیدار کریں گے خدا کے وجود کی خاطر خدا کا جسم ثابت کیا جا رہا ہے اور راویوں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ وہ عرش پر بیٹھا ہے گوشت لٹک رہا ہے دیکھئے خدا کو اتنی بھی عقل نہیں ہے کہ جس تخت پر بیٹھے، اس طرح بنائے کہ

گوشت لٹک نہ سکے، جب بے عقلی کی بات ہوتی ہے تو خود ظاہر ہو جاتی ہے اور اتنا جاری ہے کہ عرش چر چرا رہا ہے، عرش پر بلا لیا اور کہا نعلین پہن کر آو، آخر ان کی سمجھ میں تو آئے کہ عرش خالی ہے، عرش وہ جگہ ہے جہاں محمدؐ نعلین پہن کر گئے۔

اتنا فرق ہے آپ کے فرقوں میں نظریات میں جہاں ہمیں پاپوش نظر آئی، وہاں آپ کو خدا نظر نہیں آیا جہاں ہمیں پاپوش نظر آئی، وہاں آپ کو خدا نظر آیا، تو جب آپ اس کو نہ پہچان سکے، اس کی معرفت تک نہ پہنچ سکے اس نبی کو نہ سمجھ سکے جسکے قدم عرش پر تھے تو آپ اسے کیا پہچانیں گے جس کے قدم مہر نبوت پر ہیں، آپ نہیں پہچان سکتے اس لئے کہ تصور ہی ایسا قائم کر دیا گیا ہے کہ عرش تک نہ جا سکے ذہنیت بدل دی گئی، فلسفہ اسلام تبدیل کر دیا گیا، شروع سے کوشش ہی اس بات کی گئی کہ بنیادی اختلافات پیدا کر دئے جائیں، تا کہ صحیح مادّے پر ذہن پہنچ ہی نہ سکے اسی وجہ سے آج پڑھے لکھے علماء تعلیم یافتہ حضرات کے ذہن میں یہ سوال ہے کہ اسلام ہے کیا؟ یہ حدیثوں کا مجموعہ ہے کیا؟ یہاں پر بھی ڈاکٹر سید عبدالطیف صاحب مرحوم نے یہ تحریک چلائی تھی کہ اسلام کے تمام فرقوں کے علماء بیٹھیں اور بیٹھ کر طے کرلیں کہ رسولؐ کی کونسی حدیث صحیح ہے۔ آج ہمیں سونچنا چاہئے کہ صحیح کیا ہے اور غلط کیا ہے؟ جسکی وجہ سے جو عرش تک جھوٹ بتلاتی ہے وہ جھوٹ بول گئے نبی کے نام پر اور دشواری آگئی۔ یہ اسلام کو دشواری کافروں کیجانب سے نہیں ہے، مشرکوں کی لائی ہوئی نہیں یہ

دشواری خود مسلمانوں کی پیدا کی ہوئی ہے۔

صحیح بخاری میں اس طرح کی حدیثیں جمع کی گئی ہیں، چھاٹ کر چھ لاکھ حدیثیں اس کے سامنے پیش کی گئی جس میں انھوں نے ان کو لیا جن کو صحیح سمجھا، اب آپ اس سے اندازہ کیجئے کہ اس وقت تک چھ لاکھ باتیں نبی کے لئے گڑھی جا چکی تھیں، اور آج تک نہ جانے کتنا گڑھ لیا ہوگا؟ اس وقت تک تو کم سے کم یہ تھا کہ وقار پیغمبرؐ مسلمانوں کے ذہنوں پر اتنا تھا کہ اگر کہنا ہوتا تھا تو کہتے تھے نبیؐ نے فرمایا ہے آج تو بحمد اللہ علماء کو نبیؐ کے حوالے کی ضرورت نہیں ہے، مسلمانوں ہم تم سے کہتے ہیں اسلام یہ ہے، اور مسلمان نے کہا بے شک جو آپ کہتے ہیں وہ ہی اسلام ہے، کیا ہوا؟ نظریات گھٹتے گھٹتے وقار کم ہوتے ہوتے آج مسلمان کے پاس نبوت کا کوئی معیار باقی نہیں رہا، نتیجہ کیا ہے علماء منبروں پر آتے ہیں، مگر حقیقت محمدی نہیں بیان کر سکتے کیوں؟ اس لئے کہ رسول نے کہا تھا یہ بیان نہیں کرتے، مسلمانوں سونچوں تو رسول ایسا تھا اور رسول کے بعد والے جنہیں ہم مانتے ہیں ان کو کوئی نسبت نہیں ہے رسول سے لہٰذا ان سے عقیدت گھٹ جائے گی تو بعد میں جو رہبر تھے ان کی حقیقت کی بقاء کے لئے مقام محمدؐیت نہیں کہہ سکتے، اس کا مطلب یہ ہے کہ اسلام سے محبت نہیں ہے۔

ایک معمولی سی بات عرض کرتا ہوں اب ربیع الاول آ رہا ہے جشن

میلاد پیغمبر منایا جائے گا حال ولادت پیغمبر پڑھا جائیگا، ذکر ولادت پیغمبرؐ مسلمان کرتے ہیں نبوت کا اعلان تو کیا تھا چالیس برس کے سن میں، یہ آپ ولادت کیوں مناتے ہیں؟ مبعثیت منائیے، جب سے نبیؐ مبعوث بہ نبوت ہوئے اس تاریخ کا جشن منائے یہ مولود نبی کیوں مناتے ہیں رسول کی ولادت کیوں مناتے ہیں، رسول نے تو اعلان چالیس برس کے سن میں کیا تھا، کہا ٹھیک، چالیس برس کے سن میں اسلام بتایا پہلے رسول تو تھے، تو معلوم ہوا کہ جو رہبر ہوتا ہے اسکی ولادت کا دن بھی منایا جاتا ہے اور ہر مذہب میں ہے ہر مذہب میں سے مسلمانوں ہی میں نہیں ہے بلکہ ہندوؤں میں ہے، وہ بھی اپنے رہبروں کی ولادت کی تاریخ یاد رکھتے ہیں، اور اس تاریخ پر جشن کرتے ہیں سکھوں میں بھی ہے وہ گرونا نک برتھ ڈے مناتے ہیں، بدھ مذہب میں بھی ہے وہ بدھ کی ولادت کا جشن مناتے ہیں عیسائیوں میں بھی ہے وہ عیسیٰ کی ولادت کا جشن مناتے ہیں، کوئی مذہب ایسا نہیں ہے کہ جس کے ماننے والے اپنے اپنے رہبروں کی ولادت کا جشن نہ مناتے ہوں کس کی ولادت کا جشن اور اس میں بیان کرتے ہیں حال ولادت کس لئے کہ دنیا دیکھ لے، آنے والا انسان نوں سے ممتاز تھا، آنے والا انسانوں سے افضل تھا، وہ انسان نہیں تھا رہبر تھا، یہ ثابت کرنے کے لئے حال ولادت پڑھا جاتا ہے، پیغمبر کے بعد رہبروں کا جشن ولادت جن کو مسلمانوں نے اپنا رہبر بنایا ان کا جشن ولادت اسلام میں

۷۳ فرقے میں کوئی بھی جشن مناتا ہے؟ کس کا حال ولادت بیا کرتا ہے، اگر بیان کرتے ہو تو آپ بتادیجئے سوال ہے میرا؟ علماء سے پوچھئے، وفات رسول کے بعد خلفاء اسلام جانشین پیغمبر تھے، تاریخ ولادت بتائے، حال ولادت بتائے میں بحیثیت مسلمان کے پوچھ رہا ہوں جان کاری کے لئے پوچھ رہا ہوں؟ کیوں نہیں حال ولادت پڑھا جاتا، ارے یہ ہی نہیں معلوم کب پیدا ہوئے کہاں پیدا ہیں؟ تو حال ولادت نبی پر رک گیا، مسلمانوں کے ذہنوں کو متوجہ کرنا چاہ رہا ہوں، کسی کا حالِ ولادت بیان نہیں ہوتا نبی کے بعد کیوں نبی جیسی ولادت ہو بتائیں گے، اگر یہ بات ہے تو ہمارے فرقہ میں کہ پیغمبرؐ کا جشن ولادت ۱۷ ربیع لاول کو مناتے ہیں تاریخ ہمیں یاد ہے، آپ کو تو یہ بھی نہیں بتایا گیا کہ نبی کب پیدا ہوئے؟ وفات کب ہوئی کب تک ۱۲ دن کے اندر ولادت ہے وفات بھی ہے مسلمانوں اپنے علماء کا دامن پکڑ لو پوچھو کہ جب نبی کی پیدائش و وفات یاد نہیں ہے تو تمھیں، اسلام کہاں سے یاد رہے گا۔

ولادت کی تاریخ اس لئے نہیں جانتے کہ جس وقت پیدا ہوئے تھے کوئی جانتا نہیں تھا کہ یہ نبی ہے، ہم نے کیسے جانا؟ ہم سے ابی طالب نے بتادیا تو جو ابوطالب ہی پر ایمان نہیں رکھتا ہے وہ کیا جانے ولادت اس لئے نہیں جانتے کہ جب پیدا ہوئے تو کسی کو خبر نہیں تھی کہ نبیؐ ہیں، اور تاریخ شہادت اس لئے نہیں جانتے کہ میت میں شریک ہوتے تو تاریخ یاد رہتی۔

مجھ سے ایک برادر اسلامی کی طرف سے یہ خواہش کی گئی ہے کہ آپ یہ ثابت کرتے ہیں کہ مسلمان شریک نہیں تھے نبیؐ کے جنازے میں مخصوص مسلمان تو تبدیل مذہب کردوں گا، اب میں کتنی کتابوں کا حوالہ دوں گا، ہر تاریخ یہ لکھتی ہے سوائے امیرالمومنین علی ابن ابی طالبؑ کے اور بنی ہاشم کے کوئی نہ تھا، جناب مقداد، جناب ابوذر غفاری، جناب بلال، نام لکھے ہیں جو شریک تھے، تو جتنوں کے نام لکھے ہیں، وہ شریک تھے، اور اگر نہ شرکت کرنے والوں کی فہرست مختصر ہوتی تو تاریخ ان کے نام دیتی جو شریک نہیں ہوئے۔ چونکہ شرکت کرنے والوں کی فہرست مختصر تھی لہٰذا تاریخ اسلام نے ان کے نام دیئے جو شریک تھے بس ان چند کے علاوہ کوئی نہیں۔۔۔ میرے بھائی نے تو زیر منبر مجھ سے خواہش کی میں برسرِ منبر اعلان کرتا ہوں اگر عالم جلیل ثابت کردے کہ خلفاء اسلام شریک تھے نبیؐ کی میت میں تو میں مذہب بدل دوں گا۔ اور اس قدر مستند ہے بات کہ علامہ شبلی نے بھی اس کو تسلیم کیا۔ اور توجیہہ پیش کی علامہ شبلی نے کہ کام اتنا ضروری تھا کہ شریک نہیں ہو سکے اور روز دوشنبہ پیغمبرؐ کی وفات ہوئی ہے اور چہار شنبہ کو شب میں امیرالمومنینؑ نے دفن فرمایا ہے تاکہ دنیا دیکھ لے کہ رسول کی زندگی تک تو مسلمان تھا۔

اب وفات پیغمبرؐ کے بعد مسلمان جنازے میں شریک ہی نہیں ہوئے۔ اب آپ فیصلہ کیجئے۔ کہاں کام تھا مجھے اس پر بحث کرنا نہیں ہے۔ غسل

کے وقت کوئی نہ تھا اور دفن کے وقت۔علیؑ نے ہی غسل دیا۔علیؑ ہی نے کفن پہنایا۔علیؑ نے ہی دفن کیا اور ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ معصوم کو معصوم ہی کفن پہناتا ہے۔معصوم کو معصوم ہی قبر میں اتارتا ہے۔اگر سب شریک بھی ہوتے تو علیؑ کسی کو ہاتھ لگانے نہ دیتے۔لیکن مٹی دے سکتے تھے جنازے کو کاندھا دے سکتے تھے۔غسل دینے کفن پہنانے کے لئے معصوم ہونا شرط ہے لیکن نہیں آئے۔کیوں خفا تھے؟ وہ تو وفات سے پہلے ہی جھگڑا ہو گیا تھا۔پیغمبرؐ اسلام کو نبی مانا کہاں؟ مرتے وقت؟ تو پیغمبرؐ کو مجنوں کہا۔انصاف سے بتاؤ۔مسلمانوں۔اسلام رسول سے ہے۔جو لوگ رسولؐ کو کہے کہ یہ مجنوں ہے ان کی پیروی آپ کریں کس منہ سے محشر میں جائیں گے؟ یہ جھگڑا اہل بیت کا نہیں ہے یہ جھگڑا دین کا ہے یہ معاملہ شیعہ سنی کا نہیں ہے۔یہ مسئلہ دین خدا کا ہے نہ نبی کی ابتداء سے کوئی واقف نہ نبی کی انتہا سے کوئی واقف۔ایک ہی تھا جو ابتداء سے تھا۔انتہا تک ساتھ رہے گا۔وہ ہی اس نور کا دوسرا حصہ تھا۔خدا نے ایک نور بنا کے دو کئے تھے۔اور اسی سے تخلیقات کائنات فرمائی تھی۔

اس اللہ نے جو تمام کائنات کو خلق کیا۔یہ لازم اور ضروری جانا کہ ایک نور کے دو حصے کرے ایک سے نبی بنے دوسرے سے امام بنے۔تو ایک نور سے ہدایت مکمل ہو سکتی ہوتی تو خدا ایک نور کو دو حصوں میں نہ بانٹتا بانٹتا رہا ہے کہ جب تک دو نہ ہوں گے دین مکمل نہ ہوگا۔اسی لئے نبی کو پہنچاتا رہا۔تکمیل کی

آیت نازل نہیں ہوئی۔نور کے دو حصے کو ہاتھوں پر بلند کر کے کہہ دیا کہ جس کا مولا میں مولا ہوں اس کا یہ علیؑ مولا ہے غدیر میں اعلان کر دیا۔وضاحت ہوتی ہے مرنے کے بعد۔جانشینی ہوتی ہے مرنے کے بعد لیکن پیغمبر نے زندگی میں اعلان کر دیا۔تو علیؑ کی جانشینی کا سلسلہ شروع ہوتا ہے نبی سے قدرت چاہتی تھی۔اے نبی تعجیل کرو یہ مسلمان جھوٹے خدا بن کے بیٹھنا چاہ رہے ہیں برادران اسلامی سے خالص توجہ چاہتا ہوں کہ دنیا کے ہر معاملے میں بھی انسان اپنے نظریات کو بلند رکھتا ہے اپنے نظریہ کو اعلیٰ رکھے۔آپ نے کیوں اسلام قبول کیا؟ یہ ہماری بلند نظری ہے کہ ہم اسلام تک پہنچے کہ ہم نے اسلام کو پہنچانا ہم نے رسول کا حکم پڑھا ہم نے اللہ کی وحدانیت کا اقرار کیا تو ایک طرف تو آپ اتنے بلند نظر کہ جہاں نمرود شدّاد فرعون خدائی میں چنے ہوں۔جہاں شجر حجر خدائی کو چنے ہوں۔وہ آج وحدۂ لاشریک کے سامنے سر جھکا رہے ہیں۔

آپ کہیں گے کیا باتیں کرتے ہیں ارے یہ پتھر ہمارے لئے بنائے گئے ہم ان کے سامنے کیا جھکیں۔یہ درخت تو ہمارے لئے پیدا کیے گئے ہیں۔یہ ستارے چاند تو ہمارے لئے بنائے گئے ہیں اور خدا کو نہیں دیکھا۔مگر خدا کہتے ہیں کہا ہم نے مشاہدہ سے نہیں پہچانا ہے ہم نے خدا کو عقل نے پہچانا ہے۔تو جس عقل سے آپ نے خدا کو پہچانا۔اس عقل کو چھوڑ نہ دیجئے گا اسی سے رسولؐ کو پہچانئے گا۔اور اسی عقل سے ہمیں خدا کی معرفت حاصل ہو سکتی ہے تو رسولؐ کی

کیوں نہیں؟اور جب رسولؐ کو عقل سے پہچان سکتے ہیں۔تو جانشین کو کیوں نہیں؟اسلام دین عقل ہے خدا نے اپنی خدائی پر دلیلیں دیں ہیں قرآن مجید میں پیغمبرؐ سے ہدایت کی بات واضح ہوگئی مسلمانوں کو نہ بتائی جائے یہ دوسری بات ہے۔اگر آپ کے سامنے ایک غیر موحد ایک عالم آکر کہے ہمارے خدا کو خدا مانو آپ کیا کہیں گے؟ آپ کہیں گے ہمارا خدا جیسا ہے ایسا ہی اس سے بہتر ثابت کرو تو ہم مانیں گے۔یہ ہی تو علماء اسلام کہتے ہیں کہ ہم نے جس وحدہٗ لاشریک کو مانا ہے۔اس وحدہٗ لاشریک سے بہتر خدا ثابت کردو تو ہم مان لیں گے۔وہ تو سب سے بہتر خدا تھا واقعی خدا تھا اس کا ماننا اسلام ہے۔آپ چیلنج کرتے ہیں۔دنیا کے مذاہب کو کہ جیسا نبی ہمارا ہے ویسا نبی لاؤ۔محمدؐ کے مساوی کرو عیسیٰؑ کو۔عیسائی ہوجائیں گے۔موسیٰؑ کو افضل نبی ثابت کردو یہودی ہوجائیں گے۔ہمارا نبیؐ سب سے افضل ہے تو اسلام نام ہے افضل کی اطاعت کا۔سن لیں برادرانِ اسلامی ہم نے آپ نے سب نے مشرکین کفار پر جو دلیل قائم کیں کہ ہمارے خدا سے بہتر خدا ہو تو لاؤ۔ہمارے رسولؐ سے بہتر رسول ہو تو لاؤ۔وہی دلیل ہے اسلام کے ۷۲ فرقوں پر فرقہ شیعہ اثنا عشری کی طرف سے قائم کررہا ہوں۔ہم سے بہتر امام ہو تو لاؤ۔ہے کوئی علیؑ سے بہتر۔

جیسے دنیا کے مذاہب اپنے انبیاء کو محمدؐ سے افضل ثابت کرنے میں قاصر رہے۔ویسے اسلام کے تمام فرقے اپنے تمام اماموں کو علیؑ سے بہتر ثابت

کرنے میں قاصر ہیں کوئی ثابت نہ کرسکا تو اسلام نام ہے افضل کی پیروی کرنے کا تو سارے خدا سے ہمارا خدا افضل۔سارے انبیاء سے ہمارا نبیؐ افضل تو یہ افضلیت تو جب ہی برقرار رہے گی کہ جب جانشین بھی افضل ہو۔اب سوال یہ ہے کہ اصحاب جانشین خلفاء پر افضلیت ثابت کی جائے کس کی؟ مولائے متقیان کی۔کیسے اگر آپ پیغمبرؐ اسلام کو یہ کہیں گے کہ ہم انسانوں پر افضل تھے لہٰذا تم نے انہیں نبیؐ مانا تو عیسائی کہیں گے ہم سے ہمارا نبی افضل تھا۔یہودی کہیں گے جس نبی کو ہم مان رہے ہیں وہ بھی ہم سے افضل تھے۔تو ہم سے افضلیت نہیں ہے کوئی پیغمبرؐ اسلام کو جو ہم نے مانا تو اس لئے تھا کہ انسانوں سے افضل ہے۔افضل الانبیاء تھے۔ہمارا نبیؐ ہم سے بہتر نہیں ہے۔انبیاء سے بہتر ہے اگر آپ کہیں گے کہ ہم سے بہتر تو یہ اہانت ہے اس لئے کہ وہ ہم سے بہتر نہیں تھے۔جو ہم سے بہتر ہے وہ ان سے بہتر تھا۔ہمارا رسولؐ انبیاء سے بہتر۔تو ان کا جانشین تو ہم سے بہتر نہیں ہوسکتا۔کیونکہ محمد جو ہم سے بہتر انسان اور اب جانشین بھی وہ ہو جو ان سے بہتر ہو جس سے محمد بہتر ہے۔اگر آپ اصحاب کی افضلیت انبیاء پر ثابت کردیں خلفاء اسلام کی افضلیت آدمؑ پر ثابت کیجئے۔خلفاء کی افضلیت پہلے جناب نوحؑ پر ثابت کیجئے۔کسی کو ہمت ہو تو کہے کہ صحابہ ابراہیمؑ و موسیٰؑ سے بہتر تھے۔ہمت ہو تو کہے کہ خلفاء اسلام عیسیٰؑ سے بہتر ہے۔آپ کہلوا کے دیکھئے۔اسلام رہتا ہے

کہ جاتا ہے؟

جناب نوحؑ وابراہیمؑ سے افضل نہیں کر سکتے۔موسیٰؑ وعیسیٰؑ سے افضل نہیں کہہ سکتے ہم سے پوچھئے تم نے کس کو مانا۔ادھر خم ٹھونک کے کہتے ہیں انبیاء سے افضل۔نوح سے افضل ابرہیم سے افضل موسیٰ وعیسیٰ سے افضل۔سب سے افضل ایک ہی ہے جس سے افضل نہیں کہتے۔خالی پیغمبرؐ اسلام سے افضل نہیں کہتے۔ہم نہیں کہتے مگر تھوڑے تو یہ بھی کہتے ہیں خدا کو مانا تو نبیؐ ہی سے تو مانا۔تو سب انبیاء سے افضل تو پھر اصحاب سے مقابلہ نہ کیجئے علیؑ کا پہلے آپ اصحاب کی افضلیت انبیاء پر ثابت کیجئے۔

برادرانِ اسلامی پیغمبرؐ اسلام پر میثاق کی آیت نازل ہوئی۔پیغمبرؐ نے کہا کہ مسلمانوں آگاہ ہو جاؤ نبی کو، کسی رسولؐ،کو نبوت یا رسالت خدا نے نہیں عطاء کی جب تک اس سے عہد نہ لے لیا۔عطاء میں تو رکھا ہے قید۔ایک اپنی وحدانیت کا، میری نبوت کا،اور علیؑ کی ولایت کا۔پیغمبرؐ اسلام نے کہا کہ ہر نبیؐ سے عہد لیا گیا۔محمدؐ کی آخری نبوت پر ایمان لاؤ۔علیؑ کی ولایت کا اقرار کرو۔تو رسول کو رسالت نہ ملی۔انبیاء کو نبوت نہ ملی جب تک ولایت علیؑ کا اقرار نہ کیا۔انبیاء جنت جائیں گے یا نہیں؟ کہا کہ انبیاء کے لئے کیا سوال ہے؟اب جنت میں داخل کون ہو رہے ہیں جس نے اقرار کیا۔خدا کی وحدانیت نبیؐ کی نبوت علیؑ کی ولایت کا۔اب اگر ایسے لوگ جنت میں داخل ہونے لگے کہ جنھوں

نے علیؑ کی ولایت کا اقرار نہ کیا ہو تو انبیاء کہیں گے پالنے والے یہ کیا؟ ہم سے تو تو نے ولایت کا اقرار لئے بغیر نبوت نہ دی اور ان سے بغیر ولایت کا اقرار لئے جنت دے رہا ہے؟ تو جنت ملے گی جب تک کہ خدا کی وحدانیت کا اقرار نبیؐ کی نبوت کا اقرار علیؑ کی ولایت کا اقرار اب ہم کچھ نہیں کہتے تو اپنا کلمہ پڑھ کر دیکھ لینا کہ جنّت جانے کے مستحق بنے یا نہیں بنے،قدرت نے کہا میں صراط پر علیؑ کو بیٹھا دوں گا،جنّت پائے گا کون؟ کہا جنت علیؑ باٹیں گے،پالنے والے جنت علیؑ سے کیوں بٹوائی، کہا میری مرضی کیا جنت اجماع سے نبی ہے، جنت میں نے بنائی ہے میری مرضی، میں بٹواؤں علیؑ سے دیکھئے یہ بٹوانے کا معاملہ عجب ہے۔

دیکھئے مجلس ہوتی ہے،مکان آپ کا مجلس آپ کی مگر تبرک بٹوایا کس سے ایک تگڑا آدمی دیکھکر، کیونکہ جہاں بٹتا ہے وہاں ہوتا ہے رش،اور جہاں ہوتا ہے رش وہاں آجاتے ہیں ہر طرح کے،وہ باٹنے والا ایسا ہو جو سب کو پہچانتا ہو، یہ بھی جانتا ہو،کس کو دُھرا دینا ہے کس کو اکہرا دینا ہے،کون لے جا چکا ہے،کون مجلس میں نہیں تھا باہر سے آیا ہے تو باٹنے والا تگڑا چاہئے،ارے تاریخ اسلام پڑھ جایئے،علیؑ سے تگڑا ملا ہی نہیں اللہ کو کوئی، یہ سب کچھ پہچانتے ہیں،آدم کو بھی جانتے تھے یہ نوح کا دور بھی دیکھے ہیں،ابراھیمؑ کا دور بھی دیکھے ہیں،موسیٰؑ وعیسیٰؑ کا دور بھی دیکھے ہیں، نبیؐ کی زندگی میں بھی سب کو دیکھے ہیں،مرحب کو دیکھے،عمر کو بھی دیکھے انتر کو بھی دیکھے، بڑے بڑے رستموں کو دیکھے اور جو چھپے رستم تھے ان کو دیکھے،حصہ بٹتا کہاں ہے؟

دروازے پر، اس لئے پیغمبرؐ نے کہا میں شہر ہوں علیؑ اسکا دروازہ ہیں، مالک مکان
آپ بانئ مجلس آپ کا پیسہ لگا آپ کا حصہ بٹوایا کسی اور سے کس کو دیا جاتا ہے بانٹنے
؟جس کی دیانت پر یقین ہو، تو حضور بتائے پیغمبرؐ اور خدا علیؑ سے نہ بٹواتا تو کس سے
بٹواتا، بانٹیں گے علیؑ ہی تم نے کہا ہم ان کو نہیں مانتے پھر کسی دوسرے کو مانا، کہا ہاں
مانا، مگر ہشیار مسلمانو شانے ہلائے دیتا ہوں، ارے ان سے تمہیں کیا ملے گا، جنھوں
نے نبی کی بیٹی کو باغ فدک نہ دیا، جو رسول کی بیٹی کو باغ نہ دے سکے وہ باغ جنت کسی
کو کیا دیں گے، تو حصہ وہ بانٹتا ہے جو دیانت دار ہو، سب کو حصہ ملتا ہے
کہاں؟ دروازے پر دیکھئے جو شریک مجلس ہو جائے اس کو بھی ملتا ہے جو مجلس میں
آجاتا ہے اسے بھی ملتا ہے پوری مجلس میں نہیں ہے مگر آ گیا ہے مل جاتا ہے، اِدھر
مجلس ختم ہوئی دروازہ ہو جاتا ہے بند، اب کوئی بھی آئے، اب نہیں ملے گا، تو جب
تک دروازہ کھلا ہے آجاؤ، مجلسِ آپ کی حصہ منگایا آپ نے اور جس کو دیکھئے
دروازے پر کوئی کہہ رہا ہے چچا اسلام علیکم کوئی کہہ رہا ہے، ماموں سب خیریت ہے
کوئی کہتا ہے بھائی جان، جو بانٹتا ہے اُسی کو سب پکار رہے ہیں، ارے بھئی جس کا
حصہ ہے اُس کو پکارو، تو کہا حصہ تو ان ہی کا ہے مگر بانٹتا ہے یہ، نانا ہمیں دیجئے، چاچا
ہمیں دیجئے۔

اب بانٹنے والے کا نام جو بھی ہو، اگر بانٹنے والے کا نام علیؑ ہو تو کہو علیؑ،
پیغمبرؐ نے کہا علیؑ بانٹنے لگے جنت تو جو بانٹے گا، ہم اُسے پکار رہے تھے تو علیؑ کہنا

دلیل ہے کہ بانٹنے والے کو پہچانتے ہیں، بانٹنے والے کی دوسری ڈیوٹی ہوتی
ہے جتنے گھر میں ہیں، خالی ہاتھ نہ جائیں، حصہ کم نہ پڑنے پائے، تو ذرا کچھ فن
کا جاننے والا بھی ہو علیؑ کھڑے ہوں گے بانٹنے کا جملہ کیا ہوگا، حصہ بٹنے کا
دوہرا کیونکہ مجمع ہے دوہرا اکہرا نہیں، یہ تیرا یہ میرا، یہ میرا تیرا کیا؟ حدیثیں کہتی
ہیں جسے کہدیں گے تیرا جہنم کھینچ لیگا، تو علیؑ جسے کہیں گے تیرا تو وہ ہوگا داخل
جہنم، علیؑ جسے کہیں گے میرا وا سے کھینچے گی جنت اب وہاں نہ فرقوں کی بات نہ
فرقوں کے نام نہ مصلّوں کے نام، حساب کتاب ہوگیا، اب جنت اور جہنم کا
معاملہ تو جنت میں سب نہیں جائیں گے، اب آپ بھول جائیے، اپنے کو چودہ
سو برس پہلے چلے نبیؐ کے بعد والوں سے شروع ہوگا، نا سلسلہ اب علیؑ جسے کہیں
گے میرا جس نے نبیؐ کے بعد علیؑ کو جانا ہوگا، اس کو کہیں گے میرا اگر کاش نبیؐ
کہتے ہوتے تیرا میرا، نبیؐ نے کہا نہیں نہیں میں نہیں کہوں گا، علیؑ کہیں گے تیرا
میرا، تو خالی میرے بن کے نہ آنا اگر جنت چاہتے ہو تو علیؑ والے بن کے آو،
نجات علیؑ کی پیروی میں ہے، ۷۳ میں ایک ناجی، اس ایک کا نام کیا ہے مجھے
نہیں معلوم، اس کا نام ہے میرا جس کو علیؑ کہدیں گے میرا بس وہ ہی ہوگا، ناجی
بس اسلام میں ایسی زندگی بسر کرنا ہے کہ علیؑ کہدیں میرا، نماز پڑھیں تو ایسی کہ
علیؑ کہہ دیں میرا روزہ رکھیں تو ایسی کہ علیؑ کہہ دیں کہ میرا، حج کریں تو ایسا کہ علی
کہہ دیں کہ میرا، زکوٰۃ دے تو ایسی کہ علیؑ کہہ دیں کہ میرا، جہاد کریں تو ایسا کہ

علیؑ کہہ دیں کہ میرا، اور جو علیؑ ہی سے لڑے، انہوں نے اپنی نجات کا اعلان ہی نہ کیا کہ اس نجات کا تو کوئی سوال ہی نہیں چھوڑو پرانے قصوں کو اپنا مقدر دیکھو، علیؑ جیسا ہو تو لاؤ جب علی جیسا نہیں ملے گا تو علی بہتر ہے۔ فائدے بھی ہیں جنت بھی ملے گی اور بانٹنے والے کی خوشی ہے اسی کی مٹھی پر ہے، اس نے ڈھیلی کردی زیادہ آ گیا، مٹھی سخت کردی چند دانے آئے، تو بانٹنے والے پر ہی ہے ہمارے آئمہ نے کہا کہ ہمارے شیعہ جنت میں ہمارے ساتھ ہونگے مسلمانوں ماناتم نے سب کو کس نے تسلّی دی، کس نے مرتے وقت آنے کا وعدہ کیا، کسی نے قبر میں اترنے کا وعدہ کیا، کسی نے محشر میں ملنے کا وعدہ کیا، ارے کسی نے بخشوانے کا وعدہ کیا؟ کہا وعدہ تو کسی نے نہیں کیا، تو پھر کس بات پر جی رہے ہو کہا آبا و اجداد تو ان کے لئے دعائے مغفرت کیجئے

اور ایک جگہ بھی بتادی گئی، بھٹکے ہوؤں کے لئے، ایک دروازہ کھلا ہے کربلا کا اس راستے سے آجاؤ یہ کربلا والوں کا ذکر ایسا ہے جو اپنی طرف کھینچتا ہے یہاں ملائکہ بھی آتے ہیں، یہاں انبیاء بھی آتے ہیں، اس بزم میں رسول اسلام بھی آتے ہیں، احادیث میں ہے کہ اگر تم اپنے گھر میں ہمیں بلانا چاہتے ہو تو، ہم کسی قیمت پر نہیں آتے تم ہیروں اور زمرد کا فرش بچھادو نہیں آئیں گے، اور اگر ایک پھٹا ہوا بوریا بچھادو، تو ہم آئیں گے، کیوں یہ حسینؑ مظلوم کی مجلس ہے یہ دربار کس کا ہے ایک دکھیاری ماں نے پوچھا تھا میرے بچے پہ روئے گا

کون؟ تو یہ مجلس میں اس دکھیاری ماں کی آرزو ہے، ہاں، جب مجلس ہوتی ہیں تو گھر میں رونق ہوتی ہے، حسینؑ کی یہ عظمت ہے کہ جہاں ذکر حسینؑ ہوتا ہے وہ جگہ جنت کا ٹکڑا بن جاتی ہے، اللہ اکبر، نوجوان ماتم کرتے ہیں ان نوجوانوں میں کس نے اسپرٹ بھردی، بر مادی تبلیغ کا اثر نہیں ہے، یہ قاسم کی شہادت کی تاثیر ہے، یہ علی اکبر کی شہادت کا اثر ہے، یہ عباسؑ کے کٹے ہوئے بازؤں کا اثر ہے یہ سید سجادؑ جن کی ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھی ان کا اثر ہے حسینؑ جب مدینے سے رخصت ہوئے تاریخ کہتی ہے کہ جب بیرون مدینہ پہنچے تو ایک معظّمہ ملیں کہا، قافلہ ٹہراؤ، ایک بی بی چادر اوڑھے ہوئے آئی عباسؑ کے گھوڑے کے پاس گئیں، لجام پر ہاتھ رکھا، عباسؑ خیال رکھنا، اے عباسؑ اگر حسینؑ زندہ رہیں تو زندہ رہنا اور اگر حسینؑ نہ رہیں اور تم پلٹ آئے تو دودھ نہ بخشونگی، عباسؑ خیال رکھنا، اے عباسؑ حسینؑ کے جسم پر زخم نہ آنے پائے، حضور جب حسینؑ مدینے سے رخصت ہوئے تو قبر رسولؐ پر ویرانی چھا گئی جناب زینبؑ فرماتی ہیں کہ حسینؑ خیمے سے رخصت ہوئے تو خیموں میں ویرانی چھا گئی، اکابر علماء نے عالم رویا میں دیکھا، مستند راویوں سے معلوم ہوا، انہوں نے کہا کہ ہم نے خواب میں دیکھا ہے کہ امام ضریح مبارک سے نکل رہے ہیں ہم نے پوچھا آپ کہاں تشریف لیجارہے ہیں کہا تمہیں نہیں معلوم محرم آ گیا، کہا میں ہندوستان جارہا ہوں، وہ کہتے ہیں ویرانی چھا جاتی ہے، حسینؑ کے حرم میں۔

دسویں مجلس

بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم

لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۙ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ ۚ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى ۚ لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ

برادرانِ ملّت ۔ خداوندِ عالم قرآن کریم میں ارشاد فرمارہا ہے کہ اللہ کے دین میں زبردستی و جبر نہیں ہے اور ہم نے ہدایت کو ممتاز کردیا ہے۔ گمر گمراہی سے اور جن لوگوں نے جھوٹے خداؤں کا انکار کردیا اور رسّی کو مظبوطی سے پکڑ لیا جو رسّی ٹوٹنے والی نہیں ہے اور اللہ ہر بات کا سننے والا ہے۔

اس آیت کریمہ کے ذیل میں ''جنگ جمل'' کے موضوع پر عرض کرنا ہے، جنگ جمل اس آیت کے ایک ایک لفظ کی مخالفت میں ہوئی۔ اس لئے کہ خدا نے ارشاد فرمایا کہ لا اکراہ فی الدین قد تبین ہمارے دین میں کوئی جبر نہیں ۔ بلکہ احد، خندق و خیبر میں جو لوگ لڑے ہیں پیغمبر اسلام سے مولائے کائنات سے ظاہر ہے کہ وہ کفار تھے مشرکین تھے مسلمان نہیں تھے۔ جب اللہ اپنے دین میں کسی جبر کو روا نہیں رکھتا تو کسی مسلمان کو اپنے موقف کو ثابت کرنے کے لئے

جبر نہیں کرنا چاہیئے اور جنگ کا سبب ہی یہ ہے کہ مولائے کائنات پر اس بات کا جبر کیا جارہا ہے کہ آپ قاتلان عثمان کو تلاش کیجئے اور خون عثمان کا بدلہ لینے کے لئے جنگ جمل میں جمع ہوئے اور وہ بدلہ مولائے کائنات سے لیا جارہا ہے۔ قتل کا بدلہ نہیں تھا بلکہ قتل کرنے والوں سے بدلہ نہ لینے کا بدلہ تھا۔ جنگ جمل؟ امیر المومنینؑ سے یہ اصرار تھا کہ آپ قاتلان عثمان کو سزا دیجئے اور آپ نے چونکہ سزا نہیں دی لہٰذا ہم اس کا بدلہ آپ سے لیں گے۔ تو قتل کس نے کیا؟ اور بدلہ کس سے لیا جارہا ہے۔ بدلہ نہ لینے کا بدلہ پتہ نہیں کس شریعت کی رو سے مسلمان ہمیں بدلا لینے کا بدلہ لینے کی اجازت دیتے ہیں یا نہیں؟ ہم سے یہی تو کہا جاتا ہے کہ تم اصحاب وازواج کی شان میں نازیبا جملے کہتے ہو یہ تمہیں حق نہیں ہے۔ اگر انہوں نے کوئی غلطی کی ہے تو خدا بدلہ لے گا تم کون ہو بدلہ لینے والے؟

کاش انہوں نے یہ سونچا ہوتا معاذ اللہ معاذ اللہ اگر مولائے کائنات نے بدلہ نہ لے کر اگر کوئی غلطی کی ہے ان کے نقطۂ نظر سے ہمارے پاس تو امام کی غلطی کا سوال ہی نہیں ہے۔ وہ اللہ جانے علیؑ جانے آپ کون بدلا لینے والے؟

خداوند عالم نے اس آیت میں ارشاد فرمایا ہے قد تبین الرشد من الغی یعنی اللہ نے رشد و ہدایت کو گمراہی سے جدا کردیا۔ ظاہر ہے کہ بدلہ کی لڑائی میں

ہدایت گمراہی سے جدا تھی۔ ادھر کفار قریش تھے ادھر پیغمبر اسلام تھے، رُشد نبی کی طرف تھا اور غیٔ کفار قریش کی طرف۔ احد میں خندق و خیبر میں ظاہر رُشد پیغمبر کی طرف ہے غیٔ اُدھر ہے اب میں مسلمانوں سے پوچھتا ہوں کہ جنگ جمل میں رُشد کدھر ہے اور غیٔ کدھر ہے؟

امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ ایک طرف ہیں اور ام المومنین ایک طرف ہیں۔ رُشد دونوں طرف تو ہو نہیں سکتا؟ ایک رُشد پر ہے اور ایک غیٔ پر ہے اس لئے کہ دونوں جدا ہیں۔ اب تک اسلام کفر سے جدا تھا اور اب مسلمان ۔مسلمان سے جدا ہے۔ تو جب جدا ہے تو اس میں رُشد کون ہے اور غیٔ کون ہے؟ مسلمانوں سے پوچھ رہا ہوں عام نقطۂ نگاہ سے شیعہ نقطۂ نگاہ سے نہیں۔ مسلمان انکار ہی نہیں کر سکتا رُشد کا کہ علی کی طرف نہیں ہے کیونکہ خلفاً راشدین میں چوتھی منزل پر سبقت کی ہے۔ راشد سمجھ کر کیا کہنا میرے مولا کی مصلحت کا۔

سب کہتے ہیں کہ جب علی کا حق تھا تو تلوار کیوں نہیں اُٹھائی علی تلوار اُٹھا کر کیا کرتے اگر تلوار اُٹھاتے تو آپ کی سمجھ میں آتا تھا؟ اس لئے کہ اگر آپ تلوار اُٹھاتے تو آپ کہتے کہ چند لوگوں نے امام مانا ان کے امام ماننے پر تلوار اُٹھائی۔ امت نے فیصلہ نہیں کیا تو علی جانتے تھے کہ ہونے والا کیا ہے۔ جلدی کی کیا ضرورت ہے۔ تم سب ہمارے ہاتھ پر بیعت کر لو تب اُٹھالیں گے تلوار!

تاکہ تمہیں فیصلہ کرنے میں آسانی ہو کہ جو رُشد سے لڑے گا وہ غیٔ پر ہوگا۔ ہم سے لوگ کہتے ہیں کہ آپ لوگوں نے اختلاف کیا ہے ہم نے تو کبھی اختلاف نہیں کیا۔ ہم نے تو علیؑ کو خلیفہ بلا فصل مانا۔ اس پر کوئی لڑائی ہوئی؟ پیغمبرؐ اسلام کی وفات کے بعد بہت سے اصحاب ایسے تھے۔ جو علیؑ کو خلیفہ بلا فصل مان رہے تھے اس لئے کہ غدیر میں اعلان ہوا تھا۔ ذوالعشیرہ سے غدیر تک پیغمبر اعلان کرتے رہے۔ اور ایسے لوگوں کی کمی نہیں تھی جو علیؑ کو پیغمبر کی زندگی سے جانتے تھے کہ وصی ہیں۔ جانشین ہیں۔ ہم تو مانتے رہے لڑے کہاں؟ مولائے کائنات سے اس وقت تک لڑائی نہیں ہوئی جب تک وہ شیعوں کے پہلے امام رہے، جب مسلمانوں نے چوتھا بنایا جنگ جمل بھی ہوئی اور صفین بھی جب تک خاص تھے جھگڑا ہی نہیں ہوا جب سے آپ نے چوتھا بنایا جھگڑے شروع ہو گئے تو جھگڑا پہلے پر نہیں ہے۔ جھگڑا چوتھے پر ہے۔

پہلا ماننے پر جھگڑا ہی نہیں ہے بتا دیجئے کسی تاریخ میں پیغمبرؐ کا اعلان ہے خدا کا حکم ہے ہمارا ایمان یہ کہ جو پیغمبرؐ نے کہا وہ مانا مانتے رہے ہیں کسی سے لڑائی نہیں۔ کسی سے جھگڑا نہیں کیا۔ یہ جو جنگ جمل کی لڑائی ہے یہ شیعوں کے امام سے تھوڑے ہی ہے؟ یہ تو مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ سے ہے۔ اس لئے کہ ام المومنین نے جو قتل عثمان کے بدلا نہ لینے کا الزام علیؑ کے سر پر رکھا وہ بحیثیت خلیفہ بلا فصل نہیں ہوتا بحیثیت خلیفہ بلا فصل وہ کہہ ہی نہیں سکتیں کہ قتل کا

بدلا لو یہ جھگڑا چوتھے کی حیثیت سے ہوسکتا تھا یہ جمل والا جھگڑا شیعوں کا نہیں ہے مسلمانوں کے دوگروہوں کا ہے۔ایک وہ ہے جو علیؑ کو چوتھا مان رہے تھے ایک وہ ہے جو چوتھا مان کے بدلے کے لئے لڑ رہے تھے ۔جب دو گروہ لڑ رہے ہوں تو ظاہر ہے کہ ہدایت ایک طرف ہوگی گمراہی ایک طرف ہوگی۔اب اس کے بعد خداوند عالم فرماتا ہے کہ جب تم نے جھوٹے خداؤں کا انکار کیا اور اللہ پر ایمان لائے تو جو جھوٹے خداؤں کا انکار کرنے والے اور اللہ پر ایمان لانے والے اب میں نہیں کہتا کہ یہ جھوٹے خداؤں کا انکار کرنے والے سچے کون ہیں؟یاوہ جھوٹے خداؤں کا انکار کرنے والے سچے ہیں؟

خدا تو ضرور جھوٹے تھے،قرآن کہتا ہے اب جھوٹے خداؤں کے منکر بھی سچے ہیں یا نہیں؟بڑی مشکل پیدا ہوگئی خدا تو ضرور جھوٹے تھے مگر جو جھوٹے خداؤں کو جھوٹا خدا کہہ رہے ہیں وہ خود سچے ہیں یا جھوٹے؟حضور دو گروہ مسلمانوں کے لڑ رہے ہیں جنگ ہورہی ہے اس میں دونوں گروہ کہہ رہے ہیں کہ جھوٹے گروہ کو ہم نہیں مانتے۔اللہ پر ایمان لائے ہیں۔اب ان میں جھوٹے کون ہیں اور سچے کون ہیں؟بڑی پریشانی کی بات ہے اگر دونوں جھوٹے ہیں تو لڑ کیوں رہے ہیں؟ارو دونوں سچے ہیں تو کیوں لڑ رہے ہیں؟اگر ایمان ایک ہے تو جنگ کا سبب کیا ہے؟جنگ بتا رہی ہے کہ دونوں کے ایمان الگ ہیں۔قرآن کہتا ہے کہ تم جھوٹے خداؤں کا انکار کر چکے اور

رُشد پر ایمان لے آئے تو اللہ پر جو ایمان لائے وہ اللہ کے کہنے پر چلے گا۔اور جو اللہ کے کہنے پر نہیں چلے گا وہ جھوٹے خداؤں پر ایمان رکھتا ہے۔خدا نے کیا کہا ازواج پیغمبر کو کہ گھروں میں بیٹھو گھر سے باہر نہ نکلنا۔یہ تو یوم باللہ والا اللہ ہے طلحہ زبیر نے کہا چلئے جو خدا کے قول کے خلاف حکم دے وہ بھی تو خدا ہی ہے! تین خدا ہیں جمل میں۔

قرآن کہتا ہے فمن یکفر بالطاغوت ۔ازواج پیغمبر کو حکم ہے کہ گھروں میں بیٹھو۔باہر قدم نہ نکالو۔تو یہ قرآن تو ہے یوم باللہ اور اب اس کے خلاف جو عمل کرے وہ طاغوت فیصلہ کرنے کی بات ہے ایک ہے یوم باللہ والا گروہ اور دوسرا ہے طاغوتی گروہ اور دونوں میں جنگ ہو رہی ہے تمسک بالعروۃ الوثقیٰ تم اللہ کی رسی کو پکڑ لو مضبوطی سے جو ٹوٹنے والی نہیں ہے۔اب دیکھنا ہے کہ جمل میں کونسی رسی ٹوٹتی ہے کون سی نہیں ٹوٹتی ہے۔جو میدان چھوڑ کر ہٹ جائے ٹوٹ گیا اور جس کا مقصد مکمل ہوئے بغیر ختم ہو جائے وہ ٹوٹ گیا اور جس کا مقصد باقی رہے۔اس کی رسی ٹوٹتی تو جو علی ابن ابی طالبؑ نے جس بات کا جہاد فرمایا جمل میں وہ بات یہ ہے جو لوگ جنگ کرنے آئے تھے مولا سے وہ مقصد میں باقی نہیں رہے وہ رسی ٹوٹ گئی۔تو اس کا مطلب یہ کہ طاغوتی طاقت پر بھروسہ کرنے والے نہ اللہ پر ایمان لائے نہ اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑا تھا اور اللہ ہر بات کا سننے والا ہے اور جاننے والا ہے۔تمہارے کلمہ پڑھنے سے دنیا والے

سمیع العلیم۔ خالی سمیع
فریب میں آئیگی۔ ہم سنتے بھی ہیں اور جانتے بھی ہیں۔
نہیں ہے علیم بھی ہے تم نے کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ سن لیا خدا۔ سن
لیا خدا کیونکہ سمیع ہے خدا۔ مگر دل میں کیا نیتیں ہیں؟ ان کو بھی ہم جانتے ہیں
جنگ بدر ہوئی احد و خندق و خیبر ہوئی تو یہ بتایئے کہ علی ابن ابی طالب کس کی
طرف سے لڑتے رہے؟ کہا پیغمبرؐ کی طرف سے بدر میں پیغمبرؐ کی طرف سے
اُحد میں پیغمبرؐ کی طرف سے خندق و خیبر میں پیغمبرؐ کی طرف سے لڑنے والے
الگ الگ بدر میں لوگ آئے اس سے احد میں آئے وہاں بھی عمر نہیں آیا تھا
خندق میں عمر نہیں آیا تھا خندق تک یہودی نہیں آئے تھے خیبر میں مرحب بھی
آ گیا اور اسلام کیطرف سے وہی علیؑ۔

معاملہ ہی سمجھ میں نہیں آتا اسلام کا مجاہد وہی ہے بدر میں بھی علیؑ احد و
خندق میں بھی علیؑ جب تک علیؑ نہیں آئے۔ احد میں علیؑ خندق و خیبر میں علیؑ۔ ہر
جگہ علیؑ۔ اور سامنے کبھی مرحب کبھی عمر کہیں انتر۔ معلوم یہ ہوا کہ مخالف بدل
رہے ہیں۔ مشرک نے چاہا ہم اسلام مٹائیں گے۔ علیؑ نے چاہا ہم بچائیں گے
۔ کفار قریش نے کہا ہم مٹائیں گے علیؑ نے کہا ہم بچائیں گے۔ یہودی نے کہا
ہم مٹائیں گے علیؑ نے کہا کہ ہم بچائیں گے۔ اب نبیؐ کے مرنے کے بعد
مسلمانوں نے کہا ہم مٹائیں گے علیؑ نے کہا ہم بچائیں گے اسلام کا مجاہد وہی
ہے مگر فرق اتنا ہے کہ کل تک نبیؐ تھے تو کہا کہ حق کے لئے لڑتے تھے فتح ہوتی

تھی پیغمبر کی وجہ سے تو ٹھیک ہے بدر میں پیغمبرؐ تھے فتح ہوئی بدر و احد و خندق میں
پیغمبر تھے فتح ہوئی۔ مگر خیبر میں تھے فتح کیوں نہیں ہوئی؟ بھئی خیبر میں بھی تو نبی
تھے تجزیئے کا کیا طریقہ ہے منطقی؟ بدر میں نبیؐ بھی ہیں علیؑ بھی اُحد میں خندق
میں نبیؐ بھی ہیں علیؑ بھی ہیں۔ خیبر میں صرف نبیؐ تھے فتح نہیں ہوتی۔ تو معلوم
ہوا سببِ فتح نبیؐ نہیں تھے۔ علیؑ کے سبب فتح ہوتی تھی۔ تو فتح دین مبین کی علیؑ سے
ہوتی دین مبین ہی علیؑ کے ساتھ ہوگا تو اب دین مبین سے جو لڑے گا وہ کافر ہوگا
مشرک ہوگا۔ کہا۔ سمجھ کر فتویٰ دیجئے سمجھ کی کیا ضرورت ہے۔ آپ فتویٰ دے
دیجئے؟ میں آج اگر اسلام کے خلاف لڑنے آ جاؤں تو کیا کہیئے گا؟ یہی نا کہ کافر
ہو گیا ہے، مشرک ہو گیا ہے دین کے خلاف لڑ رہا ہے۔ پتلی گردن ہے ناپ
لیجئے۔ بڑے بڑوں کو کہتے ہوئے روح لرزتی ہے۔

تو سوال یہ ہے کہ آپ کے ذہن میں بڑے پن کا تصور اسلام کی
اطاعت میں ہے یا اسلام کی مخالفت میں لڑائیاں پیغمبرؐ کی زندگی میں تھی؟ یا
پیغمبرؐ کے بعد بھی ہے۔ حضورؐ سے ہی پوچھیں گے حضور یہ لڑائیوں کا سلسلہ آپ
تک ہی رہے گا یا آپ کے بعد بھی رہے گا۔ کہا میرے بعد بھی رہے گا۔ لڑے گا
کون؟ کہا یہ ہی علیؑ۔ مجاہد علیؑ ہی کو قرار دیا۔ دلیل دوں گا۔ بغیر دلیل نہیں
کہتا۔ پیغمبر نے کہا۔ یا علیؑ میں تنزیل پر لڑوں گا۔ تم تاویل پر جنگ کرو گے۔ قول
پیغمبر مشہور ہے متفق بین الفریقین ہے۔ علماء اہل سنت نے لکھا ہے کہ پیغمبر نے

فرمایا کہ میں نے تنزیل پر جنگ کی ہے اور تمہیں تاویل پر جنگ کرنا پڑ یگی۔ تنزیل کیا؟ نزول قرآن۔ تاویل کیا؟ تاویل قرآن۔ دو جنگیں ہوتی ہیں ایک جنگ ہوتی ؟ اسمبلی میں اور ایک جنگ ہوتی ہے۔ کورٹ آف لا میں۔ اسمبلی میں جو جنگ ہوتی ہے وہ قانون بننے پر ہوتی ہے۔ گورنمنٹ نے بل پیش کیا کہ قانون بنا دیا جائے اپوزیشن نے چاہا کہ یہ قانون نہ بننے پائے ایک جس کی تعداد زیادہ ہوگی وہ جیت گیا اور قانون بن گیا۔ تو جنگ ہوتی ہے اسمبلی میں کہ کچھ لوگ چاہتے ہیں کہ قانون بننے ہی نہ پائے وہی چاہے گا کہ قانون نہ بننے پائے جن پر قانون کا اثر پڑے گا ایک قانون پاس ہوگیا کہ ہندوستان میں چوری نہ ہونے پائے اور میں ہوں جیب کترا۔ تو میں ایڑی چوٹی کا زور لگاؤں گا کہ قانون نہ بننے پائے کیونکہ اب میں جیب کیسے کاٹوں گا؟ تو قانون کی مخالفت کرنے میں جرائم پیشہ اسلام تھا۔ الٰہی قانون عرب میں تھے جرائم پیشہ مخالفت کر رہے تھے۔

شراب حرام نہ ہونے پائے اس لئے کہ پیتے ہیں۔ قرآن کا قانون لاگو ہی نہ ہونے پائے۔ بتوں کی پرستش کرتے تھے لہٰذا بتوں کی پرستش حرام نہ قرار پائے۔ تو ان کے مزاج کے خلاف تھا قانون خدا۔ بدر میں لڑے اُحد و خندق خیبر میں لڑے ہار گئے اور قانون پاس ہوگیا۔ اور اس قانون کو علیؑ کے جہاد نے پاس کرایا۔ بدر سے پاس کرلیا۔ اُحد و خندق خیبر سے بھی پاس کرایا۔ بدر سے بھی

پاس کرالیا۔ اور جب پاس ہوگیا تو قانون اسلام قانون خدا نافذ ہوگیا۔ اور جب قانون نافذ ہو جاتا ہے تو شرابی شراب چھوڑ نہیں دیتا۔ جیب کترا جیب کاٹنا چھوڑ نہیں دیتا۔ پہلے زور لگایا تھا کہ قانون ہی نہ بنے اب جب قانون نافذ ہوگیا تو اب چاہتا ہے کہ اب بچوں کی طرح یہ لڑائی ہوتی ہے کہ کورٹ آف لا میں۔ جب مجرم پر مقدمہ قائم ہوتا ہے کہ تم نے قانون کی خلاف ورزی کی اور وہ کہتا ہے میں نے نہیں کی، ذریعہ بنے گا جھوٹی گواہی۔ اس لئے نبیؐ نے کہا میں لڑا تنزیل پر تمہیں لڑنا پڑے گا تاویل پر یہ اسلام قبول کریں گے عادت نہ بدلیں گے اور اپنی غلط کاریوں کے لئے قرآن کی آیتوں سے تاویلیں کرینگے تمہیں ان سے لڑنا پڑے گا کہ جو تاویل کریں گے۔

تو نبی کی زندگی کی لڑائی تنزیل کی نبیؐ کے بعد کی جنگیں تاویل کی۔ تو ہم نے تو اسلام قبول کیا وہ بدر سے خیبر تک ہم نے جو اسلام قبول کیا وہ بدر سے خیبر ہی نہیں جمل میں بھی، دیکھا صفین میں دیکھا اور کربلا کی عدالت میں بھی ڈگری لی۔ آج بھی قانون میں بھی ڈگری لی۔ آج بھی قانون میں بس تین اپیلیں ہوتی ہیں ایک بات طے ہوئی اس کی اپیل ہائی کورٹ میں ہوگی اور اس کے بعد سپریم کورٹ میں ہوگی۔ یوں سمجھ لیجئے کہ ایک مقدمہ تھا جو جمل میں چل رہا تھا، اس کی اپیل ہوگی صفین میں اور فائنل اپیل ہوگی کربلا میں سپریم کورٹ کا فیصلہ ایسا ہوا کہ آج تک کوئی رد نہ کرسکا۔ اسلام میں رُشد و ہدایت کو غیّ سے جدا

کرنے کی ڈگری دی حسینؑ نے کربلا میں یہ ہی ڈگری دی تھی علیؑ نے جمل و صفین میں یہ تاویل کی لڑائی تھی ۔ اگر علیؑ کو صحیح سمجھتے ہیں تو ان کی پیروی نہ کیجئے ۔ مگر سوال یہ پیدا نہیں ہوتا تو جمل کی جنگ فیصلہ کن جنگ تھی جن کو یہاں سمجھ میں نہ آئے گا ۔ صفین میں ائے گا ۔ جس کو صفین میں بعد میں نہ آئیگا ۔ ان کو کربلا میں سمجھ میں آئے گا ۔ اور جب کربلا میں کسی کو سمجھ میں نہ آئے تو اب اسکو کوئی نہیں سمجھا سکتا ہے خدا ہی سمجھا سکتا ۔ ہے بندوں کا کام نہیں ہے ۔

جب خلیفہ سوم کا قتل ہوا مدینے میں اس سے جنگ جمل کا ربط ہے ۔ بغیر اس کے جنگ جمل سمجھ میں نہیں آتی کہ جنگ ، جمل ہوئی کیوں ؟ قتل کس بات پر ہوا ۔ (دین نشیا) نے بھی لکھا ہے اعثم کوفی نے بھی کہا ہے ایک وفد آیا تھا بصرے سے اس وفد کے سردار تھے جناب محمدؑ ابن ابی بکر اور انہوں نے آکر گورنر بصرہ کی شکایتیں کی کہ شراب پیتا ہے مال میں خیانت کرتا ہے ۔ اور مسلمانوں کے ساتھ صاحبان تقویٰ و پرہیزگاروں کے ساتھ مظالم کرتا ہے اور منکرین اسلام کے ساتھ اعانت کرتا ہے لہٰذا ایسے حاکم کو بصرے سے ہٹا لیجئے خلیفہ سوم نے فوراً معزول نامہ لکھدیا اور جناب محمد ابی بکر کو دیا کہ جائیے یہ خط بتا دیجئے ہم نے اسے معزول کیا اور آپ جا کر وہاں کا انتظام سنبھالئے ۔ وہ خط لیکر محمد ابن ابی بکر اور ان کے ساتھی چلے ابھی راستے میں تھے کہ دیکھا ایک شخص منزل پر کوشش کر رہا ہے کہ آگے نکل جائے ۔ یہ عجیب بات ہے کہ یہ سب بھی

ناقوں پر سوار تھے اور وہ جانے والا بھی ناقہ پر سوار تھا تو جمل کا آغاز ہی ناقے سے ہوتا ہے جناب محمد بن ابی بکر نے اس شخص کو روکا ۔ اور تلاشی لی سامان دیکھا گیا لیکن کہیں کچھ نہ ملا ۔ آخر میں دیکھا ایک سوکھی ہوئی مشک کہا کہ اس مشک کو دیکھا تو اس نے کہا اسے کیا کیجئے گا ۔ غرض محمد ابن ابی بکر نے مشک کو چیرا تو اس میں ایک خط نکلا ۔ اس خط میں گورنر بصرہ کو لکھا گیا تھا کہ ایک وفد تمہارے خلاف ہم سے ملنے آیا تھا ۔ ہم نے اس وفد کو ایک خط لکھ کر دیا ہے تمہاری معزولی کا تو تم انتظام کرو کہ جیسے ہی وہ بصرہ پہنچے تم انہیں فوراً قتل کر دو ذرا دیکھئے یہ ہے ڈبل آنر ! محمد بن ابی بکر کو لکھ کر دیا کہ ہم اس کو معزول کرتے ہیں اور تم انتظام سنبھالو اور دوسرا خط جس میں قتل کا حکم ۔ بس فوراً محمد بن ابی بکر وہاں سے پلٹ پڑے آکر قلعے کا محاصرہ کر لیا اور کہا کہ ہمارے قتل کا حکم دیا کیسے آپ نے کس قرآن کی آئت سے ہم کو قتل کا حکم دیا کیسے آپ نے کس قرآن کی آئت سے ہم قتل کے سزاوار تھے ؟ ہماری خطا کیا ہے ؟ محاصرہ کئے رہے ۔ اتنا بڑا مدینہ اتنے انصار اتنے مہاجرین کوئی نہ آیا بچانے کو یہ سوچنے کی بات ہے کئی دن تک محاصرہ رہا خلیفہ نے جواب میں کہا کہ یہ خط ہم نے نہیں لکھا اور واقعی وہ خط اپنے ہاتھ سے نہیں لکھا تھا جناب محمد بن ابی بکر نے کہا اور خط آپ کے ہاتھ کا نہیں ہے مگر دستخط کسکے ہیں کہا کہ ہمارے پاس تو صبح سے شام تک والیان آتے رہتے ہیں ہم کو کیا پتہ تھا کہ اس میں کیا لکھا ہے ۔

یہ تھا انتظام کا عالم، کہ دستخط کردی اور یہ نہیں کہ خط میں ہے کیا، نیت خدا جانے معلوم تھا یا نہیں تھا۔ محاصرہ قائم رہتا یہاں تک کہ کھلا پانی تک بند ہوگیا تو خلیفہ نے بلندی پر جا کر کہا کہ کوئی علیؑ کو خبر کردے کہ میں بھوکا پیاسا ہوں یہ جانتے تھے کہ آواز پہنچ جائے گی اس لئے کہ جب نبیؐ کی آواز خیبر سے پہنچ گئی تھی۔ یا علیؑ کہنا پڑا۔ اب یا علیؑ کہنے والوں کو مشرک کہنے والوں اب یہاں خلیفہ کے معاملے میں فتویٰ دو۔ قلعے سے پکارا ہے یا علیؑ مدد کیجیے۔ مولائے کائنات گھر سے نہیں نکلے حسنینؑ کو بھیج دیا۔ حسنینؑ آئے محمد بن ابی بکر نے کہا کیا ہے کہا کہ بابا نے یہ مشک دی ہے کہ پہنچادوں۔ محمد بن ابی بکر ہٹ گئے مجمع ہٹ گیا شہزادوں نے پہنچا دیا اب سوال یہ ہے کہ مولا خود کیوں نہیں آئے۔ اس لئے نہیں آئے کہ اگر کوئی پوچھے کہ کیا ہونا چاہئیے کیا نہیں؟ تو تم نے جب مجھے جانا ہی نہیں تو فیصلہ کیوں دوں؟ شہزادوں کے ہاتھ فرقے بھیجے پانی بھیجی گھر میں بیٹھے رہے وہاں قتل ہوگیا۔ جب قتل ہوگیا تو اس کے بعد ایک ہنگامہ مدینہ میں برپا ہوا مگر کوئی مدد کو نہیں آیا۔ تاریخ یہ بھی کہتی ہے کہ جب ان لوگوں نے محاصرہ کیا ہے تو امیر شام کو بھی ایک نامہ بھیجا تھا کہ ایک لشکر لیکر فوراً مدد کے لئے آ پہنچو، اتنی دیر میں یہاں سب نے گھیر لیا امیر شام نے جواب بھی نہ دیا اور نہ مدد کو آیا تو لوگوں نے پوچھا نہ جاؤ گے مدینے مدد کرنے کے لئے تو کہا کہ میں خود اپنے انتظار میں بیٹھا ہوں جب قتل ہوگیا جو قاتل بیٹھے وہ قتل کرنے

چلے گئے اب علیؑ سے مطالبہ ہے کہ قاتلوں کو ہمارے سپرد کیجئے۔ علیؑ نے کہا ہم نہیں جانتے ہم نے نہیں دیکھا تھا اب علیؑ کے ہاتھ پر بیعت ہونا شروع ہوئی۔ میں پریشان تھا کہ علیؑ کے ہاتھ پر بیعت کیسے بات یہ تھی کہ تخت کے پائے خون میں ڈوب گئے تھے اب وہ جگہ آرام والی تھی نہیں۔ خطرے والی ہوگئی تھی نہ۔ اس سے پہلے خلافت میں بہت آرام تھا لیکن اس واقعے کے بعد ڈر لگنے لگا لوگوں کو کیونکہ امت میں تھا انتشار اب امت کو سنبھالے کون؟ اب علیؑ سے کہا کہ آپ قبول کیجئے۔ علیؑ نے تین بار مجمع کو پلٹا دیا۔ چوتھی بار کہا کہ میری شرط خلافت بھی جانتے ہو۔ کہا کہ میں قرآن اور سیرت رسول پر عمل کروں گا۔ اس شرط پر مدینے والوں نے علیؑ کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ جس میں انصار و مہاجرین شامل ہیں تو یہ اطلاع مکے پہونچی۔ ام المونین مکے میں تشریف فرما تھی ان کو خبر پہونچی کہ عثمان کا قتل ہوگیا۔ اور علیؑ کے ہاتھ پر بیعت ہوگئی۔ انہوں نے کہا یہ کیسے ہوا۔ علیؑ کو کیسے مان لیا، یہ اختلاف ہم لوگوں سے نہیں ہے ام المومنین کا ہم پر کبھی ناراض نہیں ہوئی کہ تم نے بھلا کیوں مانا۔ مقداد و ابوذر، سلمان پر کبھی ناراض نہیں ہوئی۔ ناراض جب ہوئی جب چوتھا بنایا۔ ہم اس کیس میں پارٹی نہیں ہیں۔ بہت خفا ہوئی کیسے علیؑ کو خلیفہ بنالیا۔ کیسے علیؑ کو مان لیا۔ اب مگر کریں کیا؟ اس لئے کہ مدینے والے سب بیعت کر چکے۔ آج تک خلیفہ وہ ہی بنا جس کے ہاتھ پر مدینے والوں نے بیعت کی اسی اثناء میں جناب ام مسلمہ

بھی پہونچ گئی۔ تو ام المومنین ام سلمہ کے پاس گئیں کیا دیکھا آپ نے مدینے والوں نے علیؑ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو ام سلمہ نے کہا اس میں ناراضی کی کیا بات ہے۔ اس سے پہلے بیعت ہوتی رہی آپ بھی ناراض نہ ہوئیں۔ ام المومنین اور ام سلمہ کا مکالمہ موجود ہے تاریخوں میں کہا علیؑ خلیفہ تو ہو گئے مگر قتل عثمان کا بدلہ نہیں لیا انہوں نے۔ ام سلمہ نے کہا اس سے آپ کو کیا سروکار ہے آپ کو تو خلیفہ وقت کی بات کرنا چاہیے۔ یہی مذہب ہے کہا کہ ہم نہ علیؑ کی بیعت کر سکتے ہیں اور نہ اطاعت کر سکتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جھگڑا تھا۔ ساس اور داماد کے درمیان کوئی جھگڑا تھا اب وہ نجی جھگڑا تھا کیا تھا صحیح نہیں معلوم کیا کریں اتنی بزرگ ہستیوں کے معاملہ میں کچھ کہہ بھی نہیں سکتے۔

بہر حال ام سلمیٰ نے ام المومنین سے کہا کہ تم کس کے بارے میں کہہ رہی ہو؟ علیؑ کا معاملہ ہے علیؑ کا۔ نبی کہہ چکے ہیں یا علیؑ جو تمہارا دشمن وہ میرا دشمن جو تمہارا دوست وہ میرا دوست فرمایا کہا تو تھا۔ تو ام سلمہ نے کہا کہ کیا زوجہ ہو کے کیا نبی کی دشمن کہلاؤ گی۔ یہ بات ام المومنین۔ ام المومنین سے کہہ رہی ہیں۔ ہم صرف سن سکتے ہیں تاریخ کہتی ہے کہ ام سلمہ نے کہا کہ کیا تم کو وہ دن یاد ہے کہ مال غنیمت بٹنے کے سلسلے میں تم پیغمبر سے جھگڑا کر رہی تھیں۔ اور علیؑ نے کہا کہ خدا کا رسول حق سے زیادہ نہیں دے سکتا کسی کو تو تم خفا ہوئی تھیں۔ تو پیغمبر نے کہا کہ یا علیؑ میری ایک زوجہ تم سے لڑنے آئے گی اور مقام ادحب کے

کتے اس پر بھونکیں گے تو میں نے گھبرا کے پوچھا پیغمبر سے حضور یہ کیا کہا۔ کہا وہ میں تو نہیں ہوں تو پیغمبر نے کہا تھا ام سلمہ تم نہیں ہو اور تمہاری طرف اشارہ کیا تھا یہ ام المومنین اور ام المومنین کے درمیان کی بات ہے ہم مسلمان تو کچھ بول نہیں سکتے۔

تاریخ کہتی ہے کہ ایک دفعہ ام سلمہ نے ایک بات یاد دلائی تو ام المومنین کانپ گئیں۔ یہ اور بھی کوئی سن رہا تھا وہ تھے طلحہ انہوں نے ام المومنین کو ام سلمہ کو کنونیز کرنے بھیجا تھا الٹا کنونیز ہو گئی۔ ہمیشہ حق کی جیت ہوتی ہے۔ ام سلمہ علیؑ کی طرفداری کر رہی تھی۔ کیسے کہتی اُن کی بات۔ عجب معاملہ ہے مولائے کائنات کا۔ مسلمانوں میں آپس میں جھگڑا علیؑ کے معاملہ میں۔ اصحاب میں جھگڑا علی کے بارے میں ازواج میں دیکھئے تو جھگڑا علیؑ کے بارے میں تو ہر جگہ رُشد و غیّ کو ڈھونڈنا پڑیگا۔ یہاں پر جناب ام سلمہ بھی ام المومنین تھیں اور وہ بھی ام المومنین ہم کچھ نہیں کہہ سکتے؟

طلحہ نے کہا یہ نہیں ہو سکتا آپ ساتھ چلئے عجب قیامت ہے خون عثمان کا بدلہ نہیں لیں گی آپ؟ تو کہا، ام سلمہ میں آپ کی بات نہیں مانتی۔ تو ام سلمہ نے کہا آپ جانے آپ کی عاقبت جانے۔ میں سمجھتا تھا کہ جو بھی ازواج نبی ہوں گی اس کی عاقبت بخیر ہوگی۔ لیکن ام سلمہ نے کھنکا دیا تو معلوم ہوا کہ عاقبت کا تعلق رشتہ سے نہیں ہے عقیدت سے ہے۔

والی بصرہ کو خط لکھا کہ انتظام کرو۔ایک لاکھ کا لشکر جمع ہوا اور ام المومنین تشریف لے گئیں طلحہ ساتھ زبیر ساتھ لشکر ساتھ کس سے لڑنے کے لئے آئیں؟ خلیفہ بلا فصل سے نہیں امام اول نہیں شیعوں کے پہلے امام سے لڑنے نہیں ائیں بلکہ مسلمانوں کے چوتھے خلیفہ سے لڑنے آئیں۔اور میدان جنگ میں ایک طویل ناقہ پر سوار۔قرآن کہتا ہے عورتوں پر سے جہاد ساقط ہے۔یہاں ام المومنین جہاد فرمانے آئیں۔کس سے وہ بھی خلیفہ وقت سے تاریخ کہتی ہے کہ دس ہزار مسلمان قتل ہوئے (اس جنگ میں یا دونوں حق پر تھے یا دونوں باطل پر تھے) جنگ میں جانے سے پہلے وہ ہی مقام آیا ادھب کا تو کتوں نے بھونکنا شروع کیا تو ام المومنین نے پوچھا یہ کون سا مقام ہے۔ام سلمہ نے حدیث سنائی تھی پیغمبر کی۔طلحہ کو بلا کر پوچھا کہ یہ کون سی جگہ ہے؟ تو طلحہ نے ۴۰ جھوٹی گواہیاں پیش کیں کہ یہ مقام ادھب نہیں ہے۔آپ نے دیکھا کہ جب مجرم جرم کرتا ہے تو جھوٹی گواہی پیش کرنا پڑتی ہے۔چالیس مسلمانوں نے اللہ کی اس کے رسول کی قرآن کی قسم کھا کر کہا کہ ام المومنین یہ مقام ادھب نہیں ہے۔اور ادھب کے رہنے والے نے کہا کہ نہیں ہے۔جن مسلمانوں کا یہ عالم ہو کہ اپنی مقصد براوری کیلئے ام المومنین سے جھوٹی قسم کھا کر گوہی دیں تو کیا ضمانت ہے کہ آپ تک صحیح اسلام آیا ہو جھوٹوں سے تو سچا دین مل ہی نہیں سکتا۔

تاریخ کہتی ہے کہ علیؑ ابن ابی طاب نے اپنے لشکر کو ترتیب دیا میمنے پر امام حسنؑ کو رکھا میسرے پر امام حسینؑ کو اور سواروں پر ابن عباس کو پیادوں کا محمد بن ابی بکر کو۔(اب یہ معاملہ دیکھ لیجئے ادھر بھائی ادھر) بھائی ہے علی کی طرف نہیں ہے مقابلہ پر علم لشکر کا دیا محمد حنفیہ کو اور جنگ شروع ہونے سے پہلے علی ابن ابی طالبؑ نے خطبہ پڑھا۔دیکھو آگاہ ہو جاؤ گمراہی اور ضلالت نہ اختیار کرو حق قبول کرنے کے بعد اس آیت کی تفسیر بیان کی ہے جنگ جمل میں میں ولی ہوں میں رسول کا جانشین ہوں مجھے اللہ نے معین کیا ہے تم پر ہدایت پہنچانے کے لئے ساری حدیثیں یاد دلائیں ادھب کا واقعہ یاد دلایا۔کہا دیکھو مسلمانوں کے خون سے اپنے ہاتھوں کو نہ رنگین کرو۔کہا (ام المومنین) نے کہ نہیں ہم تو لڑیں گے۔مدینے سے کرتا منگوایا۔اور کرتا سب کو دکھاتی تھیں۔حضور! عثمان کے خون کی یاد دلانا سنت ہے اور حسینؑ کے خون کی یاد دلانا بدعت ہے۔

تاریخ میں یہ لکھا ہے کہ ام سلمہ نے فرمایا کہ آپ کس کے خون کے بدلے کے لئے جا رہے ہیں۔جسکو آپ نے خود نعثل کہا ہے جس پر آپ نے خود لعنت بھیجی ہے۔یہ بھی بڑا نازک مقام ہے یہ صحابی اور ام المومنین کی بات ہے بیچ میں نہیں بول سکتے! الغرض جنگ شروع ہوئی حملے پر حملے ہو رہے ہیں۔یہاں ناقے تک پہنچ گئے امیر المومنین نے کہا محمد بن ابی بکر سے کہ تم جاؤ اور اس

ناقے کے پیر کاٹ دو (میرا دماغ پریشان ہوگیا کہ مولا یہ ناقے کے پیر کیوں
کٹوا رد ئے معلوم ہوا کہ ناقے کے پیر کٹ گئے ناقہ بیٹھ گیا وہ زور جو تھا وہ دب
گیا) اب یہ ناقے کے پیر کیوں کاٹے بیٹھ کر تو ام المومنین آئی تھیں ناقہ کا کیا
قصور ناقہ کی خطا یہ تھی کہ وہ بلند کئے ہوئے تھا تو معلوم ہوا کہ اسکو بھی سزا دینا
چاہیے کہ جو باطل کو اپنے کاندھوں پر بلند کرے۔ الغرض بھائی نے بہن کو پہنچا
دیا ایک مکان میں۔ مولائے کائنات نے ابن عباس کو بھیجا کہ سمجھائیں کہ
جائیں مدینہ اور قرآن کی آیت پر عمل کریں۔ ام المومنین نے کہا نہیں میں بدلا
لے کر رہوں گی۔ یہ ناممکن ہے جنگ ہوگی۔ اس کے بعد علیؑ نے محمد ابن ابی بکر کو
بھیجا تم جاؤ سمجھاؤ۔ علی کا کام ہدایت کرنا تھا۔ تیور بتا رہے تھے کہ رُشد ہے کدھرہ
گئی کدھر ہے۔ بھائی سے بھی کہا چلے جاؤ نکل جاؤ میں تم سے بات کرنا نہیں
چاہتی۔ جب بہت زور بڑھا تو امام حسنؑ سے کہا بیٹا اب تم جاؤ جا کر کہدو کہ اگر
نہ گئیں مدینے کو وہ حق استعمال کروں گا جو نبیؐ دے گئے ہیں۔

تاریخیں بتاتی ہیں کہ آپ کنگھی فرما رہی تھیں۔ امام حسنؑ نے جا کر کہا
کہ بابا نے کہا ہے کہ مدینہ جایئے ورنہ وہ حق استعمال کروں گا جو نبی دے گئے
ہیں تو کہا اچھا اچھا ابھی جاتی ہوں فوراً تیار ہوئیں۔ سب نے روکا آپ کہاں
جارہی ہیں تو فرمایا ایک منٹ نہیں رک سکتی۔ حق استعمال کرلیا تو غضب ہو
جائے گا۔ آخر وہ کیا حق ہے؟ کیا تمہیں نہیں معلوم ایک دن کسی بات پر جھگڑا

شروع کیا نبیؐ سے۔ تو نبیؐ نے کہا یا علیؑ میں تمہیں حقِ طلاق دیتا ہوں۔ ایک
بات پوچھنا چاہتا ہوں۔ حقِ طلاق خالص نجی حق ہے وہ بھی علیؑ کو دے
کر گئے۔ رسالت بغیر وصی کے چھوڑ گئے؟ بعض کہتے ہیں یہ شیعہ بھی کمبخت
کہتے ہیں ازواج پیغمبر جہنم میں جائیں گی۔ بھلا نبی کی زوجہ جہنم میں
جائے؟ جہنم میں تو اعمال وعقیدت لے جاتے ہیں نبیؐ نے کہا یا علی یہ حق تم کو
ہے تم ہی جنت اور جہنم کے تقسیم کرنے والے ہو۔ جسکو جہنم میں بھیجنا ہو۔ ایک
جملہ زبان سے کہنا۔ نبیؐ نے بھی کمال کر دیا یا علی حق طلاق تمہیں دیا نبی جانتے
تھے کہ ساری شورش جو اُٹھے گی سسرال والوں سے اُٹھے گی اس لئے حق طلاق
علی کو دے دیا اب سارے سسرالی رشتہ دار علی کے ہاتھ میں ہیں۔ میں اپنے
مولا سے کہتا ہوں مولا ایک تمنا میری بھی ہے کہ محشر میں دیکھوں گا کہ آپنے
پڑھا ہے یا نہیں دنیا میں تو پتہ نہیں تھا۔ لیکن پل صراط پر ضرور پتہ چل جائیگا اس
بات نے علی کے حق کو اور واضح کیا۔ اگر یہ بات غلط ہے تو اتنا کہنے پر چلی
گئیں؟ اور خود بیان کیا کہ یہ حق طلاق ہے ایک بات پر آپ نے غور نہیں
کیا۔ طلاق زندگی میں ہوتا ہے پیغمبر کا انتقال بھی ہوگیا ہے اب بھی حق طلاق یہ
کیا معاملہ ہے۔ تو معلوم ہوا کہ ہمارے نکاح اور نبی کے نکاح اور ہیں۔ نبیؐ کا
نکاح مرنے سے نہیں ٹوٹتا ہے۔ ازواجِ نبی کو حق نہیں تھا کہ وہ بعد وفات رسول
عدت کی مدت کے بعد دوسرا عقد کر سکتے تو چونکہ نکاح قائم تھا نبیؐ کے بعد تو نکاح

چلتا ازواج کی زندگی تک مگر چونکہ نبی کی وفات ہوگئی تھی حق طلاق مرجاتا تو پیغمبر نے کہا کہ خدا نے میرے نکاح کو دائم کیا ہے میرے مرنے سے میرا نکاح نہیں ٹوٹتا تو حق طلاق مرنے کے بعد کسے دوں گا؟ لہٰذا حق طلاق دیا علیؑ کو بتایا جو کل زندگی میں کرتا تھا وہ میرے مرنے کے بعد علیؑ کریں گے ایک چھوٹی سی بات کہ یہ پیغام امام حسنؑ سے کیوں بھجوایا ابن عباس سے کہلا دیتے؟ محمد بن ابی بکر سے کہلا دیتے؟ جب یہ سمجھا بجھا کر پلٹ آئے تو حسنؑ سے کہلا بھیجا۔ جو علیؑ کے بعد امام تھا اس سے کہلایا تا کہ معلوم ہو جائے کہ دنیا یہ نہ سمجھے کہ حق مجھ ہی کو ہے بلکہ یہ میری نسل میں ہے۔

تو جنگ میں بھی فیصلہ کر کے دکھا دیا۔ رُشد کے بعد غیّ اختیار کیا مسلمانوں نے اور علی ابن ابی طالبؑ نے فیصلہ کر کے دنیا کو بتا دیا۔ ایسی علی دشمنی تھی لوگوں کے دل و دماغ میں کہ مسلمانوں نے اگر چہ چوتھی منزل میں بیعت کر لی تھی تو وہ بھی برداشت نہ ہوا یہ عدم برداشت کو تسلسل تھا جو کربلا تک پہنچا نہ علی کی امامت برداشت نہ امام حسن کی بھی زہر دلوایا زوجہ امام حسنؑ کے ذریعے اللہ اکبر نبی کا نواسہ خلق محمدی کا آئینہ دار تھا علم نبوی کا وارث تھا۔ زوجہ کے ہاتھ زہر دلوا دیا یہ سبق جمل سے ملا تھا۔ دنیا سمجھ گئی تھی کہ ازواج کو بھی شوہر کے خلاف ملایا جا سکتا ہے۔ ایک وہ ازواج تھی جو ائمہ سے جنگ کرتی رہی دنیا کو خلاف اکساتی رہی اور ایک وہ ازواج تھیں جو اپنے شوہروں کو نصرت امام

کے لئے اکسایا۔ کہا اگر تم نہیں جاؤ گے تو چادر پہن کر گھر بیٹھو میں جاؤں گی نصرت امام میں زوجہ جناب حبیب ابن مظاہر حبیب سے پوچھا گیا کیا لکھا ہے آقا نے کہا نصرت کے لئے بلایا ہے کہا پھر کیا ارادہ ہے کہا سوچتا ہوں جاؤں یا نہیں جاؤں۔ کہا سبحان اللہ فرزند رسول نصرت کے لئے بُلائیں اور تم سوچتے ہو جاؤں یا نہ جاؤں لو یہ چادر اوڑھ لو اور گھر میں بیٹھو۔ اپنا عمامہ دے دو میں نصرت امام کے لئے جاؤں گی کہا مومنہ میں تیرا امتحان لے رہا تھا۔ میں اور نصرت حسین ابن علیؑ کو نہ جاؤں سوچتا ہوں کہ میرے بعد تو کیا کرے گی۔ کہا حبیب میں خاک پھانک کر زندگی بسر کروں گی۔ لیکن تم نصرت حسینؑ کے لئے جاؤ۔

جناب زہیر قین ساتھ ساتھ خیمے میں ہیں۔ ایک منزل پر جناب علی اکبرؑ کو بھیجا جاؤ زہیر کو بلا لاؤ درِ خیمہ پر آواز دی۔ زوجہ نے کہا زہیر دیکھو کون بلا رہے ہیں۔ زہیر فوراً جاؤ۔ تم نہ جاؤ گے تو میں جاؤں گی حسینؑ نے اصحاب کو نام بتا دیئے کہ تمہارے نام فہرست شہداء میں ہیں زہیر جب خیمے میں گئے تو زوجہ نے دامن پکڑ لیا کہا زہیر کیا کہا میرے مولا نے کہا کہ تو کوفہ چلی جا۔ غلام کے ساتھ اسا سہ دے دیتا ہوں گھر چلی جا کہا کیا میرے مولا نے حکم دیا ہے کہا کہ حکم نہیں دیا ہے۔ اجازت دی ہے کہ چاہو تو اپنی اپنی ازواج کو بھیج دو کیونکہ بات ایسی تھی جس پر ہم بلند آواز سے روئے کہا امام نے خطبے کے بعد فرمایا کہ اگر تم

چاہوتو اپنی ازواج کو بھیج دو ہم نے پوچھا آقا کیوں؟ کہا میرے مرنے کے بعد خیموں میں آگ لگے گی۔ شہزادیوں کو اسیر کیا جائے گا۔ روایت کہتی ہے کہ زوجہ نے قدموں پر سر رکھ دیا کہا زہیر مجھے بھیج رہے ہو واپس میں نے تمہیں بھیجا حسینؑ کی خدمت میں واہ تم رسول سے نبی سے سرخ رو ہو گئے میں فاطمہؑ کو کیا منہ دکھاؤں گی کیا میرا پردہ شہزادی زینبؑ سے بڑھ کر ہے۔

یہ پتہ تبدیل ہو گیا

1. 115,Haider Mirza Road, Near Maqbara-e-Aliya, Golaganj,Lucknow-18
2. P. O. Box No.-23 Aminabad Park P. O., Lucknow

موجودہ پتہ

S. MEESAM KAZIM JARWALI
c\o Mr. Shakir Husain
"ARZOO STORES"
Masjid Malka Zamani
Golaganj, LUCKNOW-18